مناقب امیر المؤمنین
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
تصنیف
امام ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم
پروفیسر علامہ محمد طارق قادری نعیمی
شاکر پبلی کیشنز

مناقب امیر المؤمنین

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

تصنیف

امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

پروفیسر علامہ محمد طارق قادری نعیمی (بجوات سیالکوٹ)

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور 0301-4377866

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور فون: 042-7246006

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5536111

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے۔ تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

انتساب

میں اپنی اس سعی حقیر کو اپنی مربی و محسن استاذ شہید پاکستان

جگر گوشہ مفتی اعظم استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی علیہ الرحمۃ

کے نام کرتا ہوں

جن کی حسن سادگی، درویشانہ زندگی اور علمی حسن کمال نے

مجھ جیسے ناکارہ کو علمی ذوق عطا کیا۔

محمد طارق نعیمی

فہرست

تاثرات ۳
مصنف کا تعارف ۸
مترجم کا تعارف ۱۰
باب: 1 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ولادت کا بیان ۱۳
باب: 2 آپ کے نسب کا بیان ۱۴
باب: 3 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حلیہ اور صفات کا بیان ۱۶
باب: 4 تورات میں آپ کی صفات کا بیان ۱۹
باب: 5 زمانہ جاہلیت میں آپ کا مقام ۲۰
باب: 6 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱
باب: 7 آپ کے دل میں نور ایمان داخل ہونے کا بیان ۲۲
باب: 8 اسلام لانے سبب ۲۳
باب: 9 کتنے لوگوں کے بعد آپ اسلام لائے ۳۰
باب: 10 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر آسمان والوں کا جشن ۳۲
باب: 11 آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام ظاہر ہو ۳۳
باب: 12 فاروق لقب کی وجہ تسمیہ ۳۵
باب: 13 ہجرت مدینہ کا بیان ۳۷
باب: 14 قیام گاہ کا بیان ۳۸

باب:15 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مواخات کا بیان ۳۹
باب:16 نزول قرآن میں موافقت ۴۰
باب:17 فضائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ بزبان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ۴۲
باب:18 خواب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شان حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۵۳
باب:19 حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے فضائل پر احادیث ۵۷
باب:20 معرفت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سنت ہے ۶۷
باب:21 سرکار کے بعد امت میں افضل کون؟ ۶۹
باب:22 اللہ کے دین میں سختی کا بیان ۷۲
باب:23 سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف عمر پر مواخذہ نہ فرمایا ۷۴
باب:24 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کشتی اور شیطان کا بھاگنا ۸۳
باب:25 وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت ۸۵
باب:26 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا بیان ۸۷
باب:27 حضرت ابوبکر صدیق کا دور اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ ۹۰
باب:28 خلافت کی ابتداء ۹۹
باب:29 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے امیر المؤمنین کا استعمال ۱۰۰
باب:30 آپ کی خلافت کی خصوصیات کا بیان ۱۰۲
باب:31 نماز تراویح میں لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کرنا ۱۰۸
باب:32 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذہانت اور فراست ۱۱۲
باب:33 قوم کے ساتھ حسن سلوک اور خبر گیری ۱۱۴
باب:34 شہر مدینہ میں گشت ۱۳۸
باب:35 غزوات اور سرایا میں شمولیت ۱۴۰
باب:36 آپ کی فتوحات اور حجوں کا بیان ۱۴۷

باب:37 سواد کی سرزمین پر خراج مقرر کرنا ____ ۱۵۱

باب:38 عوام کے ساتھ عدل وانصاف ____ ۱۵۴

باب:39 بیت المال کا قیام ____ ۱۶۵

باب:40 مظالم سے ڈرنا اور قصاص کے لئے خود کو پیش کرنا ____ ۱۸۴

باب:41 عمال کو وصیت اور ان کے احوال سے بحث ____ ۱۸۸

باب:42 سنت کی حمایت اور بدعت کی مخالفت ____ ۱۹۹

باب:43 قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنا ____ ۲۰۶

باب:44 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط ____ ۲۰۸

باب:45 آپ کا دبدبہ اور رعب ____ ۲۱۸

باب:46 آپ کے زہد کا بیان ____ ۲۲۱

باب:47 آپ کی تواضع کا بیان ____ ۲۳۷

باب:48 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بردباری کا بیان ____ ۲۴۷

باب:49 آپ کی تقویٰ اور پرہیزگاری ____ ۲۵۲

باب:50 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف خدا ____ ۲۵۶

باب:51 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کا بیان ____ ۲۶۶

باب:52 آپ کی عبادت وریاضت کا بیان ____ ۲۶۸

باب:53 اعمال کو ریاکاری سے بچانا ____ ۲۷۰

باب:54 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اور مناجات ____ ۲۷۱

باب:55 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات کا بیان ____ ۲۷۴

باب:56 آپ سے روایت کردہ احادیث ____ ۲۷۸

باب:57 زہد و رقائق کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ____ ۲۸۳

باب:58 بطور مثال اشعار کا استعمال ____ ۲۹۸

باب:59 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال وافعال کا بیان ______ ۳۰۰
باب:60 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ جملے ______ ۳۰۶
باب:61 آپ کے صدقات، وقف اور آزادی کا بیان ______ ۳۲۱
باب:62 رعیت کے خوف سے موت کی تمنا ______ ۳۲۳
باب:63 طلب شہادت اور محبت شہادت ______ ۳۲۶
باب:64 آپ کی وفات کی خبر جنات کی زبانی ______ ۳۲۷
باب:65 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت ______ ۳۴۱
باب:66 آپ کی وصیت اور رونے کی ممانعت ______ ۳۶۰
باب:67 موت کے وقت عاجزی اختیار کرنا ______ ۳۶۵
باب:68 آپ کی زندگی اور مدت خلافت ______ ۳۶۶
باب:69 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غسل اور تدفین کا بیان ______ ۳۶۷
باب:70 اسلام کا رونا ______ ۳۶۹
باب:71 آپ کی وفات پر اسلام کی گریہ زاری ______ ۳۷۰
باب:72 حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جنات کا نوحہ کرنا ______ ۳۷۱
باب:73 ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حیاء کرنا ۳۷۲
باب:74 آپ کے خواب کا بیان ______ ۳۷۳
باب:75 آپ کے متعلق دیکھے گئے خوابوں کا بیان ______ ۳۷۴
باب:76 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیویوں اور اولاد کا بیان ______ ۳۷۸
باب:77 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو مارنا ______ ۳۸۵
باب:78 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کا خراج تحسین پیش کرنا ______ ۳۸۹
باب:79 حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت کا ثواب ______ ۴۰۴
باب:80 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کی سزا ______ ۴۰۸

مصنف کا تعارف

الامام الحافظ الشیخ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن جعفر الجوزی، قرشی، بغدادی، حنبلی، اپنے دور کے اجل مشہور علماء میں شامل تھے۔ آپ نے انفرادی طور بہت سارے علوم کو جمع کیا۔ جو آپ کا ہی حصہ تھا۔

ولادت:

آپ ''۵۱۰ ہجری'' میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا تو آپ اس وقت تین سال کے تھے۔ آپ انتہائی ذہین فطین اور لائق بچے تھے کسی سے کھیل کود نہیں کرتے تھے۔ آپ صرف نماز جمعہ کے لئے گھر نکلا کرتے تھے۔ آپ نے ''۸۷'' سال عمر پائی۔

تصانیف:

آپ نے تقریبا تین سو کتابیں لکھیں ہیں جو آپ کے علمی کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ علماء میں کسی نے امام ابن جوزی علیہ الرحمہ کی کتب کو آپ کی زندگی کے دنوں پر تقسیم کیا تو روزانہ کے تقریبا نو (۹) صفحہ تحریر بنتے تھے۔ آپ کی مشہور زمانہ کتب میں سے چند ایک یہ ہیں۔ تفسیر القرآن'' زاد المسیر فی علم التفسیر'' المنتظم فی التاریخ'' تلبیس ابلیس، مناقب امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ بلند پایہ خطیب بھی تھے آپ کی مجلس وعظ میں وقت کے بڑے بڑے وزراء، امراء اور علماء تشریف لاتے تھے۔ آپ نے تقریبا دو لاکھ لوگوں

کو تائب کروایا ہے۔

وفات

بارہ رمضان المبارک بروز جمعہ المبارک نماز مغرب اور عشاء کے درمیان یہ علم وفضل کا جگ مگاتا ہوا آفتاب ''۵۹۷'' کو اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

مدفن:

آپ کے والد کے پاس باب حرب میں امام احمد علیہ الرحمہ کے قرب میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ گرمی کی شدت اور لوگوں کے ہجوم کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کی ایک جماعت نے گرمی کی تاب کو برداشت نہ کرتے ہوئے روزہ افطار کرڈالا تھا۔

وصیت: آپ نے وقت وصال یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر پر یہ شعر لکھنا۔

یا کثیر العفو لمن کثرت الذنوب لدیه

جاء ك المذنب یرجو الصفح عن جرم یدیه

انا ضیف وجزاء الضیف احسان الیه

مترجم کا تعارف

نام:

پروفیسر محمد طارق نعیمی بن شبیر احمد بن سلطان احمد بن میاں رانجھا

جائے پیدائش:

''۴ فروری، ۱۹۸۰'' بمقام مروال علاقہ بجوات، ڈاکخانہ پھوکلیاں سیالکوٹ

تعلیم:

ابتدائی قاعدہ اپنے دادا ماسٹر سلطان احمد مرحوم سے پڑھا۔ ان کے وصال کے بعد باقی قرآن پاک دادا صوبیدار اللہ بخش مرحوم اور حاجی محمد یوسف مرحوم سے مکمل کیا۔

اپنے گاؤں کے سکول سے پرائمری پاس کیا اور گورنمنٹ ہائی سکول پھوکلیاں سے (۱۹۹۵) میں سائنس کے ساتھ میٹرک کر کے لاہور چلے گئے وہاں لاہور بوڈر سے ایف، اے۔ اور فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ پھر، بی اے۔ بی ایڈ۔ ایم اے۔ ایم ایڈ یونیورسٹی سے پاس کیا۔

دینی تعلیم

علوم اسلامیہ کے حصول کے لئے (۱۹۹۶) میں اہلسنت کی معیاری درسگاہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں داخلہ لیا۔ وہاں سے عامہ، خاصہ، شہادۃ العالیہ اور شہادۃ العالمیہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان سے پاس کیا۔ اور جامعہ نعیمیہ میں عصر حاضر کے جید بزرگ اساتذہ سے، صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، منطق، علم کلام اور عقائد کی کتب پڑھیں۔ اور (۲۰۰۳ء) میں سند فراغت

حاصل کی۔ جن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا ان کے اسمائے گرامی درجہ ذیل ہیں:

۱- شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی علیہ الرحمہ

۲- شیخ الفقہ مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی صاحب

۳- شیخ الحدیث مفتی عبداللطیف جلالی صاحب۔

۴- شیخ الحدیث مفتی محمد انور القادری صاحب۔

۵- شیخ الحدیث علامہ غلام نصیر الدین چشتی صاحب۔

۶- علامہ محبوب احمد چشتی صاحب۔

۷- علامہ ڈاکٹر سلیمان قادری صاحب۔

۸- علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب۔

۹- ڈاکٹر عارف حسین نعیمی صاحب۔

۱۰- علامہ حاجی امداد اللہ صاحب۔

۱۱- مولانا حافظ محمد صابر صاحب۔

۱۲- مولانا محمد کلیم اللہ فاروقی صاحب۔

۱۳- علامہ محبوب احمد شرقپوری صاحب۔

۱۴- پروفیسر عبدالستار شاکر صاحب۔

۱۵- پروفیسر وارث علی شاہین صاحب۔

تدریس

صوفی شوکت علی قادری صاحب کے ادارہ جامعہ انوار مدینہ پی، این، جی کالونی مغلپورہ لاہور میں تقریباً آٹھ سال تک درس نظامی کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اور ساتھ ہی جامع مسجد النور میں آٹھ سال تک امامت وخطابت کے ذمہ داری بھی ادا کرتے رہے۔

حرمین شریفین کی حاضری اور حدیث نبوی

مئی ۲۰۰۶ میں اللہ تعالیٰ نے عمرہ کی سعادت عطا فرمائی۔ اسی دوران مسجد نبوی شریف میں شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی صاحب سے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی کتاب [الزھد] ایک ہفتہ تک اصحاب صفہ کے چبوترے کے پاس پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اسی دوران استاذ الاساتذ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور بھی عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تھے ان سے مسجد نبوی میں ملاقات کا شرف ہوا۔ آپ سے حرم نبوی میں بخاری شریف پڑھنے کی سعادت بھی اللہ کریم نے عطا فرمائی۔

سرکاری ملازمت

۲۰۱۰ء میں موصوف اپنے آبائی علاقہ میں سکول ٹیچر بن گئے اور تقریباً دو ڈھائی سال سکول پڑھاتے رہے۔ پھر لیکچرر کے لئے آزاد کشمیر کوشش کی تو اللہ کریم نے کامیاب فرما دیا۔ اب آزاد کشمیر ڈگری کالج باغ میں لیکچرر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

تصانیف

۱- آثار و تبرکات قرآن کی روشنی میں
۲- تحفۃ المؤمن
۳- بہار دعا
۴- بیمہ اور سود
۵- نشہ کی تباہ کاریاں
۶- مناقب حضرت عمر فاروق، از امام ابن جوزی۔ مترجم زیر طبع
۷- حکایات قلیوبی۔ شہاب الدین قلیوبی مترجم زیر طبع
۸- ترجمہ ھدایت النحو

باب: 1

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ولادت کا بیان

1۔ زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ولدت قبل الفجار الاعظم الآخر باربع سنین و اسلم وھو ابن ست و عشرین سنة: آخری فجار عظیم سے چار سال پہلے میری ولادت ہوئی۔ اور چھبیس سال کی عمر میں اسلام کی دولت سے مشرف ہوا۔

نوٹ:۔ فجار وہ دن کہلاتا ہے۔ جس میں قریش اور قیس بن غیلان میں جنگ ہوئی تھی (مترجم نعیمی)

2۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسلم عمر و انا ابن ست سنین ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے میں اس وقت چھ سال کا بچہ تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد 269/270/3)

3۔ عبداللہ بن وھب سے روایت ہے کہ مجھے مالک بن عمرو بن العاص رضی اللہ نے بتایا۔ میں نے خطاب کے گھر چراغ جلتا ہوا دیکھ کر پوچھا: تو مجھے کہا گیا کہ خطاب کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے اور وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

باب: 2

آپ کے نسب کا بیان

1۔محمد بن یوسف آپکا نسب یوں بیان کرتے ہیں۔عمر بن الخطاب بن نفیل، بن عبدالعزی، بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب اور آپکی کنیت ابوحفص ہے۔آپکی والدہ کا نسب یہ ہے کہ حنتمة بنت هاشم بن المغيرة بن عبدالله بن عمر بن مخزوم۔

2۔ابن اسحاق سے یوں روایت ہے۔حنتمة بنت هاشم بن المغيرة اور ابو جهل اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

3۔صاحب کتاب امام عبدالرحمٰن جوزی فرماتے ہیں۔اس میں وہم اور غلطی ہے۔زبیر بن بکار لوگوں میں سب سے زیادہ قریش کے نسب کو جانتے تھے۔وہ کہتے ہیں۔مغیرہ بن عبداللہ کے بیٹوں کے نام یہ ہیں۔هاشم، هشام، ابو حذيفه مهشم، ابوربيعة، اور ذوالرمحين اس کا نام عمرو ہے،ابوامیۃ زادالراکب۔اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ھاشم اور ھشام دونوں بھائی تھے۔حنتمۃ کے والد کا نام ھاشم تھا۔جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نانا تھے،اور ھشام یہ حارث اور ابوجہل کے والد ہیں۔

4۔ابوعمرالزاھد فرماتے ہیں۔کہ الحفص عربی میں شیر کو کہتے ہیں۔

5۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ،ابوالحفص کنیت میرے لئے سب سے پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائی اور مجھے فرمایا۔یا ابا حفص اتقتل عم نبيك اے ابوحفص: کیا تو اپنے نبی کے چچا کو قتل کرے گا۔میں نے کہا: یارسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے حکم دیں میں اس کو قتل کروں گا۔پھر سرکار دو

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لا یتحدث الناس انی اقتل اصحابی) ترجمہ: مجھے یہ خدشہ ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ میں نے اپنی صحابی کو قتل کر دیا ہے۔

الطبقات الکبری جلد ۳ص ۲۲۶۵،۲٦٦ -تاریخ طبری جلد ۳.ص ٢٦٧

۳-راجع مروج الذهب للمسعودی جلد ۲ ص ۳۱۳

باب:3

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حلیہ اور صفات کا بیان

1۔محمد بن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رنگ گورا تھا اور اس میں سرخی غالب تھی۔ بڑھاپے کی وجہ سے بال سفید تھے، اور سر کے اگلے حصے پر بال کم تھے۔ا-طبقات الکبری ۳/۳۲۴،۳۲۶-۲
تاریخ طبری: ۳ / ۲۶۷،۲۶۸

2-سلمة بن اکوع فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر دونوں ہاتھوں سے کام سرانجام دیتے تھے۔

3-عبید بن عمیر فرماتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے قد آور تھے۔

3-ابی رجاء عطاردی فرماتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ دراز قد، صحت مند جسم، گورا رنگ، آنکھیں سرخ اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔پتلی داڑھی تھی اور اس کے اطراف میں بال سرخ تھے۔کم ہنستے اور کسی سے مذاق نہیں کرتے تھے۔ بڑی وجاہت کے ساتھ چلتے تھے۔

5۔جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

6۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہندی اور وسمہ سے اپنی داڑھی رنگین کرتے تھے۔

(نوٹ) داڑھی کو مہندی لگانا مستحب ہے لیکن کالا خضاب لگانا گناہ ہے۔

7۔زر کہتے ہیں۔میں نے عید کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں

دیکھا کہ آپ بڑے صحت مند، سر کے اگلے حصہ پر بال کم۔ رنگ گورا، قدر سیاہی مائل تھا۔ آپ کے کندھے عام لوگوں کے سر سے بلند رہتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ سواری پر سوار ہیں۔ آپ اکثر دونوں ہاتھوں سے کام کرتے۔ ۱-اساس البلاغة۔ص ۲۸۰ بتصرف ۲-العقد الفريد ٤ / ٢٦٩ ٣-تاریخ طبری ٥ / ٥ شعبی نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔

9۔ سماک نے سلمہ بن مخنف سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھرے گوشت والا پایا یعنی صحت مند۔

10۔ ابن عون سے روایت ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلط کام کی اصلاح فرماتے یا ترجمہ یوں ہے کہ جب آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو اس وقت آپ پر سبز چادر تھی۔

۱- الكامل لابن الاثير: (۱۹/۳) ۲-طبری: (۱۸۷،۲۱۷) ۳-يعقوبی: (۱۱۷/۲) ٤- حلية الاولياء: (۳۸/۱) ٥-صفة الصفوة: (۱۰۱/۱) ٦-تاريخ الخميس: (۲۵۹/۱) ۷-اعلام لخير الدين الزركلي: (۲۰٤/٥) ۸- العقد الفريد لابن عبد ربه: (۲٦۹/٤)

11۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عاصم بن کلیب حرامی سے روایت کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود کے والد سے ملاقات کی۔ وہ جب بھی پیدل چلتے تو رستے کے کنارے گردن نیچے جھکا کر چلتے اور فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح چلتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی گردن جھکا کر چلتے تھے۔

12۔ ابو مالک جب بھی پیدل چلتے تو راستے کے کنارے چلتے اور فرماتے "اما واللہ ان كان عمر اذا مشى لشديد الوطء على الارض جهوری الصوت: ترجمہ: اللہ پاک کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمین پر مضبوطی سے قدم رکھ کر چلتے تھے اور آپ کی آواز بھی اونچی تھی۔

13۔زید بن اسلم اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ہاتھ سے گھوڑے کے ایک کان اور دوسرے ہاتھ سے دوسرے کان کو پکڑ کر جمپ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو جایا کرتے تھے۔

نوٹ:۔واقدی کا بیان ہے کہ آپ گندمی رنگ کے نہیں تھے۔بلکہ قحط کے زمانے میں آپ روغن اور زیتون استعمال کیا کرتے تھے۔اس لئے آپ کا رنگ قدرے سیاہی مائل ہو گیا تھا۔مترجم نعیمی

باب:4

تورات میں آپ کی صفات کا بیان

1-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موذن اقرع کہتے ہیں۔ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک بڑے پادری کے پاس سے ہوا تو آپ نے پوچھا:ھل تجدو نافی شیئی من کتبکم؟" کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارے متعلق کچھ معلومات پاتے ہو؟ پادری نے کہا تمہارے اوصاف اور اعمال تو ہماری کتابوں میں ہیں۔مگر تمارے نام موجود نہیں ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون سے اوصاف کا ذکر تمہاری کتب میں ہے؟ کہنے لگا۔ایک صفت یہ ہے کہ قرن من حدید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرن من حدید سے مراد کیا ہے۔پادری نے کہا کہ۔امیر شدید (سخت خلیفہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:(اللہ اکبر و الحمد للہ) ۔

2-حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے ایڑی لگانے لگے۔تو آپ کی ران کا کچھ حصہ ننگا ہو گیا تو اھل نجران نے آپ کی ران پر ایک کالا نشان دیکھا تو کہنے لگے۔ھذا الذی نجد فی کتابنا یخرجنا من ارضنا ۔ یہی نشانی تو ہم نے اپنی کتابوں میں لکھی پائی ہے کہ یہ شخص ہمیں ہماری زمین سے نکال دے گا۔

3-محمد سے مروی ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:اے امیر المومنین:ھل تری فی منامك شیاء؟ کیا آپ خواب میں کوئی چیز دیکھتے ہیں؟۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹ دیا تو انہوں نے کہا۔انا نجد رجلایری امر الامۃ فی منامہ ۔ ہم (اپنی کتابوں میں لکھا) ایک شخص کے متعلق یہ پاتے ہیں کہ وہ امت کے معاملات کو اپنی خواب میں دیکھے گا۔

(۱) تاریخ طبری ۱۳/۵ (۲)۔طبقات الکبری: ۳۲۶/۳ (۳)الفعد الفرید لا بن عبدربہ:۴/۱ دارالکتاب العربی

باب:5

زمانہ جاہلیت میں آپ کا مقام

1۔نصیر بن مزاحم سے روایت ہے کہ معروف بن خربوذ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کی سفارت کا عہدتھا۔قریش کا جب کسی دوسرے قبیلے سے لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجتے۔ان کے درمیان فخر کی وجہ سے جو نفرت پیدا ہوتی آپ اسے ختم کرا کے صلح کروا دیتے۔

باب:۔6

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے دعا مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی "اللھم ا عز الاسلام باحب الرجلین الیك بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ھشام "ترجمہ اے اللہ عزوجل! ان دو شخصوں عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ھشام میں سے جو آپ کو پسند اور محبوب ہو اس کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما۔ پس ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب کو پسند فرما لیا۔ ۱-مسنداحمد: ۲-ترمذی فی سنن ۳-بیہقی فی الدلائل ٤-ابن سعد فی طبقاتہ ٥-صحیح ابن حبان ٦-عجلونی فی کشف الخفا: ۱/۲۱۰،۲۱۱ ۷-الصواعق المحرقہ ۸--تاریخ الخلفاء ۹-ریاض النضرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ

باب:7

آپ کے دل میں اسلام داخل ہونے کا بیان

1-شریح بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑے کے ارادے سے باہر نکلا۔ یہ اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ مسجد میں تشریف لے گئے میں بھی ان کے پیچھے جا کے کھڑا ہو گیا۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت شروع کر دی۔ میں قرآن کے الفاظ کی ترتیب سن کر متعجب ہوا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم یہ تو شاعر ہے اور قریش کے لوگ بھی تو یہی کہتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (انہ لقول رسول کریم ٥ وما ھو بقول شاعر ج قلیلا ما تؤ منون ٥ الحاقة: ۴۰، ۴۱- یہ آیات سن کر میں نے کہا یہ تو جادوگر ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیات تلاوت کرنا شروع کر دی۔

(و لا بقول کا ھن قلیلا ماتذ کرون ٥ تنزیل من رب العلیمن ٥ ولو تقول علینا بعض الاقا و یل ٥ لا خذ نا منه با لیمین ٥ ثم لقطعنا منه الوتین ٥ فما منکم من اء حد عنه حا جزین ٥ الحاقة ۴۲، ۴۷- جب یہ آخر تک سورۃ کی تلاوت سنی: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت میرے دل میں اسلام کا نور داخل ہو گیا۔

۱-تفسیر قرطبی: ۲۷۴/۸۱ ۲-روح المعانی علامہ آلوسی: ۳۵۱/۲۹-کتاب الفاروق عمر، محمد حسین ھیکل ۴۴/۱، ۴۷-تفسیر کبیر فخر رازی: ۳۰/۱۱۷-۵-جامع الاحکام القرآن: ۲۷۶/۸۱

باب:8

اسلام لانے کے اسباب

آپ کے اسلام لانے کے مختلف اقوال ہیں۔ جن میں سے چار اقوال درج ذیل ہیں۔

پہلا قول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا (لای شئی سمیت الفارو ق؟ آپ کا نام فاروق کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مجھ سے تین دن پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو بھی اسلام کے لئے کھول دیا۔ تو میں نے کہا۔ (اللہ لا الــه الا هو لـه الا سـمـا الحسنى) اسی وقت زمین میں مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں لگ رہا تھا یعنی کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو گئی تھی۔ میں نے اپنی بہن سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟۔ اس نے کہا: آپ ارقم بن ابی ارقم کے گھر میں صفا پہاڑی کے پاس ہیں۔ میں دار ارقم میں آیا۔ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف فرما ہیں۔ میں نے دروازے پر دستک دی۔ تو لوگ جمع ہو گئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر تشریف لائے اور میرا گریبان پکڑ کر اتنا زور سے کھینچا کہ میں گھٹنوں کے بل گرنے لگا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مـا انـت بمنتـه يا عمر؟) اے عمر! تم باز نہیں آؤ گے؟ تو میں نے کہنا شروع کر دیا۔ اشهد ا ن لا الـه الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و

رسولہ مجھے کلمہ پڑھتے ہوئے دیکھا کر گھر میں تمام حاضر لوگوں نے اس زور سے نعرہ تکبیر لگایا اور عرض کیا (آلسنا علی الحق ان متنا وان حیینا؟) کیا ہمارا مرنا جینا حق پر نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا (بلی والذی نفسی بیدہ انکم علی الحق ان متم وان حییتم) کیوں نہیں: اس ذات کی قسم: جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ہی حق پر ہو۔ اگر چہ تم مر جاؤ یا زندہ رہو۔ میں نے عرض کیا ففیم الا ختفاء؟ والذی بعثك بالحق لتخرجن "اگر ہم حق پر ہیں تو پر چھپ کر عبادت کیوں کریں؟ اس ذات کی قسم: جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا۔ ہم ضرور باہر نکل کر عبادت کریں گے چنانچہ ہم دو صفوں میں باہر نکلے۔ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری صف کے ساتھ میں تھا۔ ہم راستے میں گرد و غبار اُڑاتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو گئے۔ قریش مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بہت پریشان ہو گئے۔ اس سے پہلے کبھی پریشان نہیں ہوئے تھے۔ اس دن سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے الفاروق کے نام سے نوازا تھا۔

دوسرا قول:

اُسامہ بن زید بن اسلم اپنے باپ دادا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا "اتحبون ان اعلمکم اول اسلامی؟ کیا تم پسند کرو گے اگر میں اپنے اسلام لانے کا واقع بیان کروں۔ ہم نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت ہو گئی تھی۔ یوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفا کے قریب ایک گھر میں حاضر ہوا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا گریبان پکڑ کر فرمایا" اسلم یا ابن خطاب اللھم اھدہ" اے خطاب کے بیٹے اسلام لے آؤ۔ اے اللہ ان کو ہدایت عطا فرما۔ تو میں نے کہنا شروع کر دیا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وانك رسول اللہ" تو وہاں حاضر مسلمانوں نے اتنا زور سے نعرہ لگایا کہ اس کی آواز سے مکہ کے گلی کوچے گونج اُٹھے۔ اس سے پہلے لوگوں چھپ کر عبادت کیا

کرتے تھے۔ کیونکہ جب کافروں کو پتہ چلتا کہ فلاں آدمی مسلمان ہو گیا ہے تو وہ اس کو خوب مارتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد جب اپنے ماموں عاص بن ھشام کے پاس آ کر اپنے مسلمان ہونے کی خبر دی تو وہ اپنے گھر کے اندر گھس گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر میں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کے پاس جا کر اپنے مسلمان ہونے کی خبر سنائی تو مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ تو میں نے کہا: یہ کیا بات ہے کہ دوسرے لوگ اسلام قبول کریں تو ان کو مارا جاتا ہے مجھے کسی نے مارنے کی جرات نہیں کی ایک شخص نے کہا" اتحب ان یعلم باسلامك؟" کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے اسلام لانے کی خبر پھیل جائے تو میں نے کہا: ہاں۔ میں یہ چاہتا ہوں تو اس شخص نے مجھ سے کہا جب لوگوں کعبے کے ایک کونے میں جمع ہوں تو تم فلاں شخص کے پاس جا کر کہنا کہ میں نے اپنا دین بدل لیا ہے۔ وہ شخص راز کو چھپا نہیں سکتا۔ چنانچہ میں نے اس کے پاس جا کر کہا "تعلم انی قد صبات" تو جانتا ہے کہ میں نے اپنا دین بدل لیا ہے۔ اس نے بلند آواز سے کہا: اے لوگو: ابن الخطاب نے اپنا دین تبدیل کر لیا ہے۔ بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ لوگ مجھے مارنے لگے۔ میں نے بھی ان کو مارنے لگا۔ اتنے میں میرے ماموں نے کہا: اے لوگو۔ یہ میرا بھانجا ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ اس اعلان کے بعد لوگ ہٹ گئے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کتنے لوگ مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ میں ان لوگ کو دیکھنا چاہتا تھا۔ تو میں نے کہا: لوگوں کو اسلام لانے پر مارا جاتا ہے اور مجھے نہیں مارا گیا۔ جب تمام لوگ کعبے کے ایک کونے میں جمع ہو گئے تو میں نے اپنے ماموں کے پاس آ کر کہا "جوارك رد علیك" تمھاری پناہ کو میں رد کرتا ہوں تم ایسا نہ کرو۔ تو میں نے بار بار انکار کیا۔ تو ماموں کہنے لگے تیری مرضی ہے تو پھر لوگ مجھے مارنے لگے۔ اور میں ان کو مارنے لگا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرما دیا۔ (طبقات الکبری: ۲۶۸/۳)

نوٹ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ... [illegible]

میں آپ رضی اللہ عنہ نے ہی قتل کیا تھا۔

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں سعید بن عاص کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے آپ کو سلام کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے بھتیجے میں نے تیرے باپ کو میدان بدر میں قتل نہیں کیا بلکہ میں نے تو اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا تھا۔ اور میں کسی مشرک کو قتل کرنے پر معذرت نہیں کرتا۔ سعید بن عاص نے کہا اگر آپ نے ان کو قتل کیا بھی ہے تو آپ حق پر تھے۔ اور وہ کفر پر تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک دن میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں پریشان بیٹھے تھے۔ اتنے میں عاص بن وائل سہمی جو کہ عمرو بن عاص کے والد تھے تشریف لائے۔ خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''مابالك'' تمہیں کیا ہوا ہے؟۔ فرمانے لگے'' زعم قومك انهم سيقتلو ننى ان اسلمت'' تیری قوم مجھے اسلام لانے کی وجہ سے قتل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے کہا'' لا سبيل اليك امنت'' تیری طرف کوئی قدم نہیں اُٹھائے گا۔ تجھے امان دی گئی ہے۔ یہ کہہ کر عاص بن وائل باہر نکلے تو دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے۔ پوچھا'' اين تريدون'' تم کدھر جانا چاہتے ہو؟ کہنے لگے خطاب کا بیٹا عمر اپنا دین بدل بیٹھا ہے۔ اس کی خبر لینے جا رہے ہیں۔ عاص نے کہا: تم کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ تو سارے لوگ واپس لوٹ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کے اسلام لانے کے وقت لوگوں کو آپ تک آنے سے کس نے روکا تھا؟۔ فرمایا' بیٹا' عاص بن وائل نے۔ میں چھت سے دیکھ رہا تھا کہ لوگ ایک شخص کے پاس جمع تھے اور کہہ رہے ہیں کہ عمر بے دین ہو گیا ہے، عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اتنے میں عاص بن وائل خوبصورت ریشمی لباس پہن کر وہاں تشریف لائے اور کہنے لگے اگر عمر بے دین ہو گیا ہے تو میں نے ان کو پناہ دی

ہے۔تو لوگ تتر بتر ہو گئے اور ان کی عزت افزائی پر مجھے بڑا تعجب ہوا۔

تیسرا قول:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ایمان لانے کی سب سے پہلی وجہ یہ واقع ہے کہ ہمارے گھر ایک عورت دردزہ میں مبتلا تھی تو میں گھر سے نکل کر سخت سردی کی وجہ سے کعبے کے پردوں میں چھپ گیا۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ اُون کی موٹی چادر اُوڑھے ہوئے تھے اور کعبے کے ایک کونے میں نماز پڑھنے لگے۔نماز سے فارغ ہو کر وہ واپس چلے گئے۔تو میں نے اتنی سریلی اور میٹھی آواز سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑا آپ نے فرمایا:"من هذا" یہ کون ہے؟میں نے عرض کیا!عمر۔فرمایا:"یا عمر ما تتركني ليلا ولا نهارا" اے عمر:تم دن رات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔عمر نے کہا"فخشيت ان يدعو علي" میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ میرے لیے دعا ضرر نہ فرمادیں۔تو میں نے اسی وقت کلمہ پڑھا"اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله"رسول پاک ﷺ نے فرمایا(يا عمر استره) اے عمر ابھی چھپا کر رکھو۔میں نے عرض کیا"والذي بعثك بالحق لا علننه كما اعلنت الشرك"قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا۔میں ضرور باضرور اسلام کا اعلان کروں گا۔جس طرح شرک کا اعلان کرتا رہا ہوں۔

چوتھا قول:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے جا رہے تھے۔کہ راستے میں قبیلہ بنو زہرہ کے ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا"عين تعمل يا عمر"اے عمر کہاں کا پروگرام ہے۔عمر نے کہا!"اريد ان اقتل محمد"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ ہے۔اس نے کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے بنو ہاشم اور بنو زہرہ قبیلے سے کس طرح جان بچا سکتے ہو۔عمر نے کہا:لگتا ہے کہ تم بھی بے دین ہو گئے ہو۔اپنے آبا واجداد کا دین چھوڑ

چکے ہو۔اس نے کہا اے عمر: کیا میں تمھیں اس سے بھی تعجب خیز خبر نہ سناؤں؟ کہ آپ کے بہنوئی اور بہن آپ کا دین چھوڑ کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔عمر یہ خبر سن کر بڑے غصے میں بہن کے گھر پہنچے اس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ عمر کی آواز سن کر پردے کے پیچھے چھپ گئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو کہنے لگے۔یہ تمھارے ہاں ہلکی ہلکی سی آواز کیا تھی؟۔ انھوں نے کہا آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔کہا مجھے لگتا ہے کہ تم نے دین تبدیل کر دیا ہے اور ہمارا دین چھوڑ دیا ہے۔بہنوئی نے کہا جناب: اگر تیرے دین کے علاوہ کوئی دین سچا ہو تو پھر کیا حکم ہے؟۔یہ بات کہنے کی شرط ہوئی تو عمر ان پر برس پڑے۔ان کو مسلسل مارنے لگے۔بہن نے آگے بڑھ کر بھائی کو روکا تو بہن کو اتنا زور سے ایک تھپڑ مارا کہ اس کا چہرہ خون آلودہ ہو گیا۔بہن غصے میں کہنے لگی اگر دوسرا دین (اسلام) سچا ہے تو میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔پھر کلمہ پڑھنے لگی ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناامید ہو کر کہنے لگے وہ کتاب مجھے دو۔جو تم پڑھ رہے تھے تاکہ میں بھی اس کو پڑھ لوں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے پڑھنا چاہتے تھے۔تو بہن بولی: تم ناپاک ہو۔اس کو پاک شخص ہاتھ لگا سکتا ہے۔فرمان خداوندی ہے ''ولا یمسہ الا المطھرون'' (الواقعہ 79) ان کو نہیں چھو سکتے مگر پاکیزگی کی حالت میں۔اُٹھیں غسل یا وضو کر لیجیے۔آپ نے اُٹھ کر وضو کیا پھر کتاب کو پکڑ کر پڑھنے لگے۔''انني انا اللہ لا الہ انا فاعبدني واقم الصلوۃ لذکری''

(سورۃ طٰہٰ 14)/ تفسیر کبیر ۲۲/۲۱۹: حاشیہ صاوی علی الجلالین:۳/۵۰

قرآن کی تلاوت کے بعد فرمایا: ''دلوني علی محمد'' مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاؤ۔وہ کہاں ہیں؟ حضرت خباب رضی اللہ عنہ یہ سن کر باہر نکل آئے اور فرمایا: ''ابشر یا عمر'' اے عمر: تجھے خوش خبری ہو۔مجھے یقین ہو گیا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کو جو تیرے لیے دعا فرمائی تھی وہ قبول ہو گئی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی "اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمر بن ھشام" اے اللہ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعے سے اسلام کو عزت بخش۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے قریب واقع گھر میں تشریف فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے سیدھے اس گھر گئے جہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اس گھر کے درواز کے پاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ موجود تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نعم فھٰذا عمر" ہاں: یہ عمر ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمادے تو یہ اسلام قبول کر کے آپ کی اتباع کرے گا۔ اگر اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ نہ فرمایا تو اس کو قتل کرنا میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ اس وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف فرما تھے۔ تو وحی کا نزول ہو گیا۔ اتنے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر تشریف لائے۔ سیدھے عمر کے پاس جا کر ان کا گریبان اور تلوار کا نیام پکڑ کر فرمایا: "ما اراك منتھیا یا عمر حتی ینزل اللہ بك یعنی من الخلدی و لنکال ۔ (ماانزل بالمغیرۃ بن المغیرۃ" اے عمر: کیا تو اس وقت تک باز نہیں آئے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے متعلق کوئی حکم نازل کر دے اور تو بھی مغیرہ بن مغیرہ کی طرح ذلیل و رسوا ہو جائے۔ پھر فرمایا۔ "اللھم اھد عمر بن الخطاب اللھم اعز الدین بعمر بن خطاب" اے اللہ عزوجل! عمر بن خطاب کو ہدایت عطا فرما۔ اے اللہ: عمر بن خطاب کے وسیلے سے دین کو عزت عطا فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ "اشھد انك رسول اللہ" پھر عرض کیا۔ "اخرج" یا رسول اللہ! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر عبادت فرمائیے۔

باب نمبر:9

اسلام لانے کا سال اور کتنے لوگوں کے بعد آپ اسلام لائے

1۔زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال حج کے مہینے میں اسلام لائے۔اس وقت آپ کی عمر (26) سال تھی۔

2۔داود بن حصین اور زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیس یا اس سے زیادہ لوگوں کے بعد اسلام لائے۔آپ سے پہلے چالیس مرد اور عورتیں اسلام قبول کر چکے تھے۔

3۔حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے۔

4۔عبداللہ بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ 45 مردوں اور گیارہ (۱۱) عورتوں کے بعد اسلام سے مشرف ہوئے۔بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمان کی تعداد چالیس پوری ہوئی تھی۔ آپ سے پہلے دولت اسلام سے مشرف ہونے والے حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت ابوبکر، عثمان، علی، طلحہ، سعد، عبدالرحمٰن، سعید، ابوعبیدہ، حمزۃ ابن عبد المطلب۔عبیدۃ بن الحرث، جعفر بن ابی طالب، مصعب بن عمر، عبداللہ بن مسعود، عیاش بن ابی ربیعہ، ابوذر، ابوسلمۃ بن عبدالاسد، عثمان بن مظعون، زید بن حارثہ، بلال بن رباح، خباب بن الارت، مقداد ابن عمر، صہیب، عمار، عمر بن فہیرہ، عمر بن عیشۃ، نعیم بن

عبداللہ بن نحام، حاطب بن حارث جمحی، خالد بن سعید بن العاص، خالد بن بکیر، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ، عامر بن بکیر، عتبة بن غزوان، ارقم بن ابی ارقم، ابوذر کے بھائی، واقد بن عبداللہ، عامر بن ربیعہ، سائب بن عثمان بن مظعون، انیس رضی اللہ عنہم اوراسی طرح چالیسویں نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔

باب نمبر:10

آپ کے اسلام لانے پر آسمان والوں کا جشن منانا

1۔ داؤد بن حصین اور زہری روایت کرتے ہیں کہ: لما اسلم عمر نزل جبریل علیہ اسلام، فقال، یامحمد استبشرا ھل السماء با سلام عمر

طبقات ابن سعد: (۲۶۹/۳)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والے عمر کے اسلام لانے پر خوشی منا رہے ہیں۔

2۔ حضرت حسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "لقد فرح اھل السماء باسلام عمر" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آسمان والوں نے جشن منایا ہے۔

باب نمبر: 11

آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام ظاہر ہوا

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو گھر میں موجود لوگوں نے اتنا زور سے نعرہ تکبیر لگایا کہ اس کی آواز مسجد حرام میں لوگوں نے سُن لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ''السنا علی الحق ؟'' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بلی) کیوں نہیں۔ ہم حق پر ہیں۔ عرض کیا۔ ففیم الاختفا ؟۔ پھر چھپ کر عبادت کیوں؟ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر اعلانیہ عبادت کا حکم دیا۔

2۔ صہیب بن سنان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اعلانیہ طور پر اسلام کی دعوت دی جانے لگی اور ہم لوگ بیت اللہ کے ارد گرد حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور کعبہ کا طواف شروع ہوگیا۔ جو ہم پر سختی کرتا ہم اس سے بدلہ لیتے۔ جو ہمیں باتیں کرتا ہم اس کا جواب دیتے۔ الفاروق عمر ڈاکٹر محمد حسین هیکل: ۵۳/۱

3۔ قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے ہم مسلسل عزت پاتے چلے گئے۔ ۱: ۱طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۶۹ - ۲: الفاروق عمر: ۵۳/۱

4۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اسلام کو لایا جائے
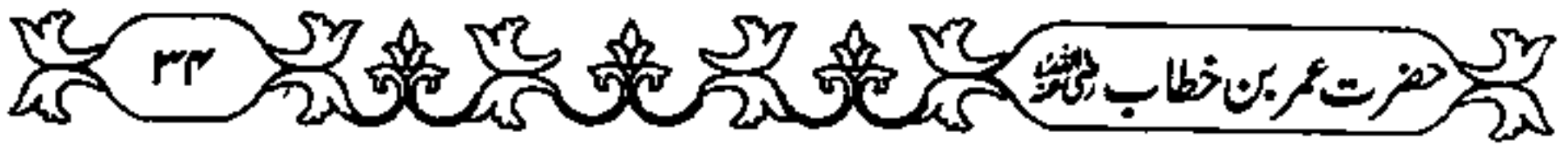
گا۔ تو وہ لوگوں سے منہ پھیرے گا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے گا۔" فیاخذ بیدہ فیصعد بہ الی البطنان العرش" آپ کا ہاتھ پکڑ کر عرش درمیان کی طرف چڑھ جائے گا۔ عرض کرے گا "ای ربی انی کنت خفیا واھان؟" اے میرے رب: میں پوشیدہ تھا اور میری بے قدری کی جا رہی تھی۔ پس اس (عمر) نے مجھے ظاہر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دیں گے اور باقی لوگ حساب و کتاب میں مبتلا ہوں گے۔

باب:12

فاروق لقب کی وجہ تسمیہ

1۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ”لای شیء سمیت الفاروق؟“ آپ کو فاروق کس وجہ سے کہا جاتا ہے؟ آپ نے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ بیان کیا۔تو اس موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسجد کی طرف جانے کا حکم دیا۔تو ہم دو صفوں میں مسجد کی طرف گرد اُڑاتے ہوئے گئے جب مسجد میں داخل ہوئے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فاروق کے نام سے یاد فرمایا۔

2۔حضرت ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ وھو الفاروق فرق اللہ بہ بین الحق والباطل“ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے اور وہ فاروق ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے۔

3۔ابو عمرو ذکوان فرماتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: ”من سمی عمر الفاروق؟“ کس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق رکھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام خود رکھا ہے۔

4۔محمد بن سعد نے زہری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اہل کتاب بھی شروع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کے نام سے پکارتے تھے۔جس طرح مسلمان آپ کو

فاروق کہتے ہیں۔ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے (مخالف) کوئی چیز نہیں ملی۔طبقات ابن سعد: ۲۸۱/۳

5 النزال بن سبرۃ الھلالی کہتے ہیں۔ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات سے ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین حدثنا عن عمر بن الخطاب" اے امیر المومنین: ہمیں عمر بن خطاب کے بارے میں کچھ بیان فرمائیے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذاك امرو سماہ اللہ الفاروق فرق بین الحق و الباطل، سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول" اللھم اعز الاسلام بعمر"

وہ ایسے مرد ہیں۔جس کا نام اللہ نے فاروق رکھا ہے۔ان کے ذریعے سے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے اور میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔اے اللہ عزوجل: اسلام کو عمر کے وسیلہ سے عزت عطا فرما۔

(۱) طبقات ابن سعد: ۲۷۰/۳ (۲) الصواعق الحرقۃ (۳) الریاض النضرہ

باب:13

مدینہ کی طرف ہجرت کا بیان

1۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو مسلمان گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی طرف جانے لگے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اور عیاش بن ابی ربیعہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۷۰

2۔حضرت براء کہتے ہیں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے پہلے مدینہ منورہ پہنچنے والے حضرات کے نام درجہ ذیل ہیں:۔

حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم ان کے بعد حضرت بلال، سعد، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم پھر ان کے بعد بیسویں نمبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

3۔عقبہ بن حریث فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: "انت هاجرت قبل او عمر؟" آپ نے پہلے ہجرت کی یا آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے؟ تو آپ نے غصہ کرتے ہوئے فرمایا:" لا بل هو هاجر قبلي وهو خير مني في الدنيا والآخرة "نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پہلے ہجرت کی اور وہ دنیا اور آخرت میں مجھ سے بہتر ہیں۔

باب:14

آپ کی قیام گاہ کا بیان

1۔عبداللہ بن عبداللہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکان مدینہ منورہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے پاس تھا۔ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۷۲

باب:15

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مواخات کا بیان

1۔ محمد بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات فرمایا۔

2۔ محمد بن ابراہیم نے کہا: حضرت عمر اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت و بھائی چارہ قائم فرمایا۔

3۔ عبدالواحد بن ابی عون روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور عتبان بن مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔

4۔ واقدی نے کہا: حضرت عمر اور معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت قائم فرمائی۔ طبقات ابن سعد: ۲۷۲۳

باب:16

نزول قرآن میں آپ کی موافقت

1۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تین چیزوں میں اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ موافقت کی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں تو کیسا ہے؟ تو آیت نازل ہو گی۔(ا)واتخذ وامن مقام ابراهيم مصلی)(البقرہ:۱۲۵)اورتم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔

(ا)۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس اچھے بُرے لوگ آتے ہیں۔آپ اپنی ازواج کو پردہ کرنے کا حکم دیں۔تو آیت پردہ نازل ہوئی۔

تفسیر طبری: ۱/ ۴۲۱

(ii)۔ازواج مطہرات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس اپنی غیرت کی وجہ سے اکٹھی ہوئیں۔تو میں نے ان سے عرض کیا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج اپنے رسول کو عطا فرمائے گا۔تو یہ آیت نازل ہوئی

”عسی ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن“ تحریم:۵

2۔عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنی ازواج کو پردہ کا حکم دیں۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک رات ازواج مطہرات قضائے حاجت کے

لیے باہر نکلیں تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قد لمبا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور آپ اس وقت مسجد میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے سودہ رضی اللہ عنہا میں نے تمہیں پہچان لیا ہے اور مجھے یہی انتظار ہے کہ کب پردہ کا حکم نازل ہو۔ تو اللہ نے پردے کا حکم نازل فرمایا۔

3۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے رب کریم نے تین مقام پر میری رائے کی موفقت فرمائی (۱) پردے کے احکام میں (۲) جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق (۳) مقام ابراہیم میں

4۔ ابی وائل سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چار وجہ سے لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

(i) جنگ بدر کے دن قیدیوں کو قتل کرنے کی رائے دی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر آپ کی رائے کو قبول فرمایا: ''لو لا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم'' انفال: ٦٨

(ii) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو پردہ کرنے کا عرض کیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آیت پردہ نازل فرمادی۔

''واذا سالتموھن متاعا فاسالو ھن من وراء حجاب''

(احزاب: ۵۳) (تفسیر ابن ابی السعود: ۲۲۱۸/۴: جامع الاحکام قرطبی: ۲۲۴/۱۴

(iii) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق دعا فرمائی اس وجہ سے (اللھم أید الاسلام بعمر) اے اللہ! عمر کے وسیلہ سے اسلام کی مدد فرما۔

(iv) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں رائے دینے اور لوگوں میں سب سے پہلے آپ کی بیعت کرنے کی وجہ سے۔

باب:17

بزبانِ مصطفیٰ فضائل عمر رضی اللہ عنہ

1- حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدث تھے

1۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(کان فی الامم محدثون فان یکن فی امتی فعمر) پہلی امتوں میں بھی محدث ہوتے تھے لیکن میری امت کا محدث عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

2۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا(انہ کان فیمن مضی قبلکم من الا مم محدثون وانہ ان کان فی امتی ھٰذہ منھم احدفانہ عمر بن الخطاب) بے شک تم سے پہلی امتوں میں محدث گزرے ہیں۔میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

(سنن ترمذی:۵/ ۲۸۵)

نوٹ:۔امام عبدالرحمٰن بن علی جوزی فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کو بخاری و مسلم دونوں نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ان کتب میں بعض الفاظ یہ ہیں۔(قد کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون، من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فعمر)

تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے۔لیکن وہ نبی نہ تھے۔میری امت میں اگر ان جیسا کوئی مرد ہے تو وہ عمر ہے۔

2۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا

1۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی خواتین بیٹھیں اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازے پر دستک دیکر اندر آنے کی اجازت طلب کی تو ساری عورتیں اُٹھ کر پردوں میں چھپ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تو آپ اندر آئے تو دیکھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (اضحك الله سنك يارسول الله) اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عجبت من هو لاء اللاتی کن عندی لما سمعن صوتك ابتدرون الحجاب) مجھے حیرانگی ہوئی ہے کہ خواتین میرے پاس تھیں جب تیری آواز سنی تو انہوں نے اپنے آپ کو پردوں میں چھپالیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”فا نت کنت احق ایھبن“ آپ اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ آپ کا خیال کریں۔ پھر عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”ای عدوات انفسھن اتھبنی ولا تھبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ اے اپنی جان کی دشمنو! میرا خیال کرتی ہو لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہیں کرتی ہو۔ عورتوں نے جواب دیا۔ ہاں آپ زیادہ سخت مزاج ہیں اس لئے آپ سے ڈرتیں ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نرم مزاج ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (والذی نفسی بیدہ مالقیك الشیطان قط سالکا فجا الاسلك فجا غیر فجك) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ اے عمر تجھ کو شیطان کبھی بھی راستہ میں اکڑ کر چلتا ہوا نہیں ملے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے باہر سے شور اور بچوں کی آوازیں سُنی۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر جا کر دیکھا تو ایک حبشیہ عورت ناچ رہی ہے۔ اور بچے اس کے ارد گرد جمع ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یا عائشة تعالیٰ وانظری) اے عائشہ آؤ اور تم بھی دیکھ لو۔ پس میں آئی اور اپنی ٹھوڑی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے اور سر کے درمیان رکھ کر ان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کچھ دیر دیکھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: (اما شبعت؟) کیا تو سیر ہوگی۔ میں عرض کرتی رہی کہ ابھی نہیں ہوئی۔ تا کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اپنا مقام معلوم کر سکوں تو اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو لوگ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر) میں نے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو عمر سے بھاگتے ہوئے دیکھا۔

سنن ترمذی: ۲۸۴/۵، ۲۸۵

3- فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ عمر جنتی ہے

ا- حضرت سعید ابن زید بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، سعد بن مالک، عبدالرحمٰن، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں اگر نویں جنتی کا نام پوچھنا چاہتے ہو تو بتاؤں؟ لوگوں نے تعجب کرتے ہوئے اس کا نام بتانے پر اصرار کیا۔ تو اس نے کہا: سن لو۔ وہ نواں جنتی میں (سعید بن زید) ہوں۔ اور دسویں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پورا فرمائیں گے۔ ان حضرات کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا اور ان کے چہروں کا گرد آلود ہونا تمہاری ساری زندگی کی عبادتوں اور نیکیوں سے کئی درجہ بہتر ہے۔ اگر چہ تمہیں حضرت نوح علیہ السلام جتنی زندگی دی جائے۔

(مسند احمد: ۱۸۷/۲)

۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا۔(من شهد منكم جنازة) آج تم میں سے کون جنازہ میں حاضر ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا: میں۔ پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(من عاد مريضا) آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ پھر پوچھا:(من تصدق)؟ آج کس نے صدقہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ پھر فرمایا(من اصبح صائما) کس نے روزہ رکھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(وجبت وجبت) جنت واجب ہوگئی واجب ہوگئی۔(مسند احمد بن حنبل: ۳ / ۱۱۸)

4۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

ا۔حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ کی طرف اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور میں آپ کے قدموں کے نشانات دیکھ کر آپ کے پیچھے نکل پڑا۔ جب آپ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ اور کہا، آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان ہوں۔ حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت پوری کی اور کنواں کے منڈیر پر بیٹھ کر اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول کر کنواں میں لٹکا دیا۔ اتنے میں ابوبکر تشریف لائے دستک دے کر اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا تم یہاں ٹھہرو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لوں۔ میں خدمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آیا ہے: فرمایا: اندر آنے دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اندر آنے دو اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جنت کی بشارت دی دو۔(مسند امام احمد: ۳۹۳/٤)

۲۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(یطلع من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ فطلع عمر)درختوں کے اس جھنڈ سے ایک جنتی مرد ظاہر ہوگا۔چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ہم نے اسے مبارک باد پیش کی۔

پھر دوسری مرتبہ فرمایا:(یطلع من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ ثم قال اللھم ان شئت جعلتہ علیا) فطلع علی رضی اللہ عنہ ۔ درختوں کے اس جُھنڈ سے ایک جنتی مرد ظاہر ہوگا۔پھر دعا فرمائی۔اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو وہ مرد علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہوں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

5۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یا اخی فرمانا

1۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا۔(یا اخی لاتنسنا من دعائك)اے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں فرمایا:(یا اخی أشرکنا فی دعائك)اے میرے بھائی اپنی دُعاؤں میں ہمیں شامل رکھنا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:(ماأحب ان لی بھا ماطلعت علیہ الشمس لقولہ یا اخی)مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (یا اخی)سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

2۔حضرت سالم بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(یا اخی اشرکنا فی صالح دعائك ولاتنسنا) اے میرے بھائی (عمر) اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں شامل رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔ (طبقات ابن سعد:۲۷۳/۳)

6۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنت کا چراغ ہے

1۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:(عمر بن الخطاب سراج اهل الجنة) عمر بن خطاب جنتیوں کا چراغ ہے۔

2۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(عمر ابن الخطاب سراج اهل الجنة)عمر بن خطاب اہل جنت کا چراغ ہے۔

7۔اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کے قلب وزبان پر جاری کر دیا ہے

1۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبة یقول به)بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے وہ اس سے بولتا ہے۔

2۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(ان الله جعل الحق علی لسان عمرو قلبه)بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه)

ترجمہ حسب سابق(طبقات ابن سعد: ۳ / ۲۸۰)

8۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے

1۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی فضل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا:

(عمر بن الخطاب معي حيث احب وانا معه يحب، الحق بعدي مع عمر

بن الخطاب حیث کان) عمر بن خطاب میرے ساتھ ہوتا ہے جہاں میں پسند کرتا ہوں اور میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں جہاں وہ پسند کرتا ہے۔ میرے بعد عمر رضی اللہ عنہ جہاں بھی ہو گا حق اس کے ساتھ رہے گا۔

9۔ شہادت نبوی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باطل کو پسند نہیں کرتا

1۔ اسود بن سریع نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے رب عزوجل کی حمد اور مدح کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ان ربك يحب الحمد) بے شک آپ کا رب حمد کو پسند فرماتا ہے۔ میں نے اشعار سنانا شروع کر دیے اچانک ایک لمبے قد شخص جس کی چندیا پر بال کم تھے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چپ ہونے کا حکم دیا۔ پس وہ شخص اندر داخل ہوا اور کچھ دیر کلام کیا پھر واپس چلا گیا۔ ایسا دو تین مرتبہ ہوا تو میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ من هذا الذی اسكتنی له) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون شخص تھا جس کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خاموش ہونے کا حکم دیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (هذا عمر هذا رجل لا يحب الباطل) یہ عمر تھا یہ ایسا شخص ہے جو باطل کو پسند نہیں کرتا۔

2۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اسود تمیمی سے روایت کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آپ کو شعر سنا رہا تھا تو اچانک ایک دراز قد شخص آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ ٹھہر جاؤ۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو فرمایا۔ اب سناؤ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یہ کون شخص تھا؟ جب آیا تو آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ جب چلا گیا تو فرمایا: سناؤ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (هذا عمر بن الخطاب وليس من الباطل في شيء) یہ عمر بن خطاب تھا۔ اس

3۔ حسن سے روایت ہے کہ اسود بن سریع نے فرمایا کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار سُناتا تھا اور آپ کے صحابہ کو نہیں پہچانتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک شخص آیا تو مجھے کہا گیا۔ چپ کر جا۔ میں نے کہا ہائے افسوس! یہ کون ہے؟۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہے جس کی وجہ سے چپ کرنے کا حکم دیا گیا فرمایا یہ عمر بن خطاب ہیں۔

اعتراض: کوئی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ اگر وہ اشعار غلط تھے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیوں سُن رہے تھے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو باطل سے بچانے والے ہیں۔

جواب: شعراء کے متعلق قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا: ”فی کل واد یھیمون“ (الشعراء: ۲۲۵) ۲: تفسیر الامام طبری ۷۸/۱۹

اس شاعر نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میں نے اپنے رب عزوجل کی حمد و ثناء کو اشعار کا رنگ دیا ہے۔ تو آپ نے اس کے اشعار کو سُنا۔ اگر اس کے کلام میں کوئی غلطی آتی تو اسے پیار سے درست فرما دیتے۔ جیسا کہ مدینہ کی عورتوں نے کہا تھا۔ (وفینا نبی یعلم مافی غد) ہمارے درمیان ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کہو۔ تو یہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شاعر کو اس لیے چپ کرا دیا تھا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے کوئی غلط شعر سُن لیتے تو اس پر سختی کرتے جس سے وہ شاعر دل برداشتہ ہو جاتا لیکن آپ پیار سے اس کی اصلاح فرما رہے تھے۔

4۔ ابو قلابۃ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اشد امتی فی امر اللہ عمر) میری امت میں عمر فاروق اللہ تعالیٰ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔

طبقات ابن سعد: ۲۹۱/۳

10۔اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام

1۔سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا (اقری عمر السلام و اخبره ان رضاه عزو غضبه حکم) میرا عمر فاروق کو سلام کہہ دینا اور ان کو یہ خبر بھی دے دیں کہ ان کی رضا عزت ہے اور ان کا غضب سزا ہے۔

2۔عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ نے فرمایا: کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اتقو اغضب عمر فان اللہ بغضب اذا غضب) عمر فاروق کے غصہ سے بچو۔ اگر عمر فاروق ناراض ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔

11۔وصال کے بعد بھی ایمان اسی طرح برقرار رہنے کی شہادت:

ا۔ ابو شہر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ارشاد فرمایا کہ مجھے رسول پاک نے ارشاد فرمایا کہ "کیف انت اذا کنت فی اربعة اذرع فی ذراعین ورایت منکرا ونکیرا؟" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منکر نکیر کیا ہیں۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فتانا القبر یبحثان التراب با نیا بهما، ویطآن فی اشعار هما اصواتهما کالر عد القاصف، وابصارهما کالبرق الخاطف معهما مرزبة لو اجتمع علیها اهل الارض لم یطیقوا رفعها هی ایسر علیهما من عصای هٰذه؟" یہ دو فرشتے ہیں۔ جو قبر میں تیرے پاس آئیں گے اپنے دانتوں سے زمین کو کھودیں گے اور اپنے بالوں سے زمین کو روندیں گے ان کی آواز بجلی کی کڑک سے زیادہ ہو گی یا اس سے بھی سخت ہو گی۔ اور ان کی آنکھیں اچک کر لے جانے والی بجلی سے بھی تیز ہوں گی ان کے ہاتھوں میں لوہے کا ہتھوڑا ہو

گا۔وزنی اتنا ہوگا کے پوری دنیا کے لوگ بھی اسے اٹھا نہ سکیں گے۔مگر وہ دوفرشتے اس کو اس طرح اٹھائیں گے جیسے میری اس لاٹھی کو اٹھانا آسان ہے۔میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حالت اسی طرح ہوگی۔فرمایا: ہاں: میں نے عرض کیا: پھر میں ان کے لئے کافی ہوں۔

12۔ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے

عقبۃ بن عامر فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔(لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب) اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ ۱- سنن ترمذی: ۲۸۲/۵ ۲ -جامع الصغیر للسیوطی: ۱۳۱/۲ ۳- معجم الکبیر للطبرانی

۴-مسند احمد: ۵۱۴۰/۴-المستدرک للحاکم ۶-الصواعق المحرقۃ ۷-ریاض النضرۃ۔

13۔شان فاروق اعظم بزبان جبریل علیہ السلام

1۔حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔"خبرنی بفضائل عمر عند کم فی السماء" تمہارے لئے آسمان میں جو عمر کی شان ہے وہ بیان فرمائے۔جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا"یا محمد لو مکثت معك ما مکث نوح فی قومه الف سنة الا خمسین عاما .ماحد ثتك بفضیلة واحدة من فضائل عمر و ان عمر لحسنة من حسنات ابی بکر": اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کے پاس بیٹھ کر حضرت عمر کی شان بیان کرنے لگوں تو ان کی ایک فضیلت بھی پوری بیان نہیں کر سکتا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

نوٹ:۔انہیں الفاظ کے ساتھ یہ روایت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

14۔دعا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے:

حضرت سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفید رنگ کا خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے ''اجدید ثوبك هذا ام غسيل؟'' یہ کپڑے نئے ہیں یا دھلے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ دھلے ہوئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''البس جديد اوعش حميدا ومت شهيدا'' اے عمر: نیا کپڑا پہنو عزت کی زندگی بسر کرو اور شہید کی موت پاؤ۔

(طبقات ابن سعد: ۳۲۹/۳) میں ان الفاظ کا اضافہ ہے (يعطيك الله قرة عين في الدنيا والاخرة)

باب:18

رسولِ پاک کا خواب جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان پر دلالت کرتا ہے

1۔سالم بن عبداللہ نے عبداللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے لوگوں کو کنوئیں کے منڈیر پر جمع دیکھا۔اتنے میں ''ابوبکر'' کھڑے ہوئے تو ایک دو ڈھول پانی کے نکالے جس میں کمزوری واقع ہوئی اللہ پاک اسے معاف فرمائے پھر ''عمر'' نے ڈول پکڑ کے اس طرح پانی نکالا کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو بھی اتنی تیزی سے پانی نکالتے نہیں دیکھا یہاں تک کے لوگوں کے اونٹ بھی سیر ہو گئے۔

2۔عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں اپنے آپ کو اور ''ابوبکر'' کو ایک کنوئیں پر دیکھا تو میں نے ایک ڈول پانی نکالا۔پھر ابوبکر نے بھی ایک دو ڈول پانی کے نکالے اتنے میں عمر حاضر ہوئے اس نے غرب (غرب سکون راء کے ساتھ اس سے مراد ایک بڑا ڈول جو بیل کے چمڑے سے بنایا گیا ہو) نکالا تو کنواں کے اردگرد جتنے اونٹ تھے وہ سب سیراب ہو گئے۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد خلافت مجھے اور میرے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملے گی۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (بذلك عبرها الملك) اس کی تعبیر فرشتے نے بھی یہی بیان کی ہے۔

3۔ابن سیرین نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کالے رنگ کی بکریوں کو سفید رنگ کی بکریوں سے الگ کر رہا ہوں اتنے میں ابوبکر حاضر ہوئے۔اور دو ڈول پانی کے نکالے لیکن ان میں کچھ ضعف واقع ہوا اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت فرمائے۔پھر عمر حاضر ہوئے انہوں نے ایک بڑا ڈول پانی کا نکالا جس سے لوگ اور اُن کی بکریاں سیراب ہو گئے۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ کالی بکریوں سے مراد عربی لوگ اور سفید سے مراد عجمی لوگ ہیں۔

4۔زہری نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(بینا انا نائم رایتنی اتیت بقدح فشربت منه حتی انی ا ری الری یخرج من اظفاری ثم اعطیت فضیلی عمر) میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔جسے میں پینے لگا تو دودھ پیالے کے کناروں سے چھلکنے لگا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے۔تو میں نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی تعبیر کیا ہے؟۔فرمایا: اس کی تعبیر علم ہے۔

5۔حضرت ابی امامہ نے سہل بن حنیف سے روایت کیا انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے ان پر قمیض تھے۔ان میں سے کچھ کے قمیض نیچے تک لٹکے ہوئے تھے۔لوگوں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر کیا ہے؟۔آپ نے فرمایا: اس کی تعبیر دین ہے۔

6۔حضرت میتب نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(بینا انا نائم را یتنی فی الجنة فاذا امرا ة تتوضا الی جانب قصر فقلت لمن هذا القصر

قالوا لعمر فذكرت غيرتك فوليت مدبراً) خواب میں مجھے جنت دکھائی گئی جبکہ جنت کے محل کے ایک جانب ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا: یہ محل عمر کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر مجھے تیری غیرت یاد آ گئی اور میں واپس لوٹ آیا یعنی میں محل میں داخل نہیں ہوا۔ اس بات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا؟

7۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دخلت الجنة فاذا انا بقصر من ذهب فقلت : لمن هذا القصر ؟) میں جنت میں داخل ہوا تو سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟۔ فرشتوں نے جواب دیا یہ محل قریش کے ایک جوان کا ہے۔ میں نے کہا: وہ کون ہے؟۔ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (فلو لا ما علمت من غيرتك لدخلته) اے عمر: اگر مجھے تیری غیرت یاد نہ آئی ہوتی۔ تو میں اس محل میں ضرور داخل ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ پر غیرت کھا سکتا ہوں؟ سنن ترمذی: ۲۸۰/۵

نوٹ: محمد بن منکدر نے جابر بن عبداللہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث پاک مروی ہے۔ جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

8۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (دخلت الجنة فسمعت فيها خشفة بين يدى فقلت ما هذا) معراج کی رات میں نے جنت میں اپنے آگے ہلکی سی قدموں کی آہٹ کی آواز سنی۔ تو میں نے پوچھا: یہ آواز کیسی ہے؟۔ بتایا گیا کہ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آواز ہے۔ میں آگے چلتا گیا تو دیکھا اکثر جنتی لوگ فقرا مہاجرین اور مسلمانوں کے بچے تھے

اور جہنم میں سب سے زیادہ عورتیں اور امیر لوگ تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی: تو بتایا گیا کہ امیر لوگ ابھی جنت کے دروازے پر احتساب کے لئے کھڑے ہیں اور عورتوں کو ریشم اور سونا چاندی کی چمک دمک نے غفلت میں ڈالے رکھا۔ اس کے بعد میں جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے سے نکلا جب دروازے پر پہنچا تو ایک ترازو لایا گیا۔ جس کے ایک پلڑے میں مجھے اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا۔ تو میرا پلڑا بھاری تھا پھر ابوبکر کو لایا گیا۔ ان کو ایک پلڑے میں اور میری ساری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ تو ابوبکر کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ پھر عمر کو لایا گیا ان کو ایک پلڑے میں اور میری ساری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ تو عمر کا پلڑا بھاری ہو گیا۔

۱: مسند احمد: ۲۲۵۹/۵۔ مجمع الزوائد: ۵۹

باب:19

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے فضائل پر احادیث

1۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(ان اھل الدرجات لیرا ھم من تحتھم کمایری الکوکب الطالع فی افق السماء ان ابابکر وعمر منھم وانعما) بے شک جنت میں نیچے درجے والے اوپر کے درجے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح زمین والے آسمان کی افق پر چمکنے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ بے شک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان میں سے ہیں اور یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

2۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔(ان اھل علیین ینظر الیھم من اسفل منھم کما ینظر الکواکب الدری فی جو السماء و ان ابا بکر و عمر منھم و انعما) جنت کے اعلیٰ مقام والوں کو جب نیچے سے دیکھیں گے تو وہ اس طرح نظر آئیں گے جیسے آسمان کی فضاء میں چمکتا ہوا ستارہ۔ بے شک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان میں سے ہیں اور یہ کیا ہی عظمت ہے۔

3۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف چہرہ انور کر کے فرمانے لگے:۔کان رجل یسوق بقرۃ فر کبھا فقالت انالم نخلق لھذا انا خلقنا للحرث) ایک شخص گائے پر سوار ہو کر اسے ہانک رہا تھا۔تو اس گائے نے کہا ہمیں اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا

اللہ گائے باتیں کر رہی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بقرة تتكلم فانی اومن بهٰذا انا وابوبكر و عمر و ماهما ثم) گائے کی باتیں کرنے کو میں بھی اور ابوبکر و عمر بھی مانتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں مجمع میں موجود نہیں تھے۔ پھر فرمایا: ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا تو اچانک بھڑیئے نے حملہ کیا تو اس کی ایک بکری اٹھا کر بھاگنے لگا تو چرواہے نے اسے چھڑا لیا تو بھیڑیا بولا تو نے اس کو مجھ سے چھڑا لیا ہے۔ جب فتنے کا زمانہ ہوگا تو اس دن درندوں سے انہیں کون بچائے گا۔ اس دن میرے علاوہ ان کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ بھیڑیا انسانی لہجے میں باتیں کر رہا ہے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (انا اومن بهٰذا و ابوبكر و عمر و ما هما ثم) میں بھی اور ابوبکر و عمر بھی اس بات کو مانتے ہیں حالانکہ وہ دونوں مجمع میں موجود نہیں تھے۔

4۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں موجود تھے۔ اور تیسرا ہمارے ساتھ موجود نہ تھا۔ تو سامنے سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے تشریف لا رہے تھے۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "يا على هٰذان سيدا كهول اهل الجنة ممن مضى من الاولين و الآخرين . ما خلا النبيين والمرسلين يا على لا تخبر هما بذلك": اے علی رضی اللہ عنہ یہ دونوں (ابوبکر و عمر) انبیاء اور مرسلین کے علاوہ تمام عمر رسیدہ جنتی لوگوں کے سردار ہیں یہ بات انہیں نہ بتانا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات ان کو نہیں بتائی۔ حتیٰ کہ یہ دونوں دنیا سے رخصت ہو گئے اگر وہ زندہ رہتے تو میں کبھی اس بات کی انہیں خبر نہ دیتا۔

۱۔ مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے ابی جحیفہ ۲۔ ابن عسا کر نے انس سے
۳۔ كشف الخفاء: ۳۲/۱ ٤ ۔ جامع الصغير: ٦/١ از سیوطی ۵۔ مسند ابویعلی

5۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پہلوں میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا سامنے سے گزر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ادن یا علی) اے علی: میرے اور قریب آجاؤ۔ میں قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اتری ھذین ھذان سیدا کھول اھل الجنة ممن مضی من الاولین و الآخرین ماخلا النبیین و المرسلین لا تخبر ھما یا علی) اے علی: تو ان دونوں شخصیات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ رہا ہے۔ یہ عمر رسیدہ جنتی لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء مرسلین کے۔ اے علی: تو اس بات کی ان کو خبر نہ دینا۔ سنن الترمذی: ۲۸۳/۵

نوٹ: ثعلب کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت اور مہربانی فرماتے ہوئے ان سے یہ بات پوشیدہ رکھی۔ اگر اس بات کو ظاہر کر دیتے تو یہ اس نعمت کے شکر میں عبادت کر کر کے خود کو مشکل میں ڈال دیتے۔ جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم شکر ادا کرتے ہوئے اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے۔

6۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابوبکر و عمر و سید اکھول اھل الجنة) ابو بکر و عمر تمام عمر رسیدہ جنتوں کے سردار ہیں۔

7۔ نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (اقتدوا باللذین من بعدی ابا بکر و عمر) تم میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرو۔ (سنن الترمذی: ۲۷۱/۵)

8۔ حذیفہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اقتدو ا باللذین من بعدی یعنی ابابکر و عمر وا ھتدو ا بھدی عمار و تمسکو ابعھدابن ام معبد) تم میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو اور عمار سے رہنمائی طلب کرو اور ابن ام معبد کے عہد کے ساتھ چمٹ جاؤ۔

9۔حضرت حذیفہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (انی لست ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بعدی) مجھے تم میں ٹھہرے رہنے کا از خود معلوم نہیں پھر ابوبکر وعمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے بعد ان کی پیروی کرنا (و اهتدوا بهدی عمار وما حدثکم ابن مسعود فصدقوه) اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے رہنمائی لو اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو تمہیں بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ (سنن الترمذی: ۲۷۳/۵)

10۔حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سالت علیه السلام فقلت :۔ اخبرنی عن فضائل عمر) میں نے جرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ مجھے عمر کے فضائل بیان کریں۔ تو جرائیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (لو کنت معك مالبث نوح فی قومه الف سنة الاخمسين عاما ما نفدت فضائل عمر و انما عمر حسنة من حسنات ابی بکر) اگر میں آپ کے پاس حضرت نوح علیہ السلام کی عمر جتنا عرصہ یعنی نوسو پچاس (950) سال بیٹھ کر شان عمر بیان کرتا رہوں تو میں ان کی ایک فضیلت بھی پوری بیان نہیں کر سکتا۔ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے

11۔عبداللہ بن حطب نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (هذان السمع و البصر) یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں۔

12۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجر اور انصار صحابہ کے پاس تشریف لائے تو ان میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی اپنے آنکھ سے چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ دیکھ سکا۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور مسکراتے ... دونوں کے چہرے کو دیکھتے اور حضرت ابوبکر وعمر

رضی اللہ عنہما چہرہ مصطفیٰ کو دیکھ کر خوش ہوتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے چہروں کو دیکھتے تو تبسم فرماتے۔(سنن الترمذی:٥/٢٧٤)

13۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(لی وزیران من اھل السماء جبرائیل و میکائیل و وزیران من اھل الارض ابوبکر و عمر) میرے دو وزیر آسمانوں میں ہیں اور وہ میکائیل و جبرائیل علیہما السلام ہیں اور دو وزیر زمین میں ہیں اور وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

(نوٹ)اسی مضمون کے ساتھ یہ حدیث پاک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔(سنن الترمذی:٥/٢٧٨)

14۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(ان لی وزیرین من اھل السماء ووزیرین من اھل الارض فا ما وزیرای من اھل السماء فجبریل و میکائیل وا ما وزیرای من اھل الارض فابوبکر و عمر) میرے دو وزیر آسمان میں ہیں اور دو وزیر زمین میں ہیں۔آسمانوں میں میرے وزیر جبرائیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین میں دو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنا سر اقدس اٹھا کر فرمایا(ان اھل علیین لیرا ھم من ھو اسفل منھم کما ترون النجم او الکواکب فی السماء فان منھم ابابکر و عمر و انعما) جو لوگ نیچے درجے والے ہوں گے ان کو اعلیٰ درجے والے اس طرح دکھائی دیں گے جس طرح آسمان میں کواکب اور نجم ستارے نظر آتے ہیں۔بے شک حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان اعلیٰ درجے والوں میں سے ہیں۔جو ایک عظیم نعمت ہیں۔

15۔حضرت عبدالعزیز بن مطلب نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔(ان اللہ تعالیٰ ایدنی من اھل السماء بجبرائیل و میکائیل و من اھل الارض بابی بکر و عمر) بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان

سے جبرائیل اور میکائیل کے ذریعہ اور زمین میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعے میری مدد فرمائی۔

16۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مامن مولود الا وقدر علیه من تراب حفرته) ترجمہ: بندہ جس مٹی سے ہوتا ہے اس کا خمیر اسی مٹی میں لوٹا دیا جاتا ہے۔

17۔ ابوعاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کی مثال اس سے بڑھ کے کوئی نہیں پائی کے ان دونوں کا خمیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر سے ہے۔

18۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا: تم دونوں کی مثال جو فرشتوں اور انبیاء میں ہے اس کے متعلق میں تمہیں بتاتا ہوں۔ فرمایا: اے ابوبکر تیری مثال میکائیل کی طرح ہے جو رحمت کے لئے نازل ہوتا ہے۔ انبیاء میں تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے فرمایا تھا (فمن تبعني فانه مني و من عصاني فانك غفور رحيم)۔ ابراھیم: ۳۶

ترجمہ: پس جس نے میری اتباع کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اے اللہ تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ تفسیر قرطبی: ۳۷۲/۹

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تیری مثال فرشتوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر سختی اور عذاب کے ساتھ اترتا ہے اور انبیاء میں تیری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی ہے۔ جنوں نے کہا تھا (رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا) نوح: ۲۶ التسهيل لعلوم التنزيل: ۱۵۱/۴

ترجمہ: اے میرے رب کافروں کا ایک گھر بھی زمین پر نہ رہنے دے۔

19۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا (لا یحب ابا بکر و عمر منافق و لا یبغضھما مؤمن) منافق حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت نہیں کرتا اور مومن ان دونوں سے بغض نہیں رکھتا۔

20۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط دے کر روم کے بادشاہ کی طرف بھیجا میں نے وہ خط اس بادشاہ کو دیا تو اس نے خط کی مہر کو بوسہ دیا۔ اور کسی چیز پر کھڑے ہو کر اعلان کیا تو قوم کے معززین اور دوسرے لوگ بھی اکھٹے ہو گئے۔ تو اس نے کسی چیز پر کھڑے ہو کر خطاب کیا کہ یہ خط اس رسول کا ہے جس کی آمد کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ وہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے ہو گا۔ غصے کی وجہ سے قوم کی ناک پھول گئی انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے ان کو چپ ہونے کو کہا: تو ساری قوم چپ ہو گئی اس نے کہا میں تمہارا امتحان لے رہا تھا۔ میں کیسے عیسائیت کے خلاف کسی کی مدد کر سکتا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو اس نے چپکے سے مجھے بلایا اور ایک بہت بڑے کمرے میں لے گیا۔ جس میں (317) تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ اس نے مجھ سے کہا ان تصویروں میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کون سی ہے؟ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی طرف دیکھا: یوں لگ رہا تھا کہ جیسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا: یہ تصویر ہے اور آپ کی تصویر کے دائیں جانب ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ کون ہے؟۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ ان کی قوم کا ایک مرد ہے۔ جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ پھر اس نے ان کی بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا ان کی قوم کا ایک شخص ہے جس کو عمر بن خطاب کہتے ہیں۔ اس نے کہا ہم نے اپنی کتابوں میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دو صحابہ کا ذکر پڑھا ہے۔ کہ اللہ کے دین کو یہ دونوں مضبوط کریں گے۔ جب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں

آیا تو میں نے اس واقعہ کی خبر دی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (صدق بابی بکر و عمر یتم اللہ ھذا الدین و یفتح) اس شخص نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر و عمر کے ذریعے اس دین کو مضبوط کرے گا اور فتح دے گا۔

21۔ حضرت نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر دائیں اور حضرت عمر بائیں تھے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ھکذا نبعث یوم القیامۃ) ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔

22 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (احشر یوم القیامۃ بین ابی بکر و عمر حتی اقف بین الحرمین فبعاینی: اھل المدینۃ واھل مکۃ) قیامت کے دن میں, ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان اٹھایا جاؤں گا۔ اور حرم کے سامنے ٹھہروں گا۔ مکہ اور مدینہ والے میرے پاس آئیں گے۔

22۔ شان حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

1۔ حضرت جعفر بن محمد نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ قریش کے ایک شخص نے حضرت علی بن ابی طالب سے پوچھا: یا امیر المومنین: ہم نے ابھی خطبہ میں آپ سے سنا آپ نے دعا مانگی (اللھم اصلحنا بھا اصلحت بہ الخلفاء الراشدین المھدیین) اے اللہ عزوجل: تو ہماری اس طرح اصلاح فرما جس طرح تو نے خلفائے راشدین مھدیین کی اصلاح فرمائی۔ وہ خلفاء راشدین مھدیین کون لوگ ہیں؟ یہ بات سن کر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسوں آگئے۔ اور آپ نے فرمایا (ھم حبیبا ی وعماك ابوبکر وعمراماما الھدی، و شیخا الاسلام، و

اقتدی بهما عصم و من اتبع آثار هما هدی الصراط المستقیم، ومن تمسك بهما فهو من حزب الله وحزب الله هم المفلحون) وہ خلفاء میرے دوست اور تیرے چچا ہیں۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہدایت کے امام، شیوخ الاسلام اور قریشی مرد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی پیروی کی گئی ہے۔ اور جس نے ان کی پیروی کی وہ گمراہی سے بچ گیا۔ اور جو ان کے نقشِ قدم پر چلے وہ صراط مستقیم پر ہے۔ جس نے ان کو مضبوطی سے تھام لیا وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ اور جو اللہ کی جماعت میں شامل ہو گیا وہ فلاح پا گیا۔

2۔ عبد خیر نے کہا کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا (ان الله جعل ابا بكر و عمر حجة على من بعد هما، من الولاة الى يوم القيامة، سبقا والله سبقا بعيدا واتعبا من بعد هما اتعابا شديدا) آپ نے فرمایا! بے شک اللہ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بعد والوں کے لیے قیامت تک حجت بنایا ہے اور بعد میں آنے والے حکمران بہت مشکل سے ان کے طریقے کے قریب پہنچیں گے۔

3۔ زید بن وھب سے روایت ہے کہ بے شک سوید بن غفلہ ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کے دورِ خلافت میں آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین میں ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرا ہوں جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نازیبہ الفاظ کے ساتھ کر رہی ہے۔ غیر مناسب گفتگو کر رہی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر منبر پر جلوہ آفروز ہوئے اور فرمانے لگے (والذی فلق الحبة وبرا النسمة لا يحبهما الامؤمن فاضل، ولا يبغضهما ويخالفهما الا شقي مارق،هما قربة، وبغضهما مروق مابال اقوام يذكرون اخوى رسو ل الله صلى الله عليه وسلم و زيريه، و صاحبيه، وسيدى قريش، وابوى المسلمين، فانا ابرى ممن يذكرهما بسوء،

وعلیہ معاقب)

ترجمہ: قسم اس ذات کی جو دانے کو زمین میں اُگاتا اور مریض کو شفاء دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر اور عمر کے ساتھ مومن ہی محبت کرتا ہے اور ان کے ساتھ بد بخت گمراہ ہی بغض وعناد اور مخالفت رکھتا ہے۔ ان کے ساتھ محبت قربت کا ذریعہ ہے اور ان کے ساتھ بغض وعناد دین سے دوری ہے۔ لوگوں کو کیا ہو گیا؟ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں، وزیروں، ساتھیوں اور قریشی سرداروں اور مسلمانوں کے بزرگ لوگوں کو گھٹیا الفاظ کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسے لوگوں سے بَری اور بیزار ہوں اور اُن کو سزا دوں گا۔

باب:20

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان کی پہچان سنت ہے

1۔شفیق سے روایت ہے کہ عبداللہ نے فرمایا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت اوران کے فضائل کی معرفت سنت ہے۔

2۔عبدالعزیز بن جعفر لولوی سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن بصری سے عرض کیا: کیا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا سنت ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ ان سے محبت فرض ہے۔

3۔حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ جو اسلاف تھے وہ اپنی اولاد کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورتیں سکھائی جاتی ہیں۔

4۔ابوجعفر محمد بن علی بیان کرتے ہیں: جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مقام و مرتبہ کو نہیں جانتا وہ سنت سے ناواقف ہے۔

5۔سالم بن حفصۃ نے فرمایا کہ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دادا ہیں۔کیا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دے سکتا ہے؟ اگر میں ان کی خلافت کو نہ مانوں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اور علیحدگی اختیار نہ کروں تو کیا کل قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مجھے نصیب ہوگی؟

6۔شعیب بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن مغول سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا: میں تجھے حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے کثیر حصہ عطا فرمایا

ہے۔فرمانے لگے۔ارے بیوقوف اللہ کی قسم! میں تجھے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم توحید میں مضبوط ہو اسی طرح ان دونوں حضرات کی محبت میں بھی تجھے مضبوط ہونا چاہیے۔

7۔ابی حازم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا (کیف منزلة ابی بکر وعمر من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: کمنز لتهما الیوم وهما ضجیعاه) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جس طرح آج ان کا مقام ومرتبہ ہے کہ وہ دونوں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوؤں میں آرام فرما ہیں (اسی طرح کل بھی تھا)

8۔عتکی نے کہا کہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک سے پوچھا (کیف کانت منزلة ابی بوبکر و عمر من رسول الله صلی الله علیه وسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟۔آپ نے جواب میں فرمایا: (کقرب قبرهما من قبره) جس طرح ان دونوں کی قبروں کو روضہ انور کا قرب حاصل ہے اسی طرح ان کو قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ ہارون الرشید نے کہا: اے مالک تو نے مجھے شفاء بخش دی۔

9۔سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مالک ابن مغول فرماتے ہیں: اگر تم چاہتے ہو تو میں قسم اُٹھا کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا مقام ومرتبہ آخرت میں اسی طرح ہے جس طرح دنیا میں تھا کہ وہ دنیا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اسی طرح آخرت میں بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔

10۔طاؤس بیان کرتے ہیں (حب ابی بکر و عمر ومعرفة فضلهما من السنة) حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی محبت اور ان کے فضائل کی پہچان سنت ہے۔

باب:21

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں افضل کون؟

1۔ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سُنا: آپ نے فرمایا:(اخبرکم بخیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیھا؟ ابو بکر ثم قال الا اخبرکم بخیر ھٰذہ الامۃ بعد ابی بکر؟) عمر! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کا سب سے بہترین شخص کون ہے؟ فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین شخص کے متعلق بتاؤں۔فرمایا: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

2۔ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:(خیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیھا، ابوبکر، و بعد ابی بکر عمر لو شئت اخبرتکم بالثالث) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کا سب سے بہترین شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔اگر تم چاہو تو میں تمہیں تیسرے شخص کی خبر بھی دے دیتا ہوں۔اس سے اشارہ اپنی طرف تھا۔

(مسند احمد: ۱۲۵/۵)

3۔محمد بن علی بن حنیفہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

4۔عون بن ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں شامل تھے ...

بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سُنا آپ نے فرمایا:(خیر هٰذه الامة بعد نبيها ابوبكر و عمر) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر شخص حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

5۔عبد خیر کہتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سُنا آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا تھا:(خير كم بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابوبكر و خير كم بعد ابى بكر عمر و لوشئت ان اسمى الثالث لسميت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم میں سب سے بہتر شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد تم میں سب سے بہتر شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ اور اگر تم چاہو تو تیسرا نام بتادوں وہ آپ نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

6۔عبد خیر کہتے ہیں۔جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اهل النهر کی سرکوبی سے فارغ ہوئے تو منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمانے لگے(الا ان خير هٰذه الامة بعد نبيها ابوبكر، ومن بعد ابى بكر عمر، ثم احدثنا امورًا يقضى الله فيها ما يشاء)خبردار بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔پھر آپ نے بہت سارے معاملات کو بیان فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا پورا فرمایا۔

7۔قیس الحارثی کہتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سُنا آپ نے فرمایا: سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، دوسرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے ان کے بعد فتنوں نے ہمیں کچل ڈالا۔پس جو اللہ کو منظور تھا۔

8۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(ابوبكر و عمر خير اهل السموات و خير اهل الارض و خير

الاوّلین و خیر الآخرین الا النبیین و المرسلین) انبیاء و مرسلین کے علاوہ ابوبکر وعمر تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں اور تمام اولین و آخرین سے افضل ہیں۔

9۔ شعبۃ کہتے ہیں جن حضرات سے بھی میں نے علم حاصل کیا ہے ان میں سے کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں کسی کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہو۔

10۔ عبد خیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: یا امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں عرض کیا! یا امیر المومنین آپ سے بھی پہلے تو آپ نے فرمایا: (ای، والذی فلق الحبة وبر االنسمة، انهما ليا كلان من ثمارها، ويتكنان على فرشها) قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو اُگاتا اور مریض کو شفاء دیتا ہے۔ بے شک وہ دونوں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس وقت بھی جنت کے پھلوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور اس کے بچھونوں پر آرام فرما رہے ہیں۔

11۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہمیں لوگوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

12۔ قبیصۃ بن عقبۃ فرماتے ہیں میں نے سفیان سے سُنا۔ آپ نے فرمایا: جس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر مقدم کیا۔ تحقیق اس نے مہاجرین وانصار پر عیب لگایا۔ اور مجھے اس کا خوف ہے کہ اس کا کوئی عمل اسے فائدہ نہیں دے گا۔

باب:22

اللہ کے دین میں سختی کرنے کا بیان

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنگ بدر میں ستر (۷۰) کافر قتل ہوئے اور ستر (۷۰) کو گرفتار کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے ان قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کے چچازاد، رشتے دار اور قبیلے کے لوگ ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اس سے ہمیں کفر پر معاشی قوت حاصل ہوگی اور یہ بھی اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دے اور یہ ہمارے معاون و مددگار ثابت ہوں۔

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا! تیری رائے کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! میری رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے سے مختلف ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ جو میرا قریبی رشتہ دار ہے اس کو میرے حوالے کرو۔ میں اس کی گردن اُڑا دوں اور عقیل کو حضرت علی المرتضیٰ ک رضی اللہ عنہ ے حوالے کرو وہ اس کی گردن اُڑائیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے فلاں کو کرو وہ اس کی گردن تن سے جدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمادے کہ ان توحید کے جیالوں کے دلوں میں مشرکین کے لیے نرمی نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ کافروں کے لیڈر اور سردار ہیں۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول فرمایا ... لے لیا۔ دوسرے دن

جب صبح ہوئی تو میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے دونوں رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ مجھے بھی بتائیں تا کہ میں بھی آپ کے ساتھ رونے میں شامل ہو جاؤں یا کم از کم رونے والا چہرہ بنالوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابکی للذی عرض لاصحابك من الفداء لقد عرض علی عذابکم ادنی من هٰذا الشجرة) میں آپ کے ساتھیوں پر فدیہ لینے کی وجہ سے عذاب کے نازل ہونے کے خوف سے رو رہا ہوں کہ عذاب ان کے اتنا قریب آ گیا تھا جتنا یہ درخت ہے۔ قریب ہی ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض) سے لیکر (لو لا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم) (انفال: ۶۷، مسند احمد: ۳۰/۱، ۳۱)

نوٹ:۔ اسی مضمون کے ساتھ ملتی جلتی ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ اختصار کے پیش نظر حوالہ دیا ہے ترجمہ درج بالا مطالعہ فرمائیں

باب:23

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اختلاف پر سرکار نے مواخذہ نہ فرمایا

1۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جذبہ کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! (الیس اللہ نھاك ان تصلی علی المنافقین)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع نہیں فرمایا؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (انـــا بیـن خیـــر تیـن) :اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز جنازہ پڑھانے اور نہ پڑھانے کا اختیار دیا ہے اور (استغفرلھم او لاتستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرۃ فلن یغفراللہ لھم)

توبہ:۸۰

ترجمہ: آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ستر (70) بار بھی ان کے لیے بخشش کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ (ولاتـــصـلـی عـلـی احـد منھم مات) (تـوبـہ:۸٤) ترجمہ: اور جب کوئی ان میں سے مرجائے تو آپ ان پر نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

2۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: جب عبداللہ بن ابی مرگیا تو نماز جنازہ کے لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی گئی۔ آپ نماز جنازہ کے لیے تشریف لائے۔ جب نماز

طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور عرض کی:

"یارسول اللہ: اعلی عدو اللہ بن ابی القائل یوم کذا وکذا کذا و اکذ اعدد ایامه" اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے بڑے دشمن عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گستاخی کی تھی؟ میں نے وہ تمام دن گنوا دیئے۔ جس میں اس نے گستاخی کی تھی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اخدعنی یا عمر انی خیرت فاخترت) اے عمر میرے سامنے سے ہٹ جاؤ کیونکہ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ پس میں نے اختیار کو قبول کیا۔ مجھ کو یہ فرمایا گیا ہے۔ (استغفر لهم اولاتستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعین مرة فلن یغفر الله لهم) آپ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کیلئے 70 بار بھی بخشش کی دعا مانگے تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

آپ نے یہ ارشاد فرمایا اور قبر تک اس کی میت کے ساتھ چلے اور تدفین تک وہاں رہے۔ میں اپنی جرات پر حیران ہوتا رہا کہ میں آپ کو منع کرتا رہا حالانکہ آپ مجھ سے زیادہ جانتے تھے (فواللہ ماکان الا یسیرا حتی نزلت هاتان الایتان) اللہ کی قسم: یہ کام اتنا آسان نہ تھا حتیٰ کہ قرآن کی دو آتیں نازل ہوئیں۔

"ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره" (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) جب ان میں سے کوئی مر جائے تو نہ نماز جنازہ پڑھائیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں یہ آیت (فاسقون) تک نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمانے تک کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

3۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ غزوہ احد کے دن ابوسفیان بن حرب آکر کہنے لگا (افیکم محمد؟) کیا تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اس کا جواب نہ دے پھر اُس نے آواز دی۔ کیا تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں؟ پھر کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر اُس

کہ ابوقحافہ کا بیٹا موجود ہے؟ کسی نے پھر جواب نہ دیا۔ اس نے تین بار پوچھا: اس کے بعد تین مرتبہ کہا کیا! ابن خطاب تم میں موجود ہیں؟ اس پر صحابہ کرام خاموش رہے۔ تو ابوسفیان نے کہا ان کا کام ختم ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کذبت یاعدو اللہ ھاھو ذارسول اللہ وابوبکر و آنا احیاء، ولك منایوم سوء“ اے خدا کے دشمن تو جھوٹ بک رہا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ہم سب زندہ ہیں ہم تمہیں بری طرح شکست دے چکے ہیں؟ تو ابوسفیان نے فرمایا: یہ بدر کے دن کا بدلہ ہے ہماری جنگ جاری ہے پھر اس نے کہا ”اعل ہبل“ اے اعلیٰ اے ہبل، ان دو بتوں کو پکارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو جواب دو، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا جواب دیں؟ فرمایا یوں جواب دو۔ ”اللہ اعلی و اجل صحابہ کرام نے ان الفاظ کے ساتھ جواب دیا۔ تو ابوسفیان نے کہا۔ (لنا العزی ولا عزی لکم“ ہمارے لئے عزیٰ بت ہے اور تمہارے لئے کوئی عزیٰ نہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جواب میں کہو۔ اللہ مولانا ولا مولی لکم“ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان بن حرب کے مقابل جواب دینے کے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا۔

4:۔ ابی وائل نے کہا، سہل بن حنیف فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھا جارہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور یہ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (السنا علی حق و ھم علی باطل؟) کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور وہ باطل پر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (لیس قتلانا فی الجنة وقتلا ھم فی النار؟) کیا ہمارے شہید جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں؟ فرمایا (بلی) کیوں
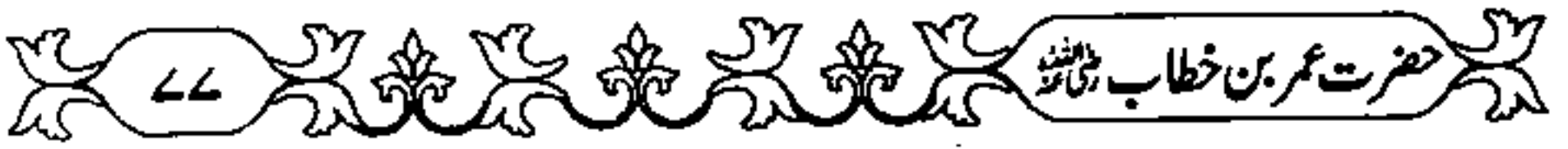
نہیں؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دین کے معاملے میں کمزوری کیوں، ہم عمرہ کیے بغیر واپس کیوں جائیں حالانکہ اللہ پاک کا کوئی حکم نہیں آیا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یا ابن الخطاب انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولن یضیعنی اللہ ابدا) اے خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ پاک کبھی مجھے ضائع نہیں کرے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا۔ (یا ابا بکر السنا علی الحق وھم علی باطل) اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیوں نہیں، ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (لیس قتلانا فی الجنۃ وقتلا ھم فی النار) کیا ہمارے شہید جنت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر ہم دین میں لچک دکھا کر واپس کیوں جا رہے ہیں حالانکہ ہمارے متعلق کوئی خدائی فیصلہ نہیں آیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (یا ابن الخطاب انہ رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولن یضیعہ اللہ ابدا) اے خطاب کے بیٹے وہ اللہ کے رسول ہیں اللہ پاک انہیں کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ اسی وقت اللہ پاک نے سورۃ فتح نازل فرمادی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فتح ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں یہ فتح ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (فطابت نفسہ ورجع) خوش ہوئے اور واپس جانے پر راضی ہو گئے۔

5۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھے تھے ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اچانک ہمارے درمیان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ گئے اور واپسی میں دیر کر دی ہم ڈر گئے کہ ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ...

گھبرا کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ گھبرانے والا پہلا شخص میں ہی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگا یہاں تک کیا انصار بنی نجار کے ایک باغ میں پہنچا باغ کے اردگرد چکر لگایا تا کہ کوئی دروازہ ملے مگر نہ ملا۔ ایک نالی تھی جو کنوئیں کے باہر سے باغ میں جارہی تھی۔ میں سکڑ کر نالی کے ذریعہ سے باغ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ابوھریرہ ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا آپ ہمارے درمیان تشریف فرمائے تھے، اچانک آپ اُٹھ آئے اور واپسی میں دیر کر دی ہم لوگ ڈر گئے مبادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری عدم موجودگی میں کوئی تکلیف دے تو ہم گھبرا گئے پہلے میں ہی گھبرایا تو اس باغ میں آیا اور لومڑی کی طرح سکڑ کر اس باغ میں نالے کے راستے داخل ہوا اور باقی لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "یا ابا هریره" کہہ کر مجھے آواز دی فرمایا (واعطانی نعلیه اذهب بنعلی هاتین .فمن لقیته من وراء هٰذالحائط یشهد ان لااله الاالله مستیقنا بهاقلبه فبشره بالجنة) اور مجھے اپنے نعلین مبارک عطا کئے اور فرمایا ہمارے نعلین لے جاؤ جو بھی تمہیں اس باغ کے پیچھے صدق دل سے یہ گواہی دیتا ملے کہ، اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں اسے جنت کی خوش خبری دے دو۔ جس سے پہلے ملاقات ہوئی۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے آپ نے فرمایا: اے ابوھریرہ یہ جوتے کیسے ہیں؟ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک ہیں جو مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دے کر بھیجا ہے اور فرمایا: جو تجھے سچے دل سے کلمہ پڑھتا ملے اسے جنت کی خوش خبری دے دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر مارا میں پیٹھ کے بل گر گیا۔ اور فرمایا: واپس لوٹ چلو۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر فریاد کی اور مجھ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف غالب تھا اور وہ بھی میرے پیچھے ہی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوھریرہ کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ

عنہ سے ملا اور انھیں وہی پیغام سنا دیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دے کر بھیجا تھا تو انہوں نے میرے سینے پر مارا تو میں پیٹھ کے بل گر گیا اور فرمانے لگے واپس چلو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر ایسا کرنے پر تمہیں کس نے ابھارا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے ابوھریرہ کو نعلین پاک دے کر بھیجا تھا۔ کہ جو سچے دل سے کلمہ پڑھتا ملے اسے جنت کی بشارت دے دو۔ فرمایا: ہاں، عرض کیا: ایسا نہ کیجئے مجھے خوف لگتا ہے کہ (ان یتکل الناس علیھا فخلھم یعملون) لوگ اس پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔

6۔ اعمش نے ابی صالح سے انہوں نے حضرت ابی سعید یا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ غزوہ تبوک کے موقع پر سامان خوردونوش ختم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بھوک لگی۔ تو لوگوں نے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لو اذنت لنا، ذبحنا نواضحنا فاکلنا وادھنا) اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر کے اس کے گوشت اور چربی سے فائدہ اٹھائیں، آپ نے اجازت دے دی۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایسا کرنے سے سواریاں ختم ہو جائیں گئیں، آپ ان کو یہ حکم دیں کہ اپنا کچھ بچا ہو اسامان خوردونوش جو ان کے پاس موجود ہے لیکر آئیں چنانچہ جس کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ لے آیا کسی نے کھجوریں کسی نے دانے اور کسی نے کچھ لایا۔ لا کر دسترخوان پر رکھ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے برکت کی دعا فرمائی اور کہا (خذوا فی اوعیتکم فاخذوا فی اوعیتھم حتی ماترکوا فی العسکر وعاء الاملوءہ واکلوا حتی شبعوا۔ وفضلت حتی شبعوا و فضلت منھم فضلۃ) اپنے برتن بھرلو، صحابہ کرام نے اپنے اپنے برتن بھر لئے، تمام برتن بھر گئے حتیٰ کہ پورے لشکر میں ایک

برتن بھی خالی نہ رہا۔تمام مجاہدین نے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی کافی کھانا بچ گیا۔اس موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انی رسول اللہ لا یلقی اللہ بھا عبد غیر شاك فیحجب عن الجنة) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں اور میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جو شخص یقین کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھیگا اس کو جنت ضرور ملے گی۔

7۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا،اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان امراۃ جائت تبایعنی فاد خلتھا الدویح فاصبت منھا مادون الجماع) میرے پاس ایک عورت خرید و فروخت کرنے آئی،میں اسے ایک بڑے کمرے میں لے گیا اور اس کے ساتھ جماع (محبت) کے علاوہ سب کچھ کیا۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (ویحك لعلھا مغیبه فی سبیل اللہ) تو برباد ہو جائے شائد اس کا شوہر راہ خدا میں جہاد کے لئے گیا ہے؟اس موقع پر قرآن کی آیت نازل ہوئی"واقم الصلاة طرفی النھار و زلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السئیات" (ھود: ۱۱٤) اور نماز قائم کرو،دن کے دونوں کناروں میں اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ آیت میرے لئے خاص ہے یا تمام لوگوں کیلئے عام ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے۔انہوں نے اپنا ہاتھ اس کی چھاتی پر مارا اور فرمایا(لا نعمة عین بل للناس عامة) یہ آیت نعمت ہے جو سب لوگوں کے لئے ہے۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"صدق عمر" عمر نے سچ کہا ہے۔

8۔حضرت عبیدہ کہتے ہیں۔عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس یہ دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا" یا خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان عندنا ارضا سبخة لیس فیھا کلا ولا منفعة" اے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہمارے پاس بنجر زمین پڑی ہے۔ جس میں کچھ نہیں اُگتا اور نہ ہی اس سے کوئی نفع حاصل ہوسکتا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپس میں تقسیم کرلیں اور ہم اس میں کھیتی باڑی کی کوشش کریں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نفع دے گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اردگرد موجودہ لوگوں سے مشہورہ کیا تو سب نے کہا: اگر واقع ہی بنجر زمین ہے۔ تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا تو ان کے نام کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ اس کو محنت کر کے آباد کرلیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی اور ان کے لئے ایک اشٹام لکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گواہ بنالیا حالاں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس میں موجود نہ تھے یہ دونوں حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گواہ بنانے اور دستخط کرانے کے لیئے ان کے پاس گئے۔ دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کو قطران (دوائی) مل رہے تھے۔ انہوں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس اشٹام پیپر پر آپ کو گواہ بنایا ہے آپ اس کو خود پڑھیں گے یا ہم پڑھ کر سنائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تم دیکھ رہے ہو کہ میں کس حال میں ہوں؟ اگر آپ پڑھ کر سنانا پسند کریں تو بھی بہتر ہے۔ ورنہ میرا انتظار کرنا پڑھے گا۔ تو میں خود پڑھو چنانچہ انہوں نے پڑھ کے سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سارا اشٹام سننے کے بعد اشٹام ان کے ہاتھوں سے لیا اور تھوک کے ذریعے خط کے الفاظ مٹاڈالے جس سے وہ دونوں حضرات دل برداشتہ ہوئے اور کہنے لگے آپ نے ٹھیک نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا(ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتالفکما والاسلام یومئذ ذلیل وا ن اللہ قد اعز الاسلام فاذھبافا جھدا جھد کما ۔ لا رعی اللہ علیکما ان رعیتما) جس وقت اسلام کمزور تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے، اب اسلام کا غلبہ ہو چکا ہے جاؤ جا کر محنت مزدوری کرو، اللہ تعالیٰ تم سے رعایت نہیں فرمائے گا، اگرچہ تم سے رعایت فرمائی گئی، چنانچہ وہ دل برداشتہ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم: ہم یہ نہیں جانتے کہ آپ خلیفہ ہیں یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ وہ خلیفہ ہیں، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور کافی غصے میں تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے، آپ مجھے یہ بتایئے کہ وہ زمین جو آپ نے ان کو اسٹام کر دی وہ آپ کی ذاتی زمین ہے یا سارے مسلمانوں کی مشترکہ ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام مسلمانوں کی مشترکہ ہے پھر فرمایا تو آپ نے صرف ان دونوں کے نام کیوں کر دی۔ آپ نے ارد گرد حاضر مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ان سے مشورہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے ساتھ مشورہ تمام لوگوں سے مشورہ اور تمام مسلمان اس بات پر راضی ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''قد کنت قلت لك انك اقوی علی هٰذا منی ولكن غلبتنی'' میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ اس منصب کے لئے زیادہ مناسب ہیں لیکن آپ نے مجھے زبردستی خلیفہ بنایا۔

باب 24

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کشتی اور شیطان کا بھاگنا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "باب نمبر 17" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس راستے پر چلتے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا تھا۔

1۔ امام شعبی فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی صحابی سے مدینہ منورہ کے راستوں میں سے ایک راستے پر شیطان ملعون سے ملاقات ہوئی تو شیطان نے کشتی لڑنے کے لئے کہا تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کشتی میں زمین پر پچھاڑ دیا اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے۔ چھوڑنے کے باوجود وہ دوبارہ کشتی لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ دوسری بار بھی اس کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور کہا: میں تجھ کو بہت کمزور پاتا ہوں۔ تیرا سینہ مجھے کتے کے سینے کی طرح لگتا ہے، کیا سارے شیاطین اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ شیطان نے کہا (واللہ انی منہم) اللہ کی قسم: میں تو ان میں سے ہوں، تو صحابی نے فرمایا (ما انا بالذی ادعك حتی تخبرنی ماالذی یعیذنامنكم؟) میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تو مجھے یہ نہ بتائے کہ شیاطین سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس نے کہا آیت کرسی سے بچا جا سکتا ہے۔ کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ صحابی کون تھے؟ جس نے شیطان کو پچھاڑ دیا۔ آپ نے فرمایا (ومن عسی ان یکون الا عمر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟

2۔ سالم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خیر و عافیت سے آگاہ کرنے میں کچھ تاخیر ہوئی تو وہ ایک ایسی عورت کے پاس آئے۔ جس پر شیطان حاضر ہوتا تھا۔ آپ نے اس عورت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا: تو اُس نے کہا جب میرے پاس میرا شیطان آئے تو اس سے پوچھ لینا۔ شیطان آیا تو اُس سے پوچھا: تو اُس نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تہبند باندھے ہوئے صدقے کے اُونٹوں کو دوائی دیتے ہوئے دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے (لا يراه شيطان الاخر لمنخريه الملك بين عينيه وروح القدس ينطق على لسانه) جس کو شیطان پہلی مرتبہ دیکھتے ہی ناک کے بل گر جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے سامنے رہتا ہے۔ اور وہ جبرائیل علیہ السلام کی زبانی گفتگو کرتا ہے۔

باب:25

وصال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت

1۔ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا، جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری ہوا تو لوگوں پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں کھڑے ہوکر اعلان کیا'' لا اسمعن احدا یقول ان محمدا قد مات ولکنه ارسل الله الیه کما ارسل الی موسی بن عمران فلبث عن قومه اربعین لیلة والله انی لارجوان تقطع ایدی رجال وارجلهم یزعمون انه قد مات'' (تاریخ طبری: ۲/۴۴۲) میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہ سنوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔جس طرح حضرت موسیٰ ابن عمران اللہ تعالیٰ کے حکم سے قوم سے چالیس دن غائب رہے اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاملہ ہوا ہے۔اللہ کی قسم: جس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کا خیال کیا میں ان کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔

2۔ابن شہاب سے روایت ہے۔کہ ابو سلمہ نے مجھے بتایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے اور سواری سے اُتر کر لوگوں سے کلام کئے بغیر میرے حجرے میں داخل ہوگئے۔(فتیمم رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو مغشی بثوب حبرة فکشف عن وجهه ثم اکب علیه و قبله وبکیٰ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر یمنی چادر ڈالی ہوئی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چہرہ اقدس سے اس کو ہٹایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور بوسہ دیا اور رو پڑے۔پھر عرض کیا۔(بابی انت وامی یا رسول الله) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں'' والله لا یجمع الله موتتین اما الموتة التی کتبت

علیك فقد متها" اللہ کی قسم: اللہ پاک آپ پر کبھی بھی دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا سوائے اس کے جو آپ کیلئے لکھی گئی ہے۔

3۔ ابن شہاب کہتا ہے ابو سلمہ نے مجھے بیان کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے محو گفتگو تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اجلس یا عمر) اے عمر بیٹھ جاؤ پھر فرمایا۔ (فمن کان یعبد محمدا فان محمد اقدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت) جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ زندہ ہے، اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ فرمانے خداوندی ہے " وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل فاین مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر اللہ شیئا و سیجزی اللہ الشاکرین" (عمران: ۱۴۴) ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رسالت ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزرے اگر وہ وصال کر جائیں یا قتل کیا جائیں، تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو اجر دے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ آیت لوگوں کو معلوم نہیں تھی، ابھی نازل ہوئی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت فرمائی تو تمام لوگوں نے اس کو سیکھانا شروع کر دیا۔ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ" واللہ ماھو الاان سمعت ابا بکر تلاھا فعفرت ما تقلنی رجلای وحتی اھویت الی الارض" اللہ کی قسم: مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ میں نے یہ آیت کبھی سنی نہیں تھی ابھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے سن رہا ہوں اور میں حیران رہ گیا حتیٰ کہ مجھے اپنی کم علمی کا احساس ہوا اور میں بیٹھ گیا۔

باب:26

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا بیان

زر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری ہوا تو انصاری صحابہ نے کہا" منا امیر و منکم امیر" ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے انصاری صحابہ، کیا تمہیں علم نہیں ہے؟ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا تھا" ان یوم الناس' ' وہ لوگوں کو امامت کرائے' فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم علی ابی بکر" تم میں سے کون جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نکلنے کو پسند کرے گا۔ تو انصار صحابہ نے کہا" نعوذ باللہ ان نتقدم ابا بکر'' ہم ابوبکر کو پیچھے کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی جس شخص نے خبر دی تھی اس نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں مشورہ کیلئے بیٹھ گئے ہیں، ادھر انصاری صحابہ قبلہ سقیفہ بنو ساعد میں اکھٹے ہو گئے اور باقی مہاجر صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: چلو انصار کے پاس چلتے ہیں وہ مجھے انصار کے پاس لے گئے تو راستے میں دو نیک بندوں سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ہمیں بتایا کہ انصار قوم کیا کہہ رہے ہیں اور ہم سے دریافت کیا۔ اے مہاجر قوم کہاں جا رہے ہو؟۔ میں نے کہا: انصار قوم کے پاس جا رہے ہیں۔ جواب میں کہنے لگا

تینهم فانطلقنا حتی جئنا هم' 'اللہ کی قسم: ہم ضرور بر ضرور ان کے پاس جائیں گے پھر ہم ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ تمام لوگ جمع ہیں اور ایک شخص کو دیکھا کہ جو کمبل میں لپٹا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا:" من هذا" یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے پوچھا: ان کو کیا ہوا؟ بتایا یہ بیمار ہیں۔ جب ہم بیٹھ گئے تو ان کے خطیب نے اُٹھ کر خطاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء کے بعد فرمایا:" فنحن انصار الله و کیتبة الاسلام" ہم اللہ کے دین کے مددگار اور اسلام کے فوجی ہیں۔ اے مہاجرین کی جماعت تم بھی ہماری ہی ایک شاخ کے لوگ ہو اور تم ہمیں آہستہ آہستہ خلافت سے الگ کرتے ہو اور حالانکہ ہمیں تم کو برطرف کرنا چاہئے جب وہ چپ ہو گئے، تو میں نے بولنا چاہا اور میں نے بڑی اچھی تقریر ان کے جواب کے لئے تیار کی ہوئی تھی جسے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے کرنا چاہتا تھا، میں جوش میں بھی ان سے مدارت سے پیش آتا تھا کیونکہ وہ حلم اور وقار میں مجھ سے زیادہ تھے، آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ، میں آپ کو ناراض کر کے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ" وکان اعلم منی واوقر" علم اور سمجھداری میں مجھ سے زیادہ تھے۔ چنانچہ وہ خود بولے" والله ماترك كلمة اعجبتني في تزويري الا قالها في بديهته افضل" اللہ کی قسم: انہوں نے کوئی بات بھی نہ چھوڑی جو میں نے تیار کر رکھی تھی۔ انہوں نے سب کچھ بیان کر دیا بلکہ اس سے بھی بہتر تقریر کی، آپ نے خاموشی اختیار کی" امابعد ماذكر تم من خير فانتم له اهل ولم تعرف العرب هذا الامر الا لهذاالحي من قريش هم اوسط العرب نسبا و دارا قد رضيت لكم احد هذين الرجلين ايهما شئتم و اخذ بيدي و يد ابي عبيدة بن الجراح" جو کچھ آپ نے بیان کیا یہ سب کچھ سچ ہے۔ تم اس کے اھل ہو مگر اسلام کو اہل عرب میں پھیلانے والے قریش ہیں ان کے وسیلہ سے عرب اسلام کے نور سے روشن ہوئے۔ قریش عرب

ہاتھوں کو پکڑ کے فرمایا: میں ان میں سے کسی ایک کے خلیفہ ہونے پر راضی ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے علاوہ آپ نے جو بات بھی کی میں نے اسے پسند کیا" وکان واللہ ان اقدم فیضرب عنقی احب الی من ان اتامر علی قوم فیھم ابوبکر" پھر فرمایا، اللہ کی قسم: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں میرا لوگوں کا خلیفہ بننا اس سے بہتر ہے کہ میں قتل کیا جاوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کے بعد انصار میں سے ایک شخص (خباب بن منذر انصاری) کھڑا ہوا اور کہا: بہتر ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" فکثر اللغط وارتفعت الاصوات حتی خشیت الاختلاف" اس پر آوازیں بلند ہوئیں اور شور برپا ہوا تو مجھے اختلاف پیدا ہونے کا خطرہ ہوا، تو میں نے کہا" ابسط یدك یا ابابکر فبسط یدہ فبا یعتہ المھاجرون ثم با یعہ الانصار" اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ آگے کرو، آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے آپ کی بیعت کر لی۔ پھر مہاجرین نے بیعت کر لی پھر انصار صحابہ کرام نے بیعت کر لی۔

(مسند احمد: ۱/ ۵۵، صحیح بخاری: ۱۵/ ۱۶۳)

باب: 27

حضرت ابوبکر صدیق کا دور اور خلافت عمر کا بیان

1۔ حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو لوگوں کے معاملات کو حل کرنے کے لیے سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب کو آپ نے قاضی بنایا اور قاضی کا عہدہ ان کے سپرد کیا اس طرح آپ اسلام میں سب سے پہلے قاضی ہوئے۔

2۔ حسن بن ابی حسن سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری زیادہ بڑھ گئی اور وصال کرنے کے آثار آپ کی حالت سے نمودار ہونے لگے۔ تو انہوں نے لوگوں کو اکٹھے کیا اور فرمایا: ”انــه قـد نـزل بـي مـاتـرون ولاأظنني الالماتي . وقد اطلق الله ايمانكم من بيعتي“ جو میری حالت ہے تم نے دیکھ لی۔ اب مجھے موت کا یقین ہے اور اللہ پاک تمہیں میری بیعت سے آزاد کرنے والا ہے۔ اب تمہارا معاملہ تمہارے سپرد ہے، تم اپنی پسندیدہ شخصیت کو خلیفہ بنالینا۔ اگر یہ کام میری زندگی میں ہو جائے تو بہت اچھا ہے، تاکہ میرے بعد تمہارے درمیان اختلاف پیدا نہ ہو جائے۔ پس لوگ یہ بات سُن کر مشورہ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن آپ ان کے لیے نہ اُٹھے۔ لوگوں نے عرض کیا: ”ارا لـنـا يـا خـلـيـفـه رسـول الله قال: فلعلكم تختلفون . قالو: لا . قال: فعليكم عهد الله على الرضا؟“ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آپ کی رائے کیا ہے؟ فرمایا: شاید تم میری رائے سے اختلاف کرو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ نہیں؛ فرمایا: کیا تم اللہ کے عہد پر راضی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: مجھے کچھ دیر کے لیے مہلت دو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس

کے بندوں کے فائدے کے لیے غور وفکر کر سکوں۔

اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلوایا، ان سے فرمایا: "اشر علی برجل" آپ میری ایسے شخص کی طرف رہنمائی فرمائیں، جو خلیفہ بننے کا اہل ہو "و اللہ انك عندی لها لاهل و موضع" حضر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عثمان: اللہ کی قسم، آپ بھی اس منصب کے لیے اھل اور بہتر ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس منصب کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہتر ہیں فرمایا: (اکتب) لکھ دو۔" فکتب حتی انتهی الی الاسم فغشی علیه ثم افاق . فقال . اکتب عمر" جب لکھنا شروع کیا جب نام لکھنے پر پہنچے تو ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب آفاقہ ہوا، تو فرمایا: عمر کا نام لکھو۔

3۔ حضرت شعبی کہتے ہیں حضرت طلحہ، زبیر، عثمان، سعد، عبداللہ رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس تشریف فرماتھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ابعثو الی عمر" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے اندر داخل ہو کر آپ کی خیریت معلوم کی۔ تو لوگوں اُٹھ کر علیحدہ مسجد میں بیٹھ گئے اور ان دونوں کو وہاں چھوڑ دیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے کچھ افراد کو بھیج دیا۔ بلانے والوں نے وہاں پہنچ کر دیکھ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک باغ کی چار دیواری میں تشریف فرما ہیں۔ ان سے عرض کیا۔ اے علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنا چاہتا ہے۔ اس بات کا تمام حضرات کو علم ہے کہ عمر ہمارے بعد مسلمان ہوئے اور عمر کا مزاج بہت سخت ہے۔ اس لیے آپ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔

اگر واقعہ ہی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر رہے ہیں، تو اس بارے میں

ان سے بات چیت کریں گے اور حالات وواقعات سے انہیں آگاہ کریں اور اس منصب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو الگ کردیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملکر یہ تمام حضرات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بات چیت کی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(اجمعوا علی الناس اخبر کم من اخترت لکم فخرجوا فجمعوا الناس الی المسجد فا مر من یحمله الیهم حتی وضع علی المنبر فقام فیهم باختیار عمر لهم) لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کیا جائے تا کہ لوگوں کو بتاؤں کہ میں خلیفہ کس کو مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ لوگ مسجد میں اکھٹے ہوگئے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سہارا دیکر مسجد میں لا کر منبر پر بٹھایا گیا۔ تو وہاں آپ نے منبر پر بیٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان فرمایا تھا پھر لوگ گھر میں ان کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: (ماذاتقول لر بك وقدا ستخلفت علینا عمر؟) آپ کل رب تعالیٰ کو کیا جواب دو گے؟ کہ آپ نے ہم پر عمر کو خلیفہ مقرر کردیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا''اقول استخلفت علیهم خیر اهلك'' میں عرض کروں گا: اے اللہ عزوجل میں نے آپ کے سب سے بہتر شخص کو خلافت دی ہے۔

4۔ عاصم بن عدی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اس حال میں کہ آپ خود بیمار تھے پھر آپ کو اُٹھا کر منبر پر بیٹھایا گیا۔ پھر آپ نے خطبہ دیا، یہ آپ کا آخری خطبہ تھا پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی: اور فرمایا:''یا ایها الناس، احذرو الدنیا ولا تثقو ابها فانها عدارة وآثروا الاخرة علی الدنیا واحبوها، فبحب کل واحدةمنهما تبغض الاخری''

اے لوگو! تم دنیا سے بچو اور اس پر بھروسہ نہ کرو۔ بے شک یہ دنیا دھوکہ اور فریب ہے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دو اور اس (آخرت) سے محبت کرو۔ ان دونوں میں سے ہر

ایک کی محبت دوسرے سے بغض رکھتی۔

اس عظیم منصب کا اہل وہ شخص ہے جو زیادہ قوت فیصلہ رکھتا ہو۔ اور اپنے آپ پر مکمل کنٹرول رکھتا ہو۔ جو سختی کے معاملہ میں سخت اور نرمی کے موقع پر نرمی کرنے والا ہوا۔ صاحب الرائے لوگوں کی آراہ کا احترام کرنے والا ہو۔ فضول کاموں میں وقت کو ضائع نہ کرتا ہو۔ مشکلات کے وقت گھبرانے والا نہ ہو "لا یستحی من العلم" علم حاصل کرنے سے عار محسوس نہ کرتا ہو۔ الغرض یہ تمام خوبیاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں پائی جاتی ہیں، یہ خطبہ ارشاد فرما کر منبر سے نیچے اُترے اور گھر تشریف لے گئے۔

5۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت کو لکھنا شروع کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا۔ جب آپ کو ہوش آئی، تو پوچھا 'ما کتبت ؟" اے عثمان: کیا لکھا؟ عرض کیا "کتبت عمر" میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے۔ پھر فرمایا" کتبت الذی اردت ان آمر ك به ولو کتبت نفسك لها اهلا" تو نے وہی لکھا ہے جس کا میں نے تجھے لکھنے کا حکم دینے کا ارادہ کیا تھا، اگر تو اپنا نام لکھ دیتا تو بھی اس منصب کا اہل تھا۔

6۔ واقدی نے اپنے شیوخ سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرض جب زیادہ ہوگئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے فرمایا: مجھے عمر بن خطاب کے متعلق کچھ بتاؤ گے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ جس کے بارے میں مجھ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں، آپ اسے مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر بات اسی طرح ہے تو آپ بھی بتایئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" ھو واللہ اعلم

منك فيه" خدا کی قسم: ان کے متعلق آپ کی جو رائے ہے وہ اس سے بھی بہتر ہے۔

پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا: مجھے عمر بن خطاب کے بارے میں کچھ بتائیے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا فرمایا: آپ ان کے بارے میں مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ اگر مجھ سے ان کے متعلق کچھ پوچھنا ہی ہے، تو پھر سن لو: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "علمی به ان سریرته خیر من علانیته وانه لیس فینا مثله" میں ان کے بارے میں یہ جانتا ہوں کہ: ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہت بہتر ہے۔ ان کی مثل ہمارے درمیان کوئی نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یرحمك الله! اللہ تجھ پر رحم فرمائے" والله لو ترکته ماعدوتك" اللہ کی قسم اگر میں اس کی رائے کو چھوڑ تا تو میں تیرا دشمن ہوتا۔

ان کے علاوہ حضرت سعید بن زید اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما اور دیگر انصار و مہاجرین صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا: اس سے بعض صحابہ کرام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اشارہ مل گیا، تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔" ماانت قائل لربك اذا سالك عن استخلاف عمر علینا وقدتری غلظته؟"

آپ اپنے رب عزوجل کو کیا جواب دیں گے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق پوچھا گیا حالانکہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت کی سختی سے واقف ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " اجلسونی، اباالله تخوفونی، خاب من تزود من امرکم بظلم" مجھے اُٹھا کر بیٹھاؤ اور فرمایا: کیا تم مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دینے سے ڈراتے ہو؟، وہ شخص انتہائی بدبخت ہے جو تمہارے اس عظیم کام میں ظلم سے کام لے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ پاک سے یہ عرض کروں گا۔

ثم اضطجع" اے اللہ عزوجل: میں نے تیرے بندوں میں سے سب سے اچھے بندے کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔ میرا یہ جواب سب لوگوں کو سنا دو۔ یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر خلافت نامہ لکھنے کا حکم فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم هٰذا هو ما عهد ابو بكر الصديق بن ابی قحافة فی آخر عهده بالدنیا، خارجاً منها و عند اول عهده بآلا خرة داخلا فیها حیث یومن الکافر، ویوقن الفاجر، و یصدق الکاذب، انی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب، فاسمعو اله واطیعوا وانی لم آل الله ورسوله ودینی ونفسی وایاکم خیر افان عدل فذلك ظنی به وعلمی فیه، وان بدل فلكل امری ء ماا کتسب والخیر اردت ولا اعلم الغیب(وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون) والسلام علیکم ورحمة الله .

ابوبکر بن ابی قحافہ نے دنیا کو چھوڑتے وقت اور آخرت میں قدم رکھتے ہوئے یہ آخری وصیت کی ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا، جب کافر بھی ایمان لے آتا ہے اور فاجر کو یقین ہو جاتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے۔ میں نے اس معاملے میں اللہ اور اس کے رسول، اس کے دین، اپنے نفس اور تمہارے لیے کسی کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ نیز اپنا اور تمہارا بھلا چاہا ہے۔ میرا علم و گمان اس کے بارے میں یہی ہے کہ وہ عدل سے کام لیں گے۔ اگر ایسا نہ کیا تو ہر آدمی اپنے کیے کا ذمہ دار ہے۔ میرا ارادہ بھلائی کا ہے۔ میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس ڈگر پر چل پڑے ہیں۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر آپ نے اس خط کو پکڑ کر اپنے ہاتھ سے مہر لگائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ خط لیکر اپنے گھر سے باہر تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمایا: اس خط میں جس کا

صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی۔ ''اللھم انی لم ارد بذلك الاصلاحهم وخفت عليهم الفتنة فاجتهدت لهم رائى فوليت عليهم خيرهم، واحرصهم على ما ارشدهم وقد حضرنى من امرك ما حضر فاخلفى، فيهم فهم عبادك''

اے اللہ عزوجل! میں نے صرف ان لوگوں کی اصلاح کے لیے ایسا کیا ہے۔ مجھے ان کے متعلق فتنہ کا خوف ہمیشہ رہتا ہے۔ میں نے اپنی رائے میں بڑے اجتہاد سے کام لیکر ان پر بہتر اور قوی آدمی کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ جو ان کی ہدایت کا بڑا خواہش مند ہے۔ اب میں دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں وہ میرا نائب ہے اور تیرا بندہ ہے۔

7۔ قیس بن ابی حازم کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے ان کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ اس کے پاس ایک پُرانا رجسٹر تھا۔ وہ لوگوں کے پاس بیٹھا اور کہا: (یاایهاالناس، اسمعوا قول خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: انى قد رضيت لكم عمر فبايعوه'' اے لوگو: رسول کے خلیفہ ابوبکر کا پیغام سنو۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں راضی ہوں۔ تم بھی اس کی بیعت کرو۔

8۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''افرس الناس ثلاثة۔ ابوبکر صديق فى عمر، وصاحبة موسى عليه السلام حين قالت استاجره وصاحبة يوسف عليه السلام۔ تین شخص سب سے زیادہ صاحب فراست ہیں، (۱) حضرت ابوبکر صدیق، جب آپ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی جب اس نے کہا کہ اُس شخص کو مزدوری پر رکھو جو طاقتور اور امانت دار ہو۔ (۳) حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں جب عزیز مصر نے فراست سے کام لے کر اپنے بیوی سے کہا: اس کی عزت کرنا۔

9۔ حضرت ... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قریب المرگ تھے تو آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے بیٹی ہم مسلمانوں کی سلطنت کے والی تھے۔ میں نے ان کے خزانے سے درہم و دینار نہیں لیے۔ میں نے گہیوں کے پسے ہوئے آٹے سے پیٹ بھرا اور کھدر کے کپڑے سے اپنا جسم ڈھانپا۔ اب میرے پاس مسلمان کے سامان میں سے سوائے اس حبشی غلام اور کنوئیں سے پانی نکالنے میں استعمال کی ہوئی اونٹی اور پرانی چادر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اگر میرا وصال ہو جائے تو میرا یہ سامان حضرت عمر کے پاس بھیجا دینا۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے وصیت پر عمل کر کے وہ سامان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے حتیٰ کہ آپ کے آنسو زمین پر گر پڑے پھر فرمایا: "یرحم اللہ ابابکر لقد اتعب من بعدہ" اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے انہوں نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو مشکل میں ڈال دیا پھر فرمایا: اے غلام، تم ان اشیاء کو اٹھاؤ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "سبحان اللہ یا امیر المومنین تسلب عیال ابی بکر عبد احبشیا و بعیر انا ضحا وجرد قطیفة و ثمنها خمسة دراهم" اے امیر المؤمنین اس حبشی غلام، پرانی چادر اور ایک اونٹی جس کی قیمت پانچ درہم ہے؟ وہ بھی ان کے اہل خانہ سے واپس لے لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا "آمر تددهن علی عیاله" میری رائے یہ ہے اس سامان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرف واپس لوٹا دیا جائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وقت وصال ان سے بری ہو گئے ہیں اور میں اس سامان کو واپس کر دیتا" واللہ لا افعل ذلک ابدا الموت اسرع من ذلك" اللہ کی قسم: میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ موت اس سے بھی زیادہ تیز ہے۔

10۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت

اسماعیل نے ابی خالد سے انہوں نے زبید سے روایت کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر ایک نصیحت آموز خطبہ ارشاد فرمایا: کہ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں، تم اسے یاد کرلو، بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ احکام ایسے ہیں جو دن کو پورا کرنے کا حکم ہے اور اگر ان کو رات کو پورا کر دیا جائے تو قبول نہیں ہوتے۔ فرض کے بغیر نفل نہیں ہوتے۔ قیامت کے دن ان لوگوں کے اعمال کا پلڑا وزنی ہوگا۔ جنہوں نے دنیا میں حق کی پیروی کی ہوگی اور حق کے بوجھ کو اُٹھایا ہوگا اور ان لوگوں کے اعمال کا وزن ہلکا ہوگا جنہوں نے دنیا میں باطل کی پیروری کی ہوگئی اور حق کے بوجھ کو اٹھانے سے روگردانی کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کا ذکر کر کے ان کے اچھے اعمال کا ذکر فرمایا اور ان کے گناہوں کا تذکرہ کیا اور رحمت وعذاب کی آیات نازل فرمائیں۔ تاکہ اس سے لوگوں میں اعمال کی رغبت پیدا ہو۔ اور" ولا یتمنی علی الحق الا الحق ولا تلقی بیدك الی التهلكة .فان حفظت قولی فلا یكو نن غائب احب الك من الموت ولابذلك منه .وان ضیعت و صیتی فلا یكونن غائب ابغض الیك من الموت و لن تعجزه" اللہ تعالیٰ سے حق کی اتباع کرنے کی دعا کرتے رہو اور خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو، اگر تم میری اس بات کو جان گئے ہو، تو اس کی پیروری کرنے سے موت تیرے لئے پسندیدہ اور محبوب ترین چیز ہوگی اور موت ہر حال میں آ کر ہی رہے گئی اور اگر میری نصیحت پر توجہ نہ کی تو موت تیرے لئے ناپسندیدہ چیز ہو گی مگر پھر بھی آ کر رہے گی۔

باب:28

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء کا بیان

1- محمد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حمزہ بن عمر نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا 22 جمادی الثانی 13ھ بروز منگل بمطابق 22 اگست 634ء کو وصال ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وصال کے دن منگل کی صبح کو پہنچے۔

طبقات الکبریٰ:۲۷۴/۳

2۔ جامع بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد منبر پر بیٹھ کر جو سب سے پہلے کلام فرمایا وہ یہ ہے" اللھم انی شدید فلینی وانی ضعیف فقونی وانی بخیل فسخنی" اے اللہ عزوجل: میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم فرمادے، میں کمزور ہوں مجھے طاقت عطا فرمادے میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے۔

3۔ حضرت ابوقاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔" لو علمت ان احد امن الناس اقوی علی ھذا الامر منی لکنت اقدم فیضرب عنقی احب الی من ان الیہ" (طبقات الکبری: ۲۰۷/۳)

ترجمہ: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ لوگوں میں سے کوئی ایک مسند خلافت پر فائز ہونے کا مجھ سے زیادہ اھل ہے تو میں ضرور اسے اس عہدے پر فائز کرتا۔ وہ میری گردن اڑا لیتا تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ میں اسے خلیفہ بناتا۔

4۔ یحییٰ بن معین کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح کو قاضی کا عہدہ دیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیت المال کے خزانے کا امین بنایا، حضرت نافع کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زید کو قاضی کے عہدے پر فائز کیا اور اس کیلئے خرچہ مقرر کیا۔

باب 29

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے امیر المومنین کا استعمال

1۔ محمد بن سعد کہتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو لوگ نے آپ کو خلیفہ کہہ کر پکارتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ کو یا خلیفہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارا جانے لگا تو مسلمانوں نے کہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد آئے گا اسے بھی اگر خلیفہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر بلایا گیا، تو یہ نام لمبا ہو جائے گا۔ بہر حال وہ اس نام پر متفق ہو گئے، کہ (خلیفہ) کہہ کر بلایا جائے اور جو ان کے بعد آئے گا، اسے الخلفاء کہا جائے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا "نحن المومنون و عمر امیر نا فدعی عمر "امیر المومنین "فھو اول من سمی بذلك" ہم مومن ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارا امیر ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کہہ کر بلایا جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز وہ پہلا شخص ہے جس کو امیر المومنین کہا گیا۔ (طبقات ابن سعد: ۲۸۱/۳)

2۔ ابن شہاب کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ سے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے خط میں "من خلیفة رسول اللہ" لکھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی "من عمر خلیفة ابی بکر" لکھتے۔ وہ کون شخص ہے جس نے سب سے پہلے "من امیر المومنین" لکھا؟

تو انہوں نے فرمایا: میری دادی 'الشفا' سب سے پہلے ہجرت کرنے والی خاتون تھیں وہ فرماتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بازار تشریف لے جاتے تو ان کے گھر

بہادر اور عقل مند آدمی عراق سے میرے پاس بھیج دو، میں ان سے اہل عراق کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو بھیج دیا، وہ مدینہ منورہ آئے اور مسجد کے باہر کجاوے رکھے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ وہاں انہوں نے عمرو بن العاص کو دیکھا تو کہا: اے ابن العاص: آپ ہمیں امیر المومنین سے ملاقات کی اجازت لے دیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جلدی اٹھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر عرض کیا: السلام علیك یا امیر المومنین، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کا لفظ سن کر فرمایا: اے ابن العاص، اس نام میں تجھے کیا راز معلوم ہوا ہے۔ اس راز کو ضرور بیان کرو عرض کیا: ''لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم'' مدینہ منورہ میں آئے اور انہوں نے کہا: اے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آپ ہمیں امیر المومنین سے ملاقات کی اجازت لے دیجئے۔ تو میں نے کہا

واللہ اصبتھا اسمہ لا نہ الامیر و نحن المومنون فجری الکتاب من ذلك الیوم ؛ اللہ کی قسم: تم نے بالکل صحیح نام لیا ہے، وہ امیر المومنین ہیں۔ ہم مومن ہیں اسی دن سے یہ نام لکھا جانے لگا۔ ضحاک نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' انتم المومنون وانا امیر کم فھو سمی نفسہ'' تم مومن ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔ پس یہ نام آپ کا رکھا گیا۔

باب:30

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خصوصیات

۱: سن ہجری سے اسلامی تاریخ کا آغاز

میمون بن مہران نے کہا کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دستاویز بھیجی گئی اس میں لکھا ہوا تھا۔ (من شعبان) یعنی شعبان کا مہینہ۔ آپ نے فرمایا: کیا شعبان کا مہینہ گزر گیا ہے یا آنے والا ہے یا جس کو ہم گزار رہے ہیں۔ یہ شعبان ہے؟ پھر صحابہ کرام کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا کہ تم لوگوں کے لئے ایسا تاریخی کیلنڈر بنا دیتا ہوں جسے تم آسانی سے سمجھ سکو، کسی نے مشورہ دیا کہ رومی تاریخ لکھو اس کے جواب میں کہا گیا۔ وہ تاریخ لمبی ہے۔ کیونکہ رومی اسے ذی القرنین کے زمانے سے لکھتے ہیں، کسی نے کہا: تاریخ فرس لکھو۔ اس میں ایک بادشاہ برسر اقتدار ہوتا تھا جو پہلے بادشاہ کے معاملات کو ختم کر دیتا، بالآخر سب صحابہ کرام اس بات پر متفق ہوئے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی دیر قیام فرمایا: اس پر غور فکر کرو، غور کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا تو انہوں نے ہجرت رسول سے سن ہجری کی ابتداء کی

۲۔ حضرت عثمان بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور فرمایا۔ (متی نکتب التاریخ) ہم کب سے تاریخ لکھیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (منذ خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ارض الشرک یعنی من یوم بدر)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرک کی سرزمین یعنی جس سن سے ہجرت فرمائی ہے۔ اس دن سے تاریخ کا آغاز کیا جائے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ہجرت سے تاریخ لکھنے کا آغاز کیا۔

۳- ابن مسیب فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ڈھائی سال سے تاریخ لکھنے کا آغاز کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے سولہ محرم لکھی۔ ابوالزناد کہتا ہے، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تاریخ لکھنے کا مشورہ کیا تو سب کا ہجری تاریخ لکھنے پر اجماع ہو گیا۔

2- مقام ابراہیم کو اصل جگہ نصب فرما

ابوالزناد فرماتے ہیں (کان مقام ابراھیم علیہ السلام لا صقابا لکعبۃ) مقام ابراہیم کو کعبہ شریف کے ساتھ ملا کے رکھا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو آپ نے فرمایا: " واللہ انی لا علم ما کان مو ضعہ ھھنا" اللہ کی قسم: میں اس کی اصل جگہ کو جانتا ہوں۔ لیکن قریش نے مقام ابراہیم کو پانی میں بہہ جانے کے خوف سے بیت اللہ کے ساتھ ملا کے رکھ دیا۔ اگر مجھے اس کی اصل جگہ کا علم ہو جائے تو اسی جگہ پر رکھ دوں گا، تو آل عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ (انا واللہ یا امیر المومنین اعلم موضعہ الاول) یا امیر المومنین، اللہ کی قسم: میں اس کی اصل جگہ کو جانتا ہوں۔ کیونکہ جب قریش نے اس کو اٹھا کر کعبہ شریف کے ساتھ رکھا تھا۔ تو اس وقت میں نے ایک رسی لیکر کعبہ شریف سے اس کی اصلی جگہ کے درمیان کی پیمائش کی تھی۔ اور اس رسی میں گرہ لگا دی تھی وہ رسی میرے پاس محفوظ ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسی منگوا کر اس سے پیمائش کر کے مقام ابراہیم کو اس کی اصلی جگہ میں رکھوا دیا اور فرمایا: ارشاد خداوندی ہے۔

" واتخذو امن مقام ابراھیم مصلی" (بقرہ: ۱۲۵)

3-قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کیا اور نماز تراویح کی جماعت

محمد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے امیر المومنین کے لقب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یاد کیا گیا۔ 16 ہجری کو ربیع الاول کے مہینے میں مکہ مکرمہ سے مدینہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ہجری سال لکھا۔

"قیام شہر رمضان، و هو اول من جمع القرآن فی المصحف وهو اول من جمع الناس علی قیام شہر رمضان"

آپ نے سب سے پہلے رمضان شریف میں نماز تراویح کا با جماعت اہتمام کیا اور قرآن مجید کو مصحف میں محفوظ کیا۔

آپ نے مدینہ منورہ میں دو قاری مقرر فرمائے، ایک مردوں کو نماز پڑھاتا اور دوسرا عورتوں کو نماز پڑھاتا۔ اور دوسرے شہروں کی طرف بھی یہ پیغام لکھ بھیجا۔

4-شرابی کی سزا اور کوڑے کی ایجاد

"وهو اول من ضرب فی الخمر ثمانین " سب سے پہلے آپ نے ہی شراب پینے والوں کو اسی کوڑے لگوائے" وحمل الدرة وادب بها وقیل بعده لدرة عمر اهیب من سیفکم)۔ اور آپ ہی نے درہ (دال کی زیر کے ساتھ) ایجاد کیا اور بعد میں یہ مقولہ بن گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درہ تیری تلوار سے زیادہ خوفناک ہے۔ شراب کی بھٹی اگانے والے رویشد ثقفی کے گھر کو آپ نے ہی آگ لگوائی تھی۔

5-چوکیدار کا کام:

"وکان حانوتاً یعنی نباذا او هو اول من عس فی عمله بالدنیة" لوگوں کے حالات کی خبر گیری کے لیے آپ نے رات کو پہرہ دینا شروع کیا۔

6-فتوحات کی کثرت

آپ کے دور خلافت میں فتوحات کا تانتا بندھ گیا۔ اور مفتوحہ علاقے، عراق،

ازدبائیجان بصرہ کے اطراف، اھواز، فارس، شام، موصل، مصر، اسکندریہ (اجنادین) کے علاوہ بہت سارے علاقے آپ کے دور میں فتح ہوئے۔

7-زمین پر خراج اور جزیہ

"وضع الخراج علی الارض والجزیة علی جماجم اهل الذمة"

کافروں کی زمین پر خراج اور ان کے ذمی افراد (وہ غیر مسلم جو انکی رعایا تھے) پر جزیہ مقرر فرمایا: چنانچہ مالدار لوگوں پر اڑتالیس درہم، متوسط درجہ کے لوگوں پر چوبیس درہم اور کمزوروں پر بارہ درہم سالانہ جزیہ مقرر فرمایا۔ اسی طرح جزیہ کی آڑ میں لاکھوں روپے اکٹھے ہوتے۔ اس طرح ہر مہینے ان میں سے کسی کو ایک درہم جزیہ دینا بھی گراں نہیں گزارتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسواد اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کروڑ دس لاکھ وافی تک پہنچ گئی ایک وافی ایک درہم اور ڈھائی دانگ کے برابر تھا۔ (ایک دانگ 1/6 درہم کا ہوتا ہے)۔

8-شہر آباد کیے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شہر آباد کیے۔ جن میں کوفہ، بصرہ، جزیرہ، شام، مصر اور موصل شامل ہیں۔ اور عربوں کو وہاں آباد کیا۔

(طبقات ابن سعد: ۲۸۱/۳)

9-زمین کی الاٹ منٹ اور ریکارڈ:۔

آپ نے کوفے، بصرہ میں قبائل کے لیے الگ الگ حصے مقرر کیے اور ریکارڈ کے لیے رجسٹر بنائے، اس میں لوگوں کے نام پتہ اور قبائل کو ترتیب سے درج کیا۔ ان کے لیے مال غنیمت میں عطیات مقرر کیے، اھل بدر کو باقیوں پر ترجیح دی۔ مسلمانوں کے لیے ان کے مقام و مرتبہ اور اسلام میں خدمت و پہل کے لحاظ سے عطیات مقرر کیے۔

10-عدالتی نظام کا قیام

"وهو اول من استقضى القضاة فى الامصار" حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شہروں میں قاضی یعنی جج مقرر کیے۔

11-درآمداتی نظام:

"وهو اول من حمل الطعام فى السفن من مصر فى البحر حتى وردانجار ثم حمل من انجار المدينة" حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے مصر سے غلہ کشتیوں کے ذریعے سمندر کے راستے انجاز منگوایا پھر وہ غلہ وہاں سے مدینہ منورہ لایا گیا۔

12-مسجد نبوی کی توسیع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو شہید کر کے اس میں توسیع فرمائی اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مکان کو مسجد میں شامل کیا۔

13-یہودیوں کی جلاوطنی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے "اخرج اليهود من الحجاز واجلاهم من جزيرة العرب الى الشام" یہودیوں کو حجاز مقدس سے نکال کر جزیرۃ العرب سے ملک شام میں جلاوطن کر دیا اور بیت المقدس کی فتح میں شریک ہوئے۔

14-امیر حج

آپ نے خلافت کے پہلے سال لوگوں کو حج کرانے کے لیے امیر حج حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ پھر اس کے بعد آپ خود لوگوں کو اپنی نگرانی میں حج کراتے تھے۔ اس طرح آپ نے مسلسل دس حج لوگوں کے ساتھ ادا فرمائے۔ آپ کے آخری حج میں ازواج مطہرات (رسول پاک کی بیویاں) بھی شامل تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ... مقام ابراہیم کو اپنے اصل

مقام پر رکھوایا۔ جو اس زمانے میں بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔

15- مسجد نبوی میں فرش

عبداللہ بن ابراہیم نے فرمایا: مسجد نبوی کا فرش کچا تھا، لوگ سجدے سے سر اُٹھا کر اپنے ماتھے کو ہاتھوں سے جھاڑتے تھے تو "فامر عمر بالحصی فجی بہ من العقیق، فبسط مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقیق کے پتھر کی بجری منگوا کر مسجد نبوی میں فرش ڈال دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں سب سے پہلے عقیق سے بجری منگوا کر فرش بچھانے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

(طبقات الکبریٰ: ۸۳/۳)

16- وظائف مقرر فرمائے

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے وظائف مقرر کیے: مہاجرین وانصار صحابہ کرام میں سے اہل بدر کے لیے چھ چھ ہزار اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی وظیفہ مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے بارہ ہزار درھم حضرت جویریہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما کے لیے چھ چھ ہزار اور باقیوں کے لیے دس دس ہزار وظیفہ مقرر فرمایا اور سب سے پہلے ہجرت کرنے والی خواتین کے لیے وظیفہ مقرر فرمایا، چنانچہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے ایک ایک ہزار درہم وظیفہ مقرر فرمایا۔

باب:31

نماز تراویح میں ایک امام کے پیچھے لوگوں کو جمع کرنا

1۔حدیث پاک: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم "خرج ليلة في جوف الليل فصلى في المسجد، فصلى رجال بصلاته، فاصبح الناس يتحدثون بذلك، فاجتمع اكثر منهم فخرج في الليلة الثانية فصلى فصلوا بصلاة" ایک رات مسجد میں تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی آپ کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو صحابہ کرام نے دوسرے لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کیا، تو دوسری رات لوگ زیادہ نماز کے لیے جمع ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔ اسی طرح تیسری رات لوگوں میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہے، چوتھی رات لوگوں کا اتنا رش ہو گیا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جگہ تنگ ہو گئی۔

''فلم يخرج اليهم'' آپ مسجد میں (نماز تراویح) کے لیے تشریف نہ لائے۔ لوگ عرض کرنے لگے'' الصلاة، فلم يخرج اليهم'' آپ نماز کے لیے تشریف نہ لائے۔ چنانچہ آپ فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ نماز پڑھا کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اللہ کی تعریف وتوصیف کے بعد فرمایا:۔ (فانه لم يخف على شانكم الليلة، لكني خشيت ان تفرض عليكم فتعجزوا عنها) بے شک میں تمہارے رات کے معاملات سے بے خبر نہیں بلکہ اس خوف سے رات کو نہیں آیا کہ

کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اور تم اس کو پڑھنے سے عاجز نہ آ جاؤ۔

نوٹ:۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہوا کہ دورے نبوی میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صحابہ کرام نے نماز تراویح ادا فرمائی ہے۔ اسی لیے آج بھی مسلمان نماز تراویح باجماعت ادا کرتے ہیں۔

2۔ حدیث پاک "من قام رمضان ایمان واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه" جو شخص ماہ رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت سے رات کو قیام کرے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے وقت اور بعد میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے شروع میں اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا۔

3۔ عروہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن القاری (جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آڈر سے حضرت عبداللہ بن ارقم کے ساتھ بیت المال میں ڈیوٹی دیا کرتے تھے) نے فرمایا: "ان عمر خرج ليلة في رمضان، وهو معه، فطاف في المسجد واهل المسجداوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل، فيصلي بصلاته الرهط"

رمضان المبارک میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ دیکھا کہ کچھ لوگ الگ الگ ٹولیوں میں کوئی تنہا اور کوئی کسی کے ساتھ مل کر چند لوگ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"والله انی لاظن، لوجمعنا هو لاء علی قاری واحد لكان امثل ثم عزم علی ان يجمعهم علی قاری واحد"

ترجمہ: اللہ عزوجل کی قسم: میرے خیال میں اگر ان تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھنے میں جمع کیا جائے تو یہ بہت بہتر ہوگا۔

پھران کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا پھر عبدالرحمٰن فرماتے ہیں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان المبارک میں مسجد میں حاضر ہو کر دیکھا کہ لوگ (بجائے الگ الگ نماز ادا کرنے کے) ایک امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز تراویح ادا کر رہے ہیں تو حضرت عبدالرحمٰن سے فرمایا: نعمت البدعة هٰذا والتی ینامون عنها افضل من التی یقومون، یرید آخر اللیل وکان الناس یقومون اوله) ترجمہ: یہ اچھی بدعت (طریقہ) ہے کہ لوگ رات کے جس حصے میں سوتے ہیں اب اس حصہ میں عبادت میں مصروف ہیں اور ان کا رات کو قیام کرنا افضل ہے، اس سے مراد آخر رات ہے کہ لوگ رات کے پہلے حصے میں مصروف عبادت ہیں اور پچھلے پہر سوتے ہیں۔

4۔ ابی عثمان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں تین قاریوں کو بلا کر فرماتے: جو قاری قرات میں جلد بھی کرنا چاہے تو اسے نماز تراویح میں کم از کم تیس آیات پڑھنی چاہیے۔ اور درمیانی قرات کرنے والا پچیس آیات اور جو اس سے بھی آہستہ پڑھے اسے بیس آیات کی تلاوت کرنی چاہیے۔

5۔ حضرت عبداللہ بن حکیم جہنی فرماتے ہیں جب رمضان شریف آتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیں مغرب کی نماز پڑھا کر مختصر خطبہ فرماتے۔ حمد وثنا کے بعد (فان هٰذا الشهر، شهر كتب الله عليكم صيامه، ولم يكتب عليكم قيامه، من استطاع منكم ان يقوم فانها من نوافل الخير . التی قال الله، عزوجل، ومن لم يستطع منكم ان يقوم فلينم على فراشه، وليتق انسان منكم ان يقول: اصوم ان صام فلان واقوم ان قام فلان، من صام منكم اوقام، فيجعل ذلك الله عزوجل واقلوا اللغو فی بیوت الله واعلموا ان احدكم فی صلاة ماانتظر الصلاة الالا يتقدم الشهر منكم احد ثلاث مرات، الا

علیکم العدد فعدوا ثلاثین ثم افطروا، الا ولا تفطروا حتی تروا الغسق علی الظراب" لوگو! یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے دن کے روزہ کو فرض کیا ہے اور رات کے قیام کو تم پر فرض نہیں کیا، جو شخص رات کو قیام کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسے قیام کرنا چاہیے کیوں کہ یہ بہتر نوافل ہیں۔

اللہ پاک نے فرمایا: جو شخص قیام نہ کر سکے اسے چاہیے اپنے بچھونے پر لیٹ جائے اور یہ نہ کہے کہ اگر فلاں شخص نے روزہ رکھا تو میں بھی روزہ رکھوں گا اور اگر فلاں نے رات کو قیام کیا تو میں بھی رات کو قیام کروں گا۔ جو تم میں سے روزہ رکھے یا رات کے وقت عبادت کرے اس کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں لغو اور فضول کام نہ کرو اور یہ جان لو۔ نماز کے انتظار میں بیٹھنا بھی نماز میں شامل ہوتا ہے۔ چاند دیکھنے سے پہلے روزہ نہ رکھو اور نہ ہی چاند دیکھے بغیر افطار کرو اگر مطلع آبر آلود ہو تو دنوں کی تعداد پوری کرو۔ یعنی تیس دن پورے کر کے افطار کرو۔

6۔ ابو اسحاق ھمدانی فرماتے ہیں "خرج علی اول لیلة من شهر رمضان فسمع القراءة من المساجد، ورای القنا دیل تذهر قال نور الله لعمر فی قبره کما نور مساجد الله بالقرآن" ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان شریف کی پہلی رات باہر تشریف لائے تو مساجد میں قرآن پاک تلاوت سن کر اور چراغوں کو چمکتے ہوئے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی: اے اللہ عزوجل: عمر کی قبر کو روشن فرمادے جس طرح اس نے ہماری مساجد کو قرآن پاک سے آباد فرمایا۔

7۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: رمضان شریف میں ایک رات حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور مساجد کو قرآن پاک کی تلاوت سے شاد آباد دیکھ کر دعا فرمائی: "نور الله علی عمر قبره کما نور مساجدنا" اے اللہ عزوجل: عمر کی قبر کو اسی طرح روشن فرمادے جس طرح اس نے ہماری مساجد کو روشن کیا ہے۔

باب:32

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذہانت، فطانت اور فراست

1۔ نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھ کر فرمایا: ''قد کنت مرۃ ذا فراسۃ'' میں کسی زمانے میں صاحب فراست تھا۔ اگر میری یہ بات غلط ہو تو میں آئندہ کوئی رائے پیش نہیں کروں گا۔ اور تم اس شخص کو بلا کر اس سے پوچھ لو۔ وہ شخص کہانت کا کام کرتا تھا۔ پوچھا گیا: تو اس نے کہا: ہاں۔ کہانت سے میرا بڑا گہرا تعلق ہے۔

2۔ یحی بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: ''ما اسمك؟'' تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا جمرۃ (آگ کا انگارہ) پوچھا: ''ابو من؟'' تیرا باپ کون ہے۔ کہنے لگا۔ ابو شہاب (شعلہ) پھر پوچھا: وہ شہاب کون ہے؟ کہا: ''من الحرقۃ'' جلانے کا رہنے والا پھر پوچھا: ''این مسکنك'' تیرا ٹھکانا کہاں ہے؟ کہنے لگا ''بحرۃ النار'' تپش میں۔ آپ نے پوچھا! وہ کیسی؟ اس نے کہا ''بذات لظی'' شعلوں والی۔ آپ فرمایا: ''ادرك اھلك فقد احترقوا'' تم اپنے گھر جاؤ، وہ جل چکا ہے۔ وہ آدمی گھر گیا تو دیکھا کہ سب کچھ جل چکا تھا۔

3۔ زید بن اسلم اپنے والد اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا اس کے کندھے پر اس کا بیٹا سوار تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اس طرح لگ رہا ہے

جس طرح کوے پر کوا بیٹھا ہوا ہے۔ اس آدمی نے یہ سن کر عرض کیا۔

"اما واللہ یا امیر المومنین لقد ولدتہ امہ وھی میتۃ قال: ویحك فكیف ذلك" اے امیر المومنین اس بچہ کی ماں نے اسے مرنے کے بعد جنم دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ہلاک ہو جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اس نے کہا: میں فلاں جہاد میں لشکر کے ساتھ جا رہا تھا تو اس کی ماں حاملہ چھوڑ گیا تھا اور جاتے وقت میں نے کہا: "استودع اللہ مافی بطنك" جو تیرے پیٹ میں ہے، میں اسے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ جب میں جہادی سفر سے واپس آیا تو مجھے بیوی کے فوت ہونے کی اطلاع دی گئی۔ ایک رات میں اپنے خاندان کے افراد کے پاس بیٹھا ہوا تھا" اذ نظرت فاذا ضوء شبه السراج فی المقابر" اچانک میں نے بقیع کے قبرستان میں چراغ کی طرح روشنی نکلتی دیکھی۔

میں نے ایک کلہاڑی لی اور قبر کی طرف چل پڑا۔ قبر کے پاس پہنچا تو دیکھا" فاذا القبر مفتوح واذا ھٰذا فی حجر امہ: فد نوت، فنا دانی مناد: ایھا المستودع خذود یعتك امالو استودعتنا امه لوجد تھا، فاخذت الصبی وانضم القبر" قبر کھلی ہوئی ہے اور یہ بچہ اپنی ماں کی گود میں ہے، میں اس کو لینے کے لیے قریب ہوا تو ایک غیبی آواز آئی۔ اے اپنے رب عزوجل کے پاس امانت رکھنے والے اپنی امانت پکڑ لو۔ اگر تم اس کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر کے جاتے تو آج اس کو بھی زندہ پاتے۔ میں نے بچہ اُٹھایا تو قبر بند ہو گئی۔

باب: 33

قوم کے ساتھ حسن سلوک اور خبر گیری

1۔امام شعبی فرماتے ہیں: لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل کو دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے کہ آپ بازار کا چکر لگاتے ہیں۔ راستوں میں گشت کرتے ہیں لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کے مسائل حل کرتے ہیں۔ اور مجاہدین کے گھروں کی خبر بھی لیتے ہیں۔تو لوگوں نے "ذکروا ابا بکر و النبی صلی اللہ علیہ وسلم" نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یاد کرنا شروع کر دیا۔اور کہنے لگے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوب جانتے ہیں۔اس لیے ان کو اپنا خلیفہ بنایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی طرز پر خلافت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔لوگ ایک کی نرمی دوسرے کی سختی سے خوف زدہ تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم ہونے کے باوجود ان تمام کاموں میں سب سے زیادہ مضبوط تھے۔جن میں دوسرے لوگ نرمی برتتے رہے اور موقع کی مناسبت سے نرمی فرماتے تھے۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مناسب معاملات میں سب سے زیادہ نرم اور حکومت کے معاملے میں مضبوط اور سخت تھے۔

2۔ابن شہاب سے روایت ہے کہ ثعلبہ بن ابی مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی عورتوں میں ان سلا کپڑا تقسیم کیا تو اس میں سے کچھ کپڑا بچ گیا۔ حاضرین میں سے کچھ نے عرض کیا" یا امیر المومنین اعط هذا ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم . التي عندك، يريدون ام كلثوم بنت علي" یاامیر المومنین! یہ کپڑا رسول پاک کی نواسی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کو دے دو۔ جو آپ کی

بیوی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں اپنی بیعت کیا تھا۔ اور وہ ام سلیط غزوہ اُحد کے دن زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی اور انہیں اُٹھاتی تھیں۔

3۔ حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجھے بازار جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں ایک عورت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: یا امیر المومنین۔ میرے شوہر کا وصال ہو چکا ہے۔ اس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ ان کے پاس پانی پینے کے لیے برتن ہے نہ ہی کوئی زمین ہے اور نہ ہی ان کی ملکیت میں ایک رسی کا ٹکڑا ہے۔ مجھے ان کے ضائع ہونے کا خوف ہمیشہ رہتا ہے۔ اور میں خفاف ابن ایمن غفاری کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں شریک تھا۔ "فوقف معها عمر، ولم يمض" حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں رک گئے آگے ایک قدم بھی نہ چلے اور فرمایا: "مرحبا بنسب قريب" پھر آپ اپنے گھر گئے وہاں ایک طاقت ور اُونٹ بندھا ہوا تھا اس پر دو بورے کھانے پینے کی اشیاء کے اور کپڑے لاد کر وہ اونٹ اس عورت کے حوالے کر دیا اور فرمایا: یہ سامان ختم نہیں ہونے پائے گا کہ اللہ تعالیٰ تیرے پاس بہتر مال بھیج دے گا۔

ایک شخص نے کہا: یا امیر المومنین: آپ نے اس کو بہت زیادہ مال عطا کیا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ثكلتك امك والله انى رايت ابا هٰذه واخاها، قد حاصرا حصنا زمانا فافتتحناه ثم اصبحنا نستفئ سهما مهما فيه.

تیری ماں تجھے روئے۔ اللہ کی قسم: میں نے اس کے باپ اور بھائی کو ایک عرصہ تک قلعہ کا محاصرہ کرتے اور فتح کرتے دیکھا ہے۔ فتح کے بعد ہم نے مال غنیمت کے حصے تقسیم کیے۔

4۔ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

رات کی تاریکی میں باہر تشریف لے گئے۔تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے ایک گھر میں داخل ہوئے پھر دوسرے گھر میں داخل ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس گھر میں گئے دیکھا ایک نابینا معذور بوڑھیا گھر میں بیٹھی ہے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا"ما بال ھٰذا الرجل یاتیك؟" جو شخص تیرے پاس آتا ہے وہ کیا کرتا ہے؟ اس بوڑھیا نے کہا:

"انه یتعاھدنی، منذ کذا و کذا، یاتینی بما یصلحنی ویخرج عنی الاذی" وہ کافی عرصہ سے میری دیکھ بھال کررہا ہے۔اور میرے معاملات کو درست کرتا ہے اور میری گندگی اور غلاظت صاف کرتا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا: تجھے تیری ماں روئے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے جو رات کی تنہائی میں آکر تیرا کام کاج کرتے ہیں۔جب پتہ چلا تو وہ عورت آپکی فرمانبردار ہوگئی۔اور اس کا ترجمہ یوں بھی ہوسکتا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا: اے طلحہ تیری ماں تجھ پر روئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معاملات کی کھوج لگاتا رہتا ہے۔

5۔حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک دفعہ تاجروں کا ایک قافلہ مدینہ طیبہ کے قریب ٹھہرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم ان لوگوں کی رات بھر چوروں سے حفاظت کریں گے اور رات بھر نمازیں پڑھتے رہے، جو اللہ نے ان پر فرض کیں تھیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے"بمکاء صبی، فتوجه عمر نحوه، فقال لامة، اتق الله واحسنی الی صبیك" ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے اس گھر کے پاس جاکر اس کی ماں کو کہا: اللہ سے ڈرو، اور اپنے بچے کے ساتھ پیار کرو۔اسے سنبھالو۔پھر آپ اپنی جگہ پر آکر نماز میں مصروف ہوگئے۔جب رات کا آخری پہر ہوا تو پھر بچے کے رونے کی آواز

مالی اری ابنك لایقر منذ اللیلة" تیری بربادی میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بہت ظالم ماں ہے کہ ساری رات تیرا بچہ روتا رہا۔ تو وہ عورت کہنے لگی۔ اے خدا کے بندہ۔ (وہ عورت نہیں جانتی تھی کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں) تم رات سے مجھے پریشان کر رہے ہو۔ میں اس بچہ کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تو وہ انکار کرتا ہے۔ فرمایا: کیوں دودھ چھڑانا چاہتی ہو۔ اس عورت نے کہا" الان عمر لا یفرض الا للفطیم" حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف دودھ چھوڑنے والے بچوں کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ آپ نے پوچھا: اس کی عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا: اتنے اتنے ماہ کا ہوا ہے۔ فرمایا: خدا تیرا بھلا کرے اس کو دودھ چھڑانے میں اتنی جلدی نہ کرو۔ اتنے میں فجر کا وقت ہو گیا۔ آپ فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے اس قدر روئے کہ آپ کی تلاوت کی آواز صاف سنائی نہیں دے رہی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: "یا بوسا لعمر" عمر کے لیے ہلاکت ہے کہ مسلمانوں کے کتنے بچوں کے قتل کا سبب بن گیا۔ پھر آپ نے منادی کو بلا کر حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے۔ خبردار۔ کوئی اپنے بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرے۔ ہم ہر پیدا ہونے والے بچہ کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ یہ حکم نامہ لکھ کر آپ نے تمام اسلامی ریاستوں کو بھجوا دیا تھا۔

6۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے جب شام کے آخر پر اور حجاز مقدس کے اول میں پہنچتے ہیں تو اجنادین کے امیر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے بتایا کہ ملک شام کے اندر وبا (بیماری) پھیل گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: مہاجر صحابہ کو بلا کر لاؤ۔ میں مہاجرین کو بلا کر لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور بتایا کہ پتہ چلا ہے کہ شام میں وبا پھیل گئی ہے۔ ان میں سے بعض نے واپس جانے اور بعض نے شام کی طرف جانے کا مشورہ دیا اور کہا آپ نیک ارادہ لیکر نکلے ہیں، اس لیے واپس جانا اچھا نہیں لگتا۔ بعض نے واپس جانے کا

مشورہ دیا تا کہ آپ کے ساتھ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت بڑی جماعت ہے آپ بیماری والی علاقے کی طرف پیش قدمی نہ کرو۔

فرمایا: تم یہاں سے اُٹھ جاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھ سے فرمایا: "ادع لی الانصار" انصار کو بلالاو۔ میں نے انصار صحابہ کرام کو اکٹھا کیا، ان سے بھی مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح مشورہ دیا۔ بعض نے شام میں جانے کا اور بعض نے شام کی طرف پیش قدمی نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے ان کو بھی اُٹھ جانے کا حکم دیا پھر مجھ سے فرمایا: " ادع من کان من مشیخة قریش من مهاجرة الفتح" تم قریش کے بوڑھوں کو بلا کر لاؤ۔ میں ان کو بُلا لایا۔ آپ نے ان سے بھی مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ یہاں سے واپس ہو جائیں۔ اور بیماری والے علاقے میں داخل نہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " انی مصبح علی ظهر فاصبحوا علیه" اے لوگو: میں واپس جا رہا ہوں۔ تم بھی واپس چلو۔ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں۔ فرمایا ہاں، ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف جا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوعبیدہ ابن الجراح بتایئے، آپ ایک وادی میں اتریں اس کا ایک کنارہ سرسبز و شاداب ہو، جب کہ دوسرا کنارہ بنجر ہو، تو آپ اپنے جانوروں کو کس طرف چرائیں گے۔ سبز حصہ میں یا بنجر حصہ میں۔ کیا دونوں کنارے اللہ کے مقرر کردہ نہیں ہیں؟ کیا یہ دونوں تقدیر الٰہی کے تحت نہیں ہیں؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پہلے مشورے میں موجود نہیں تھے، فرمایا: میرے پاس اس مسئلے کے حل کے لئے ایک فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا " اذا سمعتم به فی ارض فلا تقدموا علیه و اذا وقع بارض و انتم بها فلاتخرجوا فرارا منه"

ترجمہ:۔ جب کسی شہر میں بیماری پھیلی ہوئی سنو، تو اس کی طرف نہ جاؤ اور جب

ایسی جگہ ٹھہرے ہوئے ہو، جہاں بیماری ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

یہ حدیث پاک سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے پھر فرمایا: اے لوگو، واپس چلو۔

7۔ حضرت زید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سنگلاخ زمین کی طرف گئے جب ہم اس کے اونچے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک جگہ آگ جل رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے اسلم یہ مسافر ہیں، لگتا ہے یہ رات سردی کی وجہ سے ٹھہرے ہیں، آؤ ہم وہاں جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم جلدی سے وہاں گئے۔ دیکھا ایک عورت کے ساتھ چھوٹے بچے ہیں۔ اور آگ پر ہنڈیا رکھی ہوئی ہے اور بچے بھوک سے بلک رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "السلام علیکم یا اصحاب الضوء و کرہ ان یقول یا اصحاب النار" اے روشنی والو، تم کو سلام ہو اور آگ والے کہنا پسند نہ کیا۔ عورت نے اس کا جواب دیا۔ آپ نے قریب جانے کی اجازت مانگی تو عورت نے کہا: اگر بھلائی کے ساتھ آنا چاہتے ہو تو آجاؤ۔ آپ اجازت ملنے پر اس کے قریب گئے حال احوال معلوم کرنے پر بتایا۔ رات کی سردی نے ہمیں یہاں روک لیا ہے۔ آپ نے بچوں کے بلکنے اور رونے کی وجہ پوچھی۔ کہا بھوک کی وجہ سے، آپ نے فرمایا: "ای شیئی فی ھٰذاالقدر" اس ہنڈیا میں کیا چیز ہے؟ عورت نے کہا "ماء اسکتھم بہ حتی ینامو او اللہ بیننا و بین عمر" اس میں پانی پک رہا ہے (جس کی وجہ سے میں بچوں کو بہلا رہی ہوں حتیٰ کہ یہ بلک بلک کر سو جائیں گے کیونکہ ہنڈیا میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہی ہمارے اور عمر کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ ہی تم پر رحم فرمائے، عمر کو تیرا حال کیسے معلوم ہوتا۔ اس نے کہا "یتولی امر نا ثم یغفل عنا؟" وہ ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہمارے حالات سے بے خبر کیسے ہے؟۔ اسلم کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: چلو میرے ساتھ چلو۔ ہم نے ایک تھیلا آٹا اور ایک ڈبہ چربی کا لیا، مجھ سے

فرمایا: یہ میری پیٹھ پر رکھ دو، میں نے کہا: نہیں، میں اپنی پیٹھ پر رکھ کر لے چلوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "انت تحمل وزری یوم القیامة؟ لا ام لك" نہیں، کیا کل قیامت کے دن میرا بوجھ تم اُٹھاؤ گے؟ چنانچہ میں نے تھیلا اُن کی پیٹھ پر رکھ دیا تو آپ چل پڑے۔ میں بھی آپ کے ساتھ اس عورت کے پاس پہنچ کر آٹا اور گھی نکال کر ہنڈیا میں ڈالا اور آگ جلائی۔ جب پک کر تیار ہوا تو نکال کر ہنڈیا میں ڈال کر ٹھنڈا کیا پھر بچوں کو اٹھا کے کھلانے لگے، جب وہ پیٹ بھر کر کھا چکے، تو عورت نے کہا "جزاك الله خیرا" اللہ تجھے بہتر جزاء دے۔ "کنت بھٰذا الا مر اولی من امیر المومنین" امیر المومنین بننے کے حق دار تم ہو نہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ "اذا جئت امیر المومنین و جدتنی ھناك ان شاء اللہ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ گی، تو وہاں مجھے پاؤ گی، وہ عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پہچانتی تھی۔ پھر آپ ایک طرف ہو گئے اور وہاں رک گئے۔ میں آپ سے بات کر رہا تھا مگر آپ خاموش تھے حتیٰ کہ میں نے بچوں کو دیکھا وہ آپس میں کھیلنے لگے اور خوش ہونے لگے اور کچھ دیر بعد بچے سو گئے۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا تو آپ نے فرمایا: اے اسلم بھوک نے انہیں سونے نہیں دیا تھا۔ اور وہ بھوک کی وجہ سے بلک رہے تھے۔ اور رو رہے تھے اس لئے میں نے یہ پسند کیا کہ میں اس وقت تک یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا، جب تک ان کو آرام کرتے نہ دیکھ لوں۔

8۔ حضرت عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اٹھارہ ہجری کی سخت قحط سالی کے زمانے میں شام کے وقت افطاری کے لئے روٹی اور زیتون لایا جاتا جسے آپ تناول فرماتے۔ قربانی کا وقت آیا تو لوگوں نے اونٹ ذبح کیے۔ اور گوشت کھلانے لگے۔ گوشت کا اچھا ٹکڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس میں کلیجی اور کوہان کا گوشت شامل تھا۔ آپ نے فرمایا "انی ھٰذا" یہ کیا ہے؟۔ یا امیر المومنین: آج ہم نے اونٹ

ذبح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: شاباش شاباش یہ کتنی بدترین حکمرانی ہوگی کہ لوگ گھٹیا گوشت کھائیں اور میں اچھا کلیجی اور کوہان کا گوشت کھاؤں فرمایا: "ارفع هٰذه هات لنا غير هٰذا الطعام" اسے میرے سامنے سے اٹھالو، اس کے علاوہ کوئی اور کھانا لاؤ۔ پھر وہی روٹی اور زیتون لایا گیا۔ پھر اپنے غلام یرفا سے فرمایا: تم پر افسوس ہے: یہ پیالہ برتن ثمغ (مدینہ طیبہ میں جو مال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے وقف تھا، اسے ثمغ کہتے ہیں) میرے گھر والوں کے پاس لے جاؤ۔ میں نے انہیں تین دن سے کچھ نہیں دیا وہ بھوک کی حالت میں ہوں گے۔

(نوٹ) حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اس سال کا نام عام الرماد اس لئے رکھا گیا تھا۔ اس میں زمین سیاہ ہو کر گرد وغبار کی طرح ہوگئی تھی۔ اس لیے اس کو گرد وغبار اور راکھ کا سال کہا گیا۔ یہ حالت نو سال تک رہی تھی۔

9۔ ابن سعد فرماتے ہیں۔ قحط کے زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ میں تربوز دیکھ کر کہا" بخ بخ يا ابن امير المومنين تاكل الفاكهة و امة محمد هزلى" واہ واہ ہائے افسوس: اے امیر المومنین کے بیٹے تو میوے کھا رہا ہے۔ اور امت محمد یہ بھوک کی وجہ سے لاغر اور کمزور ہو چکی ہے۔ وہ بچہ بھاگ نکلا اور رونے لگا، لوگوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین" اشترا ها بكف نوى" اس نے یہ میوہ مٹھی بھر کھجوروں کے عوض خریدا ہے۔

10۔ ابن مسعود اور عیاض بن خلیفہ کہتے ہیں۔ قحط کے سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ کا رنگ کالا ہو گیا۔ حالانکہ آپ عربی مرد تھے، رنگ نہایت سفید تھا۔ گھی اور دودھ استعمال کرتے تھے۔ جب لوگ قحط زدہ ہوئے تو آپ نے گھی اور دودھ دونوں استعمال کرنا چھوڑ دیا۔ صرف تھوڑے سے زیتون پر گزر بسر کرتے۔

اللہ عنہ مسلمانوں کے غم میں وصال کر جائیں گے۔

12۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قحط سالی میں دیہاتوں کی اونٹوں، غلہ، زرعی زمینوں اور زیتون کے ساتھ امداد فرمائی۔ اور اس سال کو سخت خشک سالی قرار دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر دعا فرمائی" اللھم ارزقھم علی رووس الجبال" اے اللہ: ان لوگوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے رزق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر اسی وقت رحمت کی بارش نازل فرمادی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم: اگر اللہ تعالیٰ قحط دور نہ کرتا، تو میں امیر مسلمانوں کے گھروں میں ان کی تعداد کے برابر ضرور فقیروں کو داخل کرتا کیونکہ ایک آدمی کا کھانا دو بندے کھانے سے ہلاک نہیں ہوتے۔

13۔حضرت طاوس کے والد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سخت قحط پڑا اس زمانے میں انھوں نے گوشت اور گھی کا استعمال اس وقت تک نہیں کیا جب تک وہ دوسرے لوگوں کو نہ ملا۔

14۔یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے آپ کے لیے ساٹھ (60) درہم کا ایک فرق (یہ مدینہ منورہ کا مشہور پیمانہ ہے جو سولہ رطل ہوتا ہے) گھی خریدا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کرنے لگیں، یہ گھی ہے، میں نے اپنے پیسوں سے خریدا ہے۔ نہ کہ آپ کے پیسوں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت تک اسے چکھوں گا بھی نہیں جب تک مسلمان قحط سے نجات نہ پا جائیں۔

15۔ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک صفوان بن امیہ ایک دیگ لائے، جس کو چند لوگ ایک چادر میں اُٹھائے ہوئے تھے۔ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے

رکھ دیا۔ آپ نے اپنے قرب و جوار میں سے فقراء مساکین اور غلاموں کو بلایا اور اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا۔ اور فرمایا: ''لحا اللہ قوما یرغبون عن ارقائھم ان یاکلو امعھم'' اللہ تعالیٰ ایسی قوموں پر لعنت کرتا ہے۔ جو اپنے غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے سے نفرت کرتے ہیں۔ صفوان بن امیہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم۔ ہم ان سے نفرت نہیں کرتے بلکہ ان پر اپنا اثر چھوڑتے ہیں۔ ہم جو بھی اچھا کھانا تیار کریں۔ اس میں ہم غلام بھی شامل ہوتے ہیں۔

16۔ محمد بن زیادہ کہتے ہیں کہ میرا دادا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ وہ عثمان کی زمین کا نگران تھا۔ اس زمین میں سبزی اور کھیرے وغیرہ پیدا ہوتے تھے۔ کئی مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے سر پر کپڑا ہوتا۔ میں اس باغ کی دیکھ بھال کرتا کہ کوئی اس کے درخت اور پتوں کو نہ توڑے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھ جاتے اور مجھے تبلیغ کرتے، تو میں انہیں کھیرے اور پھل کھانے کو پیش کرتا، ایک دن آپ نے مجھے فرمایا: لگتا ہے کہ تو میرے آنے سے خوش نہیں ہوتا۔ عرض کیا: کیوں نہیں؟ میں خوش ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب تو کسی کو درخت کو کاٹتا ہوا دیکھے، تو اُسکی چادر یا کپڑے پکڑنے کے بجائے اس کی رسی اور کلہاڑا پکڑ لیا کر۔

17۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیابان جگہ سے خواتین کو واپس لوٹا دیا تھا کیونکہ محرمات اپنی عدت کے دنوں میں باہر نکلی تھیں۔

18۔ فضل بن عمیرہ سے روایت ہے کہ احنف بن قیس فرماتے ہیں ایک دفعہ عراق سے ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ سخت گرمی کا موسم تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے سر پر پٹکا باندھے ہوئے صدقہ کے اونٹوں کو قطران (تیل نما دوائی) مل رہے تھے۔

المومنین کی مدد کر۔ بے شک یہ صدقہ کے اونٹ ہیں۔ اس میں یتیم مسکین اور بیوؤں کا حق ہے۔ قوم کے ایک شخص نے عرض کیا" یغفر اللہ لك یا امیر المومنین! فھلا تامر عبدا من عبید الصدقة فیکفیك؟" یا امیر المومنین: اللہ پاک آپکو معاف فرمائے۔ آپ غلاموں میں سے ایک غلام کو حکم کیوں نہیں دیتے کہ وہ صدقے کے اونٹوں کو دوائی ملے اور آپ کی مدد کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وای عبد ھو اعبد منی ومن الاحنف" مجھ سے اور احنف سے بڑھ کر اور کون غلام ہو سکتا ہے؟ کیونکہ جس کو مسلمانوں کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے وہ مسلمانوں کا غلام ہوتا ہے۔ جس طرح غلام کے لیے آقا کی خدمت اور حکم ماننا ضروری ہوتا ہے اسی طرح ان کے امیر پر بھی لازم ہے۔

19 حضرت اسلم فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں رات بسر کی۔ حضرت عمر کے غلام یرفا بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو ایک خاص وقت میں اُٹھتے لوگ بھی اُٹھو تھے، وہ اُٹھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی" وامر اھلك بالصلوة واصطبر علیھا"(طہ: ۱۳۲)

اور ہم سے فرمایا: تم لوگ بھی اٹھو اور نماز پڑھو۔ اللہ کی قسم: میں نہ آرام کر سکتا ہوں اور نہ نماز میں حضور قلبی رہتی ہے۔ ایک سورت شروع کرتا ہوں تو پتا نہیں چلتا کتنی تلاوت ہو گئی۔ ہم نے عرض کیا! یا امیر المومنین: یہ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا، جب سے ابوعبیدہ نے خبر دی ہے کہ اہل روم مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کے غم میں یہ حالت ہو گئی ہے۔

20۔ ابی عبیدہ نے شعیب سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ اپنے لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمانا اور ان کو لڑائی جھگڑے سے بچانا۔

نوٹ:۔ حبش بن حرث فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شخص کی گھوڑی نے بچہ دیا تو اس

نے بچے کو ذبح کر ڈالا اور کہنے لگا: کیا میں اتنی دیر زندہ رہ سکتا ہوں کہ یہ بچہ جوان ہو اور میں اس پر سواری کر سکوں؟

21۔ حضرت عبد بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لوگوں کو عطیات دیئے جا رہے تھے "اذا رفع راسه فنظر الی رجل فی وجهه ضربة" آپ نے سر اُٹھا کر ایک شخص کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر گہرے زخم کا نشان تھا۔ اس سے پوچھا: یہ نشان کیسے ہوا ہے؟، اس نے بتایا "انه کان اصابته فی غزاة کان فیها" یہ ایک جنگ میں زخم آیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عدوا له الفا، فاعطی الرجل الف درهم" اس کو ایک ہزار درہم دو۔ اس کو ایک ہزار درہم دیئے گئے۔ آپ نے پھر فرمایا۔ اسے اتنے اور درہم دو۔ ہزار درہم اور دیئے گئے۔ پھر فرمایا: اور دو، پھر بھی اس کو ہزار درہم اور دیئے گئے۔ چار مرتبہ اس کو ہزار درہم دیئے گئے "فاستحیی الرجل من کثرة مایعطیه فخرج" کئی مرتبہ اس کو درہم لینے کی وجہ سے شرم آئی تو وہ چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا؟۔ لوگوں نے عرض کیا کہ زیادہ عطیات بار بار ملنے سے وہ شرم محسوس کر گیا، آپ نے فرمایا: "اما واللہ لو انه مکث مازلت اعطیه مابقی منها درهم رجل ضرب ضربة فی سبیل اللہ حضرت فی وجهه" اللہ کی قسم: اگر وہ یہاں ٹھہرا رہتا تو میں سارے درہم اسے دے دیتا۔ کیونکہ اس کے چہرے پر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زخم لگا

22۔ حضرت سعید بن یربوع بن مالک فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار سو درہم ایک تھیلے میں بند کر کے اپنے غلام کو دے کر حضرت ابوعبید بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ وہ اپنی ضرورت ان سے پوری کر لے اور غلام سے یہ بھی کہا کہ یہ دیکھنا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اسے کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ ابوعبیدہ بن جراح نے وہ رقم وصول کر کے اپنی باندی کو بلا

کر حکم دیا ''اذھبی بھٰذہ السبعة الی فلان، وبھٰذہ الخمسة الی فلان حتی انفذھا'' اس رقم میں سے سات ہزار فلاں کو اور پانچ ہزار فلاں کو دے دو حتیٰ کہ وہ رقم ختم ہو گئی۔ غلام نے واپس آ کر سارا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی رقم غلام کو دے کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: انہیں بھی دیکھنا کہ وہ کیا کرتے ہیں؟۔ غلام نے یہ رقم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو پیش کر کے عرض کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر لینا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رقم وصول کر کے فرمایا: اللہ پاک امیر المومنین پر رحمت فرمائے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی کو بلا کر حکم دیا کہ یہ رقم لے جاؤں اور فلاں فلاں شخص کے گھر دے آؤ۔ اتنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی آ گئی۔ اس نے کہا ''ونحن واللہ مساکین فاعطنا ولم یبق فی الخرقة شی الا دینا ران فرمی بھما الیھا'' ہم بھی مسکین ہیں، ہمیں بھی کچھ مال عطا کر دیں۔ اس وقت تھیلی میں صرف دو دینار باقی تھے۔ آپ نے تھیلی کو اپنی بیوی کے حوالے کر دیا۔ غلام نے جا کر یہ سارا ماجرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور فرمایا: ''انھم اخوة بعضھم من بعض'' بے شک ان میں سے بعض بعض کے بھائی ہیں۔

23۔ علی بن حاتم کہتے ہیں میں ایک دفعہ اپنی قوم کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ میری قوم کے ایک ایک فرد کو مال فیی سے حصہ دیتے رہے اور مجھ سے منہ موڑ لیا، میں ان کے سامنے آیا پھر انہوں نے مجھ سے چہرہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین ''اما تعرفنی ؟'' یا امیر المومنین: کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟۔ اس بات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔ اتنے ہنسے کہ آپ پیٹھ کے بل پیچھے گر گئے۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم: میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ آپ کو کیوں نہ پہچانوں گا۔ آپ اس وقت ایمان لائے، جس وقت لوگ حالت کفر میں مست تھے۔ آپ اس

وقت اسلام کی طرف آئے جب دوسرے لوگ اسلام سے منہ موڑے ہوئے تھے اور بہانے اور عذر کر رہے تھے اور آپ نے اسلام سے وفاداری کی تھی" وان اول صدقة بيضت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم و وجوه اصحابه صدقة طيىء" اور سب سے پہلا بنو طے کا صدقہ تھا جس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کے چہروں کو روشن کر دیا۔ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، تو علی بن حاتم معذرت کرنے لگے، فرمایا: میں ان لوگوں کے لیے حصہ مقرر کرتا ہوں جو فقر و فاقہ سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور جن کو آپ دے رہے ہیں، یہ لوگ اپنے قبیلوں کے چوہدری ہیں۔

24 کلبی نے روایت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کنکریوں کے ساتھ چادر کا سرھانا بنا کر سر کے نیچے رکھا کر ہمارے درمیان مسجد میں آرام کر رہے تھے کہ اچانک کسی نے آواز دی کہ اے عمر! اے عمر، آپ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔ دیکھا ایک دیہاتی شخص اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے ہے اور لوگ اس کے ارد گرد جمع ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو لوگوں نے دیہاتی شخص کو بتایا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ آپ نے فرمایا (من آذاك) کس نے تجھے تکلیف پہنچائی۔ خیال یہ کیا کہ یہ مظلوم ہے۔ دیہاتی شخص نے ایسے اشعار سُنائے جس میں قحط سالی کا ذکر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا کر کہا واعمراہ! واعمراہ، تم جانتے ہو، یہ کیا کہہ رہا ہے؟۔ فرمایا سخت قحط سالی کا تذکرہ کر رہا ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سیر ہو کر کھا پی رہا ہے۔ اور مسلمان قحط سالی اور تنگی میں مبتلا ہیں۔ فرمایا ان تنگ دست اور محتاجوں کے پاس خوراک کون پہنچائے گا۔ تو انصار میں سے دو شخص اس کام کے لیے تیار ہو گئے۔ جن کے پاس اونٹوں اور خوراک کافی تھی۔ وہ خوراک لے کر یمن میں قحط زدہ لوگوں میں تقسیم کرنے لگے۔ کچھ سامان بچ گیا۔ واپس آنے لگے تو تھوڑا سا آگے چل کر دیکھا کہ ایک شخص نماز میں مصروف تھا۔ اس قحط سالی اور تنگ دستی کی وجہ سے انتہائی لاغر

اور کمزور ہو چکا تھا۔ اس نے ہمیں دیکھا کر نماز توڑ دی۔ کہنے لگا تمھارے پاس کوئی چیز کھانے کو ہے؟ جو کچھ ہمارے پاس تھا سب کچھ اس کے سامنے انڈیل دیا اور کہا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔ اس شخص نے کہا" واللہ لئن و کلنا اللہ الی عمر لنھلکن" اللہ کی قسم: اگر ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا ہے تو ہم ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر اس نے سب کچھ چھوڑ دیا جو سامنے تھا اور نماز میں دوبارہ مصروف ہو گیا۔ اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے" فما ردھما الی نحرہ حتی ارسل اللہ السماء" ابھی اس نے ہاتھ چہرے پر نہیں پھیرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش نازل کر دی۔

25۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روئی اور زیتون لایا گیا۔ آپ نے اسے کھانا شروع کیا اور اپنے پیٹ کو بجا کر کہنے لگے" واللہ لتموتن ایتھا البطن علی الخبز والزیت" اللہ کی قسم: اے پیٹ تو روٹی اور زیتون پر ہی مرے گا۔ جب گھی اوراوقیہ کے حساب سے بکتا رہے گا ایک اوقیہ: 3 1/4 تولے کا ہوتا ہے۔

26۔ حضرت حیوۃ بن شریح فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بھی جہادی لشکر روانہ کرتے تو انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت فرماتے۔ اور جب بریگیڈیئر کے عہد کا حلف لیتے تو یوں نصیحت فرماتے" بسم اللہ وعلی عون اللہ۔ امضو بتا یید اللہ والنصر ولزوم الحق والصبر قاتلوا فی سبیل اللہ من کفر باللہ ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ ثم لا تجبنو اعند اللقاء ولا تمثلو ا عند القدرۃ ولا تسرفو ا عند الظھور ولا تتکلموا عند الجھاد ولا تقتلو ا امراۃ ولا ھرما ولا ولیداً وتوقوا قتلھم اذا التقی الجمعان، وعند حمۃ النھضات وفی شن الغارات ولا تغلوا عند الغنا ء ونزھوا الجھاد عن عرض الدنیا و ابشرو ا بالا رباح فی البیع الذی بایعتم بہ وذلک ھو

الفوز العظیم" اللہ کے نام کے ساتھ اور اس کی مدد کے ساتھ تم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ سچ اور صبر کو لازم پکڑنا اور اللہ کی راہ میں کفر سے لڑو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ بیشک اللہ پاک حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دشمن سے لڑائی کے وقت بزدل نہ ہونا۔ اور اس پر غلبہ پا کر ان کا مثلہ (اعضاء کو کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑنا) نہ کرنا، فتح کے وقت حد سے تجاوز نہ کرنا۔ جہاد یعنی لڑائی کے وقت باتیں نہ کرنا اور عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔ عین لڑائی میں بھی انہوں قتل کرنے سے پرہیز کرنا۔ مال غنیمت کے وقت فضول خرچی نہ کرنا اور جہاد کو دنیا داری سے پاک رکھنا، اللہ تعالیٰ نے جو تم سے سودا کیا ہے اس کے نفع کی ان کو خوش خبری دو اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

27 حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے بازار کی طرف نکلے اتنے میں ایک شخص آیا جو کہ یہ کہہ رہا تھا۔ واہ عمراہ! اے عمر

۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں حاضر ہوں۔ راوی فرماتے ہیں ہم نے اس شخص سے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟۔ کہنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک مقرر کردہ گورنر نے ایک شخص کو گہری وادی میں اُترنے کا حکم دیا۔ کہ وہ اس کی گہرائی معلوم کرے کتنی ہے؟ اس شخص نے کہا "انی اخاف" ۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ گورنر نے اُسے قسم دے کر وادی میں اُترنے پر مجبور کر دیا۔ وہ وادی میں اُتر گیا جب باہر نکلا تو سردی اور خوف سے کانپتے ہوئے مر گیا اور مرتے ہوئے اُس نے پکارا: یا عمراہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گورنر، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے بعد آنے والے خلیفہ کے لیے یہ ایک رسم بن جائے گی تو میں ضرور بہ ضرور تیری گردن اُڑا دیتا۔ اب تمہیں اس کا خون بہا دینا پڑے گا۔ اللہ کی قسم: میں آئندہ تمہیں کسی بھی حکومتی منصب پر فائز نہیں کروں گا۔

28۔محمد بن عبدالرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تستر کا علاقہ فتح

ہوا تو لوگ خبر لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا کیا کوئی واقع پیش آیا ہے؟۔ عرض کیا ۔ "نعم رجل ارتد عن السلام" ہاں، ایک شخص مرتد ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ عرض کیا "قتلنا" ہم نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا: ایسا کیوں نہ کیا کہ اس کو ایک کمرے میں بند کر دیتے اور روزانہ ایک روٹی کھانے کو دیتے اور توبہ کرنے کو کہتے۔ اگر توبہ کر لیتا تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیتے۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا "اللھم انی لم اشھد ولم آمر ولم ارض اذبلغنی" اے اللہ عزوجل: جب یہ خبر میرے پاس آئی تو میں اس پر راضی نہ تھا اور نہ ہی میں نے حکم دیا تھا۔ اور نہ ہی میں گواہ تھا۔

29۔ زید بن اسلم اپنے باپ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: جس میں اس نے روم کے لشکر اور ان کی سختی کرنے کا ذکر کیا کہ وہ رات کافی دیر تک نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ اور پھر مجھے جگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اُٹھو، نماز پڑھو۔ میں اُٹھ کر نماز پڑھتا ہوں (دن کو جہاد کرتے ہیں اور رات کو وہ آرام نہیں کرنے دیتے) جب لیٹتا ہوں تو مجھے نیند نہیں آتی۔ لیکن اس کے باوجود بھی ثنیہ وادی کی طرف جا کر ان کی خبر اور حال احوال دریافت کرتا ہوں۔

30۔ زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ہمارے اونٹوں میں ایک اونٹ ایسا بھی ہے جو نابینا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہم اسے اہل بیت کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ تاکہ وہ اس سے فائدہ اُٹھائیں، میں نے عرض کیا "کیف وھی عمیاء؟" کیسے فائدہ اُٹھائیں گے وہ اونٹ تو نابینا ہے۔ فرمایا وہ دوسرے جانوروں کے ساتھ اُسے بھی کھلائیں پلائیں گے۔ میں نے عرض کیا: وہ زمین سے گھاس کیسے کھائے گی۔ فرمایا کیا تم بھیجنا نہیں چاہتے؟ اللہ پاک اسے کھلائے

31۔حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکاری اونٹوں میں سے ایک اونٹ گر گیا، اس کو ذبح کر کے اس کا کچھ حصہ ازواج مطہرات کی خدمت میں پیش کی گیا۔اور جو بچ گیا اس کے حصے بنا کر لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔اس میں سے کچھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرما: یا امیر المومنین" لو صنعت لنا مثل هٰذا كل يوم فاكلنا وتحدثنا عندك" اگر آپ روزانہ اس طرح کریں تو ہم لنگر میں شامل ہو کر گپ شپ بھی لگایا کریں گے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آئندہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ پہلے دو شخصیات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے ہیں جو ان کا طریقہ ہے، میں بھی اسی طریقہ پر چلوں گا۔اگر ان کے علاوہ کوئی راستہ اختیار کیا تو میرے ساتھ ان جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا۔

32۔ابی سہیل بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام 'یرفا' سے پوچھا: اس گھوڑے کو کتنی خوراک کھلاتے ہو؟ اور جو بھی اسے کھلاتے ہو وہ بہتر صدقہ ہے۔غلام نے عرض کیا: تین مُد (یہ عرب کا پیمانہ ہے) کھلاتا ہوں۔آپ نے فرمایا: اتنا راشن تو عرب کے ایک خاندان کے لیے کافی ہے۔

33۔عبدالملک بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "من استعمل رجلا لمودة او لقرابة لا يستعمله الا لذلك، فقد خان الله ورسوله والمومنين" جو شخص کسی کو صرف رشتہ داری کی بناء پر کسی حکومتی عہدے پر فائز کرتا ہے۔(اور وہ شخص اس منصب کا اہل بھی نہ ہو) وہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام لوگوں کے ساتھ خیانت کرنے والا ہوگا۔

34۔عمران بن سلیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "من استعمل فاجرا وهو يعلم انه فاجر فهو مثله" جو خلیفہ کسی فاجر کو

فاجر جاننے کے باوجود بھی کسی حکومتی عہدے پر فائز کرے وہ بھی فاجر شمار ہوگا۔

35۔ابی عمران جونی کہتا ہے کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ھدیۃ بھیجا تو اس میں عطر کا ایک ڈبہ تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کھولا۔ تو فرمانے لگے اس کو لوٹا دو، اس کو واپس لوٹا دو۔ نہ کوئی اس کی دیکھ بھال کرے اور نہ ہی قریش کو چک کریں۔ ورنہ تم اس کی وجہ سے آپس میں ذبح ہو جاؤ گے۔

36۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری عورت آئی کہنے لگی "اکسنی یا امیر المومنین" امیر المومنین: مجھے کپڑا پہنایئے۔ فرمایا ابھی پہنا دوں؟ عورت کہنے لگی "واللہ ماعلی ثوب یوارینی" اللہ کی قسم: میرے پاس سر چھپانے کے لیے بھی کپڑا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے ایک سلی ہوئی چادر لا کر عورت کو دے دی اور فرمایا پہن لو۔ اگر یہ پرانی ہو جائے تو اسے پیوند لگا دینا کیونکہ پرانا ہونا سے پہلے نیا کپڑا نہیں ملتا۔

37۔حضرت عبیدہ بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حرم کے درختوں کے پتے اور گھاس کاٹتے ہوئے دیکھا کہ وہ کاٹ کر اپنے اونٹوں کو کھلا رہا تھا۔ حضرت عمر نے اُسے بلا کر فرمایا: "یا عبداللہ ان مکۃ حرام لایعضد عضاھھا، ولا ینفر صیدھا ولا تحل لقطتھا الا المعروف" اے اللہ کے بندے، بے شک یہ مکہ حرم ہے۔ اس کے درختوں کے پتے جھاڑنا اور اس کے شکار کو بھگانا اور گری پڑی چیز کو اُٹھانا بھی حلال نہیں سوائے اس کے جاننے کے کہ یہ کس کی چیز ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنین "ماحملنی علی ذلك الا ان معی نضوا الی خشیت ان لا یبلغنی وما معی زاد ولا نفقۃ"

ترجمہ: میں نے یہ جرات اس لیے کی ہے کہ میرے پاس اونٹ کمزور ہے، وہ مجھے

اپنی منزل تک نہیں پہنچائے گا۔ اور نہ ہی میرے پاس سفر کا خرچہ ہے حضرت عمر کو اس پر ترس آ گیا حکم دیا" وامر له ببعير من ابل الصدقة فوقر طحينا فاعطاه اياه وقال لاتعد تقطع من شجر الحرم شيا" اسے صدقے کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر آٹا لاد کر دے دو، اور فرمایا آئندہ حرم کے درختوں کے پتے اور گھاس کبھی نہ کاٹنا۔

38۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کا سامان حطیہ سے تین ہزار کے عوض خرید لیا، تو اس پر حطیہ نے چند اشعار کہے:

۱ – واخذت اطراف الكرم فلم تدع شتما يضرو لا مديحا ينفع

ترجمہ: اس نے درگزر کو اختیار کیا کہ اس نے گالی نہیں دی جو اس کو تکلیف دیتی اور نہ ہی تعریف کی جو اس کو نفع دیتی۔

۲ – و منعتني، عرض البخيل فلم يخف شتمي واصبح آمنالا يفزع

ترجمہ: اس نے مجھے بخیل کی عزت کرنے سے منع کیا، پس اس نے میری گالی کا خوف نہ کیا تو امن ہو گیا، کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

39 اسحاق بن ابراہیم سے مروی ہے۔ کہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے ملامت کی اور کہا۔ تجھے زیب نہیں دیتا کے تو ہر کسی کے ساتھ کلام کرے، کیا تو اُسے جانتا ہے؟ جو اپنے منہ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو اچھا کھلاتے اور خود باسی روٹی کھاتے۔ انہیں نرم لباس پہناتے اور خود کھرُدرا لباس زیب تن فرماتے۔ ان کے حقوق ادا کرتے اور ان میں اضافہ کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو چار ہزار درہم دیئے۔ اور پھر ایک ہزار درہم اور دے کر کہا: کیا تو بھی اسی طرح اپنی اولاد کو زیادہ دے گا۔ اس نے کہا: میرا باپ تو احد کے دن موجود تھا' لیکن (اپنی طرف اشارہ کر کے بتایا) یہ باپ اُس دن حاضر نہیں تھا۔

حضرت زبیر بن العوام کی گوشت کی دوکان پر تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں اس کے علاوہ گوشت کی اور کوئی دوکان نہیں تھی۔آپ کے پاس دِرّہ بھی تھا۔ایک شخص کو دیکھا اُس نے گوشت خریدا۔آپ نے اس کو کوڑا مار کر فرمایا: تو اس پیٹ کو دو دن بھوکا نہیں رکھ سکتا۔

41۔ابن شہاب سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد نے اسے خبر دی کہ ھذیل قبیلہ کے لوگوں کی ایک شخص نے مہمان نوازی کی، تو ان کی لونڈی باہر نکلی، تو اس شخص نے اس کا پیچھا کیا اور اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہا، تو ان دونوں کی ایک ریت کے ٹیلے کے پاس لڑائی ہوگئی تو اس لونڈی نے اس شخص کو پتھر مارا تو اس کا جگر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا: " ذلك قتيل الله لا يو دى ابدا" یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقتول ہے اس کی دیت نہیں دی جائے گی۔

42۔عبداللہ بن صالح سے روایت ہے کہ حضرت لیث فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔تو ایک چوک میں جُر دُمر د قریب البلوغ بچے کی لاش پائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق پوچھا لیکن کوئی سراغ نہ مل سکا اور نہ ہی اس کے قاتل کو تلاش کر سکے۔اس حادثہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پریشان کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی " اللهم اظفر نى بقاتله" اے اللہ اس مقتول کے قاتلوں کو تلاش کرنے میں میری مدد فرما چنانچہ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اس مقتول کی لاش کی جگہ سے ایک بچہ ملا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو۔آپ نے کہا۔" ظفرت بدم القتيل ان شاء الله" ان شاء اللہ: اب میں مقتول کے خون کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

آپ نے وہ بچہ ایک عورت کو دیا اور کہا: اس کی پرورش کرو، اور اس کا خرچہ مجھ سے لینے اور جو شخص بھی اس بچے سے پیار کرے تو مجھے ضرور اس کا بتانا۔ایک رات ہی گزری تھی کہ ایک لونڈی آئی اُس نے اس عورت سے کہا: میری سردار بی بی نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے۔وہ اس بچے کو دیکھنا چاہتی ہے۔اور بچے کو دیکھ کر تمہیں واپس کر دے گی۔

یہ عورت بھی ساتھ چلی گی۔ باندی کی ملکہ خاتون نے بچے کو دیکھا چنانچہ اس کو ہاتھ میں رکھ کر بوسہ دیا۔ اور سینے سے لگایا وہ ایک بزرگ صحابی کی بیٹی تھی۔ پرورش کرنے والی عورت نے یہ ماجرہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا "فاشتمل عمر علی سیفه ثم اقبل الی منزلها" حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لیکر اس صحابی کی بیٹی کے گھر کی طرف چل پڑے۔ دیکھا اس عورت کا والد گھر کے دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یا ابا فلان ما فعلت ابنتك فلانة؟" اے فلاں کے والد آپ کی فلاں بیٹی نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا۔ اے امیر المومنین "جزاها الله خیرا" اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جزاء دے گا وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ اور نماز و روزہ اور تہجد کا اہتمام بڑے احسن طریقے سے کرتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قد احببت ان ادخل الیها فازیدها رغبة فی الخیر" میں اس کے قریب جانا چاہتا ہوں، تاکہ اس کی عبادت میں مزید اضافہ ہو۔ اس نے کہا: امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزاء عطا فرمائے گا "امكث مكانك حتی ارجع الیك" آپ ٹھہریئے میں اندر سے اجازت لے لوں۔ اس نے اجازت لی اور دونوں اندر تشریف لے گئے اور حکم دیا "کل من کان عندها فخرج و بقیت هی و عمر فی البیت" سب لوگ باہر نکل جائیں صرف وہ لڑکی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس گھر میں رہ گئے۔ آپ نے تلوار نکال کر فرمایا: سچ سچ بتاؤ معاملہ کیا ہے، ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا، اس عورت نے کہا یا: امیر المومنین ذرا ٹھہریئے۔ میں آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرتی ہوں وہ عورت کہنے لگی: اصل واقعہ یہ ہے کہ۔

ایک بوڑھی عورت میرے پاس آیا کرتی تھی۔ میں نے اسے اپنی ماں بنایا ہوا تھا، وہ میرے ساتھ ماں جیسا برتاؤ کرتی تھی۔ اسی طرح کافی عرصہ گزر گیا۔ ایک دن اس نے کہا "یا بنية انه قد عرض لی سفر ولی بنت فی موضع اتخوف علیها ان تضیع"

اے میری بیٹی: مجھے ایک سفر درپیش ہے۔ میری ایک بیٹی گھر میں اکیلی ہے۔ مجھے اس کے ضائع ہونے کا خوف لاحق ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ میں تجھے اس سے ملاقات کرادوں تاکہ تم دونوں میرے سفر سے واپس آنے تک اکٹھی رہو۔ میں نے ہاں کرلی اصل میں وہ بچی نہیں بلکہ جرد مرد بے ریش لڑکا تھی۔ اس کو لڑکیوں کی طرح بناؤ سنگار کیا گیا تھا۔ مجھے اس کے لڑکا ہونے کا شک بھی نہ تھا۔ میں اسے بچی ہی سمجھتی رہی۔ ایک رات میرے ساتھ سویا ہوا تھا۔ اسی حالت میں اس نے میرے ساتھ صحبت کرلی لیکن نیند کی وجہ سے مجھے خبر نہ ہوئی۔ بیدار ہوکر میں نے قریب پڑی ہوئی چھری پکڑ کر اسے قتل کر دیا۔ اور رات کی تاریکی میں اسے اٹھا کر اس چوک میں رکھ دیا۔ یہاں یہ بچہ پڑا ہوا تھا۔ اس کی صحبت سے میں حاملہ ہوگئی۔ اور یہ بچہ پیدا ہوا تو اسے اس کے باپ کی لاش والے چوک میں رکھ دیا'' فو اللہ خبر هما علی ما اعلمتك'' اللہ کی قسم: اصل بات یہی ہے۔ جو میں نے آپ کو بتائی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''صدقت بارك اللہ فیك ثم اوصا ھا و دعالھا'' اے اللہ عزوجل: تجھے برکت دے تو نے بالکل سچ کہا پھر اُسے کچھ وصیت کیا اور اس کے لیے دعا فرمائی اور گھر سے باہر نکل آئے اس کے والد سے کہا: اللہ تیری بیٹی کو برکت سے مالا مال فرمائے یہ بہت نیک اور سچی بات کرنے والی ہے۔ یہ فرما کے آپ وہاں سے چلے گئے۔

43۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدھی رات کو کسی کے گانے کی آواز سنی، تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آواز سن کر خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی، آپ نے فرمایا: ''ایه الآن اسکتوا اذکرو اللہ تعالی'' ارے، اب تو گنگنانا بند کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

44 عاصم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدھی رات کو ابن المغترف یا ابن الغرف حادی ان دونوں میں سے کسی ایک

سواری وہاں کھڑی کی اور قوم کے ساتھ شامل ہو گئے اور عبدالرحمٰن بھی آپ کے ساتھ تھے اور فجر طلوع ہو چکی تھی آپ نے فرمایا: ''ایہ اسکت الآن قد طلع الفجر اذ کرو اللہ تعالی'' اب تو چپ ہو جاؤ، کیونکہ فجر طلوع ہو چکی ہے اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

45۔ اسماعیل بن حسن سے روایت ہے کہ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک قریش والے چاہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مال کو برباد کر دیں۔ میں اس کے بندوں کے میں ابھی زندہ ہوں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا'' فلا واللہ الا وانی اخذ بحلا قهم قريش عند باب الحرة ۔ امنعهم من الوقوع فى النار'' اللہ کی قسم: میں دوزخ کے دروازے کے پاس سے قریش کو ان کے گریبان سے پکڑ لوں گا اور آگ میں گرنے سے روک لوں گا'' الا وانی سننت فى الا سلام سن البعير يكون حقا ثم يكون ثنيا ثم يكون ربا عيا ثم يكون سديسا ثم يكون بازلا'' بے شک میں اسلام میں اونٹ کی طرح پروان چڑھا ہوں کیوں کہ اونٹ پہلے تین سال کا بچہ پھر چار سال کا پھر پانچ سال کا پھر چھ سال کا ہوتا ہے۔ پھر وہ دانت توڑتا ہے یعنی جوان ہو جاتا ہے۔ خبردار: بے شک اسلام مضبوط ہو چکا ہے، اب کوئی اس کے نقصان کے علاوہ کس چیز کا انتظار کرے گا۔

45۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں از خود شہروں میں چکر لگا کر نوٹس لوں کہ جو شخص بالغ ہونے اور خوشحال ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے میں ان پر جرمانہ نافذ کروں یعنی جو لوگ طاقت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے، آپ نے فرمایا: '' واللہ ما اولئك بمسلمين واللہ ما اولئك بمسلمين'' اللہ کی قسم وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اللہ کی قسم وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔

باب:34

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شہر مدینہ میں گشت کرنا

1۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے۔ہم نے ایک خیمے کے پاس پہنچ کے دیکھا۔ایک مدہم سی روشنی آ رہی تھی کبھی،جلتی اور کبھی بجھتی تھی۔اس خیمہ سے غمگین سی آواز بھی آ رہی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:تم اپنی جگہ پر ٹھہرو اور خود چل کر خیمے کے پاس پہنچ گئے۔ایک بوڑھی عورت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں نعتیہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

علی محمد صلاۃ الابرار .صلی علیه المصطفون الا خیا ر

قد کنت قوا ماتلی الا سحار فلیت شعری و المنایا اطوار

هل تجمعنی و حبیبی الدار

ا-حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیک لوگوں کا درود ہو کہ برگزیدہ متقی ان پر درود پڑھتے ہیں۔

۲-آپ رات کو قیام فرمانے والے اور سحری کے وقت بہت رونے والے تھے۔کاش مجھے معلوم ہوتا کہ مقصود کو حاصل کرنے میں مختلف واقعات حائل ہوتے ہیں۔

۳-کیا میری اور میرے محبوب کی کوئی گھر ملاقات کرائے گا۔

"فبکی عمر رضوان اللہ علیه حتی ارتفع صوته ومضی حتی انتهی الی الخیمة فقال، السلام علیکم السلاعلیکم السلام علیکم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار سن کر رونے لگے روتے روتے آواز

بلند ہوگئی آپ نے خیمے کے دروازے پر جا کر تین مرتبہ السلام علیکم، کہا تیسری مرتبہ سلام کہنے پر اندر جانے کی اجازت ملی۔ اندر دیکھا کہ ایک بڑھیا عورت ہے جو نعت پڑھ رہی تھی آپ نے فرمایا: دوبارہ اپنا کلام سناؤ۔ اس نے انتہائی درد بھرے لہجے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ نے بڑھیا سے کہا "لا تنسیه رحمك الله" اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، عمر کو اپنی دعاؤں میں کبھی نہ بھولنا، بڑھیا نے دعا کی "و عمر فا غفر له انك انت الغفار" اے اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بخش دے بے شک تو بخشنے والا ہے۔

2۔ حضرت سائب بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے ان سے روایت ہے کہ میں نے ہمیشہ صحابہ اکرام سے سنا ہے۔ کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کے گلی کوچوں میں لوگوں کے حالات سے آگاہ ہونے کے لیے گشت فرما رہے تھے۔ ایک گھر کے پاس سے گزرے۔ تو گھر کا دروازہ تو بند تھا۔ لیکن اندر سے ایک عورت کے اشعار پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ اشعار یہ تھے

تطاول هذا الليل تسری کو اکبه .وارقني ان لا ضجيع الا عبه

ترجمہ: یہ رات بڑھ گئی ہے اور ستارے چمک رہے ہیں، مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے ساتھ کھیلنے والا کوئی نہیں۔

الا عبه طور اوطورا كا نما بدا قمر في ظلمة الليل حاجبه

ترجمہ: میرے ساتھ کھیلنے والا تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد بھی آتا (تو وہ میرے لیے اسی طرح تھا) جس طرح اندھیری رات میں چھوپا ہوا چاند نکل آیا ہے۔

يسربه من كان يلهو بقربه لطيف الحشى لا تجتويه اقاربه

ترجمہ: وہ قربت کی وجہ سے میرے ساتھ نرم گدے پر کھیلتا تو اس سے خوشی ہوتی اور اس کے اقارب کو غم نہ ہوتا

فوالله لو لا الله لا شيئي غيره لينقض من هذا السرير جو انبه

ترجمہ: اللہ کی قسم: اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو اس چار پائی کی چولیں حرکت کرتی ہوتیں۔

ولكنني اخشى رقيبا موكلا بانفسا، لا يفتر الدهر كاتبه

ترجمہ: لیکن میں اس نگہبان اور موکل سے ڈرتی ہوں کہ اپنے نفس کے ساتھ جسکا کاتب کسی وقت بھی نہیں تھکتا۔

پھر اس عورت کی سانس پھولنے لگی تو اس نے کہا میری تنہائی اور میرے شوہر کا مجھ سے دور ہونے کا ذمہ دار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے اس عورت کی باتیں سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے بی بی "یرحمك الله" اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے۔ پھر آپ کپڑے اور خورد ونوش کا سامان لے کر اس عورت کے پاس آئے، اور اس کا شوہر کسی جہادی لشکر کے ساتھ گیا ہوا تھا اور اس کے شوہر کے لئے حکم نامی جاری فرما کے اسے واپس گھر میں بھجوا دیا۔

3۔ شعبی سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گشت کرتے تھے ایک مرتبہ آپ ایک عورت کے دروازے سے گزر رہے تھے۔ تو آواز سنائی دی کہ ایک عورت اپنے بستر پر بیٹھی یہ اشعار پڑھ رہی تھی جو شوہر کی جدائی میں تھے اور شوہر کہیں دور فوجی لشکر میں گیا ہوا تھا۔ اشعار درجہ ذیل ہیں۔

۱-تطاول هذا اليل جانبه . وارقني ان لا خليل الاعبه

یہ رات لمبی ہو گئی اور ستارے ڈوبنے کے قریب ہو گئے۔ اس بات نے مجھے پریشان کر دیا کہ مجھ سے بغل گیر ہونے والا نہیں۔

۲ - فوالله لو لا الله لا شيئي غيره . لحرك من هذا لسرير جوانبه

اللہ کی قسم اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو میری چار پائی کے اطراف ضرور حرکت کرتے۔ یعنی میں کسی سے تعلق جوڑ کر چار پائی پر کھیلتی۔ یہ اشعار سن کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پریشانی سے آہ بھری اور فوراً اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر

تشریف لے گئے۔ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا امیر المومنین "ما جاء بك فی هذا الوقت" آپ اس وقت تشریف کیوں لائے ہیں؟ فرمانے لگے "ای بنیة کم تحتاج المراة الی زوجها" اے میری بیٹی یہ بتا کہ ایک شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر کی کتنے عرصے میں ضرورت پڑتی ہے۔ عورت اپنے شوہر کے بغیر کتنا عرصہ اکیلی رہ سکتی ہے۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ (فی ستة اشهر) چھ ماہ حضرت عمر نے یہ قانون بنا دیا کہ کسی لشکر کو بھی چھ ماہ سے زیادہ لڑائی کیلئے نہ بھیجا جائے۔ یعنی ہر فوجی کو چھ ماہ کے اندر ایک بار گھر آنے کی اجازت ضرور دی جائے۔

4۔ حضرت اسلم فرماتے ہیں ایک رات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گشت کر رہا تھا تو میں اس وقت تھکا ہوا تھا۔ آدھی رات کا وقت گزر گیا، تو میں نے ایک درواز ے سے ٹیک لگائی گھر سے ایک عورت کی آواز آئی، جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی "یا بنتاه قومی الی ذالك اللبن فامذقیه بالماء" اے میری بیٹی اٹھ کر دودھ میں پانی ملا دے، بیٹی نے عرض کیا "یا امتاه اوما علمت بما کان من عزمة امیر المومنین؟" اے میری ماں تجھے معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے آج کیا آڈر جاری فرمایا ہے؟۔ ماں نے کہا: وہ آڈر کیا ہے؟ بیٹی نے عرض کی "انه امر منا دیه فنا دی لا یشاب اللبن با لماء" آج علان کرا دیا گیا ہے کوئی شخص بھی دودھ میں پانی نہ ملائے، اس کی ماں نے کہا "یابنیة قومی الی اللبن فامذقیه بالماء فانه بموضع لا یراك عمر ولا منادی عمر" اے بیٹی: اٹھ کر دودھ میں پانی ملا دے۔

۔ اس وقت امیر المومنین کون سا تجھے دیکھ رہے ہیں! اور نہ ہی اس کا کوئی کارندہ دیکھ رہا ہے۔ بیٹی نے اپنی ماں سے عرض کیا: اے میری ماں "واللہ ما کنت لا طیعه فی الملاء واعصیه فی الخلاء" اللہ کی قسم: میں ہمیشہ اس کی اطاعت اور فرما برداری کروں گی اور اس کی نافرمانی نہیں کروں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ ساری گفتگو سن رہے تھے، اسلم سے فرمایا: اس گھر کا پتہ یاد رکھنا جب صبح ہوئی تو حضرت اسلم رضی اللہ

عنہ سے فرمایا: اے اسلم اس گھر جاؤ اور دیکھو، رات کو باتیں کرنے والی عورت کون تھی؟ اور کس سے باتیں کر رہی تھی، کیا وہ عورت شادی شدہ ہے؟۔ اسلم فرماتے ہیں: میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ وہاں ایک ماں اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی غیر شادی شدہ ہے۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سارے معاملے کی آ کر خبر دی، تو آپ نے اس لڑکی کی ماں کو بلایا اور اپنے بیٹوں کو بلا کر پوچھا: تم میں سے کسی کو نکاح کی ضرورت تو نہیں ہے؟ اگر ہے، تو میں اس کا نکاح کروا دوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میری بیوی ہے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی شادی شدہ ہوں۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابا جان میری شادی نہیں ہوئی ہے، میری شادی کروا دیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ تو اس لڑکی سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر اس بچی سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی کے بیٹے تھے۔

5۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں گشت فرما رہے تھے۔ تو ایک کھلے میدان سے گزرے وہاں چمڑے کا ایک خیمہ دیکھا جو پہلے وہاں نہیں تھا۔ آپ اس کے قریب ہوئے تو درد، زہ میں مبتلا ایک عورت کے کراہنے کی آواز سنی، اس کے قریب تشریف لے گئے، اس کے قریب ایک شخص کو بیٹھے دیکھا تو اسے سلام کیا اور پوچھا "من الرجل" کون آدمی ہے؟ اس نے عرض کیا: "رجل من اهل البادية جئت الى امير المومنين اصيب من فضله"۔ ترجمہ: میں دور ایک گاؤں سے آیا ہوں اور امیر المومنین سے پاس جانا ہے تاکہ ان سے کچھ امداد وصول کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ما هٰذا الصوت الذی اسمعه في البيت" یہ آواز کس کی ہے؟ جو میں اس خیمے سے سن رہا ہوں اس

[illegible]

آپ پر رحم کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات ضرور بتانا پڑے گی، اس نے عرض کیا: (امراۃ تمخض) یہ میری بیوی ہے جو درد، زہ سے چلا رہی ہے، آپ نے پوچھا: (ھل عندھا احد ہ) کیا اس کے پاس کوئی عورت ہے؟ عرض کیا، نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے سیدھے گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا (ھل لك فی اجر ساقه الله الیك؟) کیا تو اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتی ہے کہ وہ تجھے عطا کرے۔ بیوی کہنے لگی: وہ کس طرح، فرمایا یہاں قریب کھلے میدان میں ایک مسافرہ عورت ہے جو درد، زہ میں مبتلا ہے۔ اس کی خدمت کے لئے کوئی عورت نہیں ہے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں جیسے آپ کہتے ہیں، فرمایا: بچے کی پیدائش کے وقت جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ساتھ لے لو۔ انہوں نے کپڑا تیل، پتھر کی ہڈی، چربی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لئے اور خیمے کے دروازے پر پہنچ کر بیوی سے فرمایا: "ادخلی الی المراۃ و جاء حتی قعد الی الرجل فقال له اوقدلی نارا ففعل فاوقد تحت البرمة حتی انضجها" تم اندر جا کر عورت کی خدمت کرو، اور خود اس شخص کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور اسے کہا: ہنڈی کے نیچے آگ جلاؤ۔ ہنڈی کے نیچے آگ جلا کر کھانا تیار کیا (وہ شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں) اتنے میں خیمہ کے اندر سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے آواز دی "یا امیر المومنین بشر صاحبك بغلام" یا امیر المومنین: اپنے دوست کو بیٹے کی بشارت دے دو، جب اس شخص نے یہ سنا کہ یہ امیر المومنین ہیں تو وہ ڈر گیا اور پیچھے ہٹنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی جگہ پر بیٹھے رہو پھر ہانڈی اٹھا کر اس سے کھانا نکال کر اسے کھلایا پیٹ بھرنے کے بعد ہانڈی پھر دروازے پر رکھ دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھا کر اس شخص سے کہا تم بھی کھاؤ کیونکہ تم نے ساری رات جاگ کر گزاری ہے۔ وہ کھانے لگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ کو چلنے کا کہا اور اس شخص سے کہا: (اذا کان غدا فاتنا نا مر

لك بـمـا يصلحك) تو کل ہمارے پاس آنا ہم تمہیں تمہاری ضرورت کی چیزیں دیں گے، اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ تو آپ نے اسے سامان عطا فرمایا۔

6۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو مدینے منوہ میں گشت فرما رہے تھے۔ تو ایک گھر کے پاس سے گزرے تو اندر سے ایک عورت کے اشعار پڑھنی کی آواز سنی۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

ا۔"هـل مـن سبيـل الـى خـمـر فاشر بها ۔ ام هل سبيل الى نصربن حجاج"

ترجمہ: کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے۔ کہ میں اسے پی سکوں یا نصر بن حجاج کے پاس جانے کی کیا کوئی صورت ہے؟۔

یہ اشعار سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصر بن حجاج کو بلوایا کہ یہ کون شخص ہے؟ معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ بنو سلیم کا ایک شخص ہے۔ وہ انتہائی خوبصورت بالوں والا اور گورے چہرے والا مرد تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بال کٹوانے کا حکم دیا، اس نے بال کٹوائے، تو اس کا حسن اور بڑھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"لا والـــــذی نـفـسـی بيـده لا يجا معنى بارض انا فيها فا مر له بما يصلحه و سيره الى البصر" مجھے قسم ہے اس ذات کی: جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس زمین پر تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ جہاں میں رہتا ہوں۔ پھر اسے بصرہ بھیج دیا اور اس کی ضرورت کا سامان بھی مہیا کیا۔ جو مسافر کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

7۔ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے۔ ایک عورت کی آواز سنی جو یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

هل من سبيل الى خمر فاشربها ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

ترجمہ: کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اسے پی سکوں یا نصر بن حجاج کے پاس جانیکی کوئی صورت ہے؟

الی فتی ماجد الاعراق مقتبل ۔ سهل المحيا كريم غير ملجاج

ترجمہ: وہ ایسا جوان ہے جو ہڈی کو بھی نچوڑ لیتا ہے جس سے میرے کریم کا بغیر اصرار کے جینا آسان ہو جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نصر بن حجاج جیسا شخص میں نے نہیں دیکھا جس کی خاطر عورتیں اپنے رُخسار کو سرخ کر دیتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصر بن حجاج کو بلا کر دیکھا کہ وہ خوبصورت چہرے اور بالوں والا تھا۔ اسے کہا: تو اپنے بال کٹوا دے۔ اس نے بال کٹوا دیئے تو اس کے حسن میں اور اضافہ ہو گیا۔ جس طرح چاند کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اعتم) تو عمامہ باندھ، اس نے عمامہ باندھا تو حسن اور بڑھ گیا سب لوگ انہیں دیکھ کر فریفتہ ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''الله لا تسا کنی فی بلدا نا فیه'' اللہ کی قسم: تم یہاں نہیں رہ سکتے، جس شہر میں میں رہتا ہوں، اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین، میرا کیا قصور ہے؟۔ فرمایا: پس یہ میرا آڈر ہے۔ تم یہاں سے چلے جاؤ، چنانچہ وہ بصرہ چلا گیا اور اس نے بصرہ میں کافی عرصہ رہنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام ایک منظوم خط لکھا۔

باب:35

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوات اور سرایا میں شرکت

الطبقات الکبریٰ: (۲۸۲/۳) فتوح البلدان للبلاذری: ص، ۳۱، ۹۲، ۹۳، ۱۳۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۸۶، ۱۴۵، ۱۸۶، ۱۸۹، ۲۱۴، ۲۲۱، بتصرف۔

علماء سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدر، احد اور دیگر غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے ہیں اور کسی ایک غزوہ سے بھی غائب نہیں ہوئے۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ تمام علماء سیر اس بات پر متفق ہیں، اور ایک مرتبہ "تربہ" کی طرف سن ۷ ھ میں شعبان کے مہینے تینتیس (۳۳) آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ روانہ کیا۔ اور یہ "تربہ" کا علاقہ مدینہ منورہ سے چار دن کی مسافت پر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوازن کی سرکوبی کے بھیجا تھا چنانچہ آپ رات کے وقت چلتے اور دن کو چھپ جاتے، اور ہوازن مکہ سے چار میل کے مسافت پر ہے۔ جب ہوازن والوں کو خبر ملی تو وہ بھاگ نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے محلوں تک جا پہنچے۔ لیکن وہاں کوئی شخص نہ پایا، تو آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

باب:36

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات اور جنگوں کا بیان

1۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جس کو اہل علم کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔ جن میں محمد بن عبدالعزیز بن سواد۔ طلحہ بن اعلم، زیادہ بن سرجس احمری نے اپنی اپنی اسناد سے روایت کیا ہے۔

جس رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، اسی رات فجر کی نماز سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کے ہمراہ مجاہدین کو تیار کر کے فارس کی طرف لشکر روانہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور فارس کی طرف جانے کے لیے رضامند نہ ہو۔ تین دن لوگوں کو تیار کرتے رہے لیکن کوئی بھی فارسیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار نہ تھا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ فارس کے بادشاہ کی شان وشوکت اور دبدبہ و رعب ان پر چھایا ہوا تھا۔ چوتھے روز لوگوں میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تیار ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ اور اس کے مضافات سے ایک ہزار کا لشکر تیار کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا: اور یرموک کی طرف بھیجا۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سب سے پہلے یرموک بیس راتوں میں فتح ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''انما فضلتمو هم بتسرعكم الى امثالها'' تم اسلام میں پہل کرنے کی وجہ سے دوسرے لوگوں پر فضیلت رکھتے ہو۔

2۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی

اللہ عنہ کی شہادت اور فارس والوں کا آل کسریٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکٹھا ہونے کی خبر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے انصار و مہاجرین میں منادی کروادی اور خود مدینہ منورہ سے باہر نکل آئے حتیٰ کہ مقام صرار (یہ جگہ مدینہ طیبہ سے تین میل دور عراق کی طرف جانے والا راستہ ہے) پر پہنچ گئے۔ اس حالت میں کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ آگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ دائیں جانب، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے تھے۔ تمام لوگوں سے مشورہ کیا سب نے فارس جانے کا مشورہ دیا، لیکن حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے منع کیا اور عرض کیا: ''ان یھزم جیشك فلیس کھزیمتك۔'' آپ کے لشکر کا شکست کھانا۔ آپ کی شکست کی طرح نہیں ہے (اس لیے آپ فارس نہ جائیں کیونکہ آپ کی شکست زیادہ خطرناک ہوگی) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر قادسیہ پر حملہ کیا تو اسے فتح کیا۔ پھر قادسیہ سے مدائن اور کسریٰ پر حملہ کیا تو اسے بھی فتح کرلیا۔

3۔ قیس عجلی کہتے ہیں جب کسریٰ کے بادشاہ کی تلوار اور پیٹی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو آپ نے فرمایا: ''ان قوماً ادوا ھٰذا لذوو امانۃ'' یہ لوگو! کتنے امانتدار ہیں جو ان چیزوں کو حفاظت سے لائے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''انك عففت، فعفت الرعیۃ'' آپ نے ایمانداری اختیار فرمائی تو اس کا اثر آپ کی قوم پر بھی پڑا۔ تو وہ بھی پاک دامن ہوگئی۔

(فتوح الشام للواقدی: ۲/۲۲۸)

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بصرہ اور کوفہ کو شہر بنایا گیا۔

الاھواز، ورام ہرمز، تستر، اسوس، جندیسابورا، خراسان، لوخ، خواز، اصطخر، فسا اور دار ابجرد فتح ہوئے تو ساریہ بن زنیم کو ان کا والی مقرر کیا تھا۔ یہ وہی ساریہ ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ منبر پر کھڑے ہو کر آواز دی تھی ''یاساریہ ابن زنیم

الجبل" اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی طرف دیکھو۔ کرمان، بحستان، مکران خمص اور قلنسر ین بھی ان فتوحات میں شامل ہیں۔

5۔(ا)۔محمد ابن بکار نے ابو معشر کا قول نقل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسند خلافت پر رونق افروز ہونے کے پانچ ماہ بعد ذی قعدہ کے آخر میں شام کا علاقہ فحل فتح ہوا۔

(۲) رجب 14ھ میں دمشق فتح ہوا۔ اور اس سال بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ (تاریخ الطبری:۴۸/۴)

(۳) رجب 15ھ میں یرموک فتح کیا اور اس سال بھی آپ نے حج بیت اللہ کیا۔

(۴) 16ھ میں عمواس اور جابیہ فتح ہوا، اس سال بھی حج کی سعادت حاصل کی۔

(۵) 17ھ میں سرغ فتح ہوا، اس سال بھی حج کی سعادت حاصل کی۔

(۶) 18ھ میں سخت قحط سالی ہوئی اور عمواس کے علاقے میں طاعون کی بیماری پھیل گئی، اس سال بھی حج ادا کیا۔ (تاریخ الطبری:۱۹۰/۳)، (مروج الذھب:۳۲۶/۲)

(۷) 19ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں "جلولا" اور اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں "قیساریہ" فتح ہوا۔ اس سال بھی حضرت عمر رضی اللہ نے حج بیت اللہ ادا کیا۔

(۸) 20ھ میں مصر فتح ہوا، اس میں لشکر کی قیادت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمائی اس سال بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج ادا کیا۔

(تاریخ الطبری:۱۹۵/۳)

(۹) 21ھ میں حضرت نعمان بن مقرن اعزنی کی قیادت میں نہاوند فتح ہوا۔ اس سال بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کی سعادت حاصل کی۔

(مروج الذھب:۲۳۱، ۲۳۲)

(۱۰) 22ھ میں آذربائیجان حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فتح
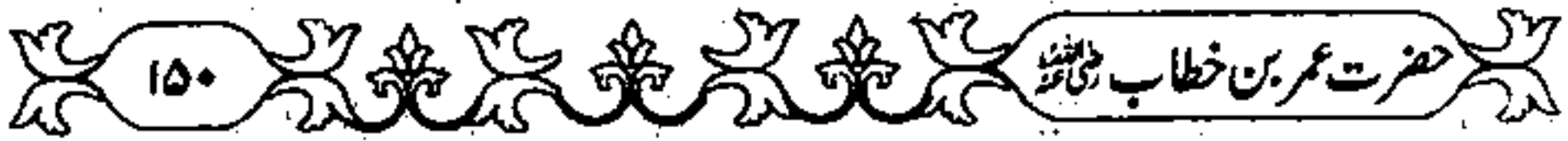
ہوا۔اس سال بھی آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔

(۱۱) 23ھ میں اصطخر اور ہمدان بھی اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے،اس سال بھی آپ نے حج کیا۔

(۱۲) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ، بحرین، بصرہ، کوفہ، جزیرہ، اور شام کے شہروں کو آباد کیا۔

باب:37

سواد کی زمین پر خراج مقرر کرنا

سواد کا جو علاقہ تقسیم نہ ہوا تھا۔ اہل سواد کو ان زمینوں پر برقرار رکھ کر خراج نافذ کر دیا۔

1- ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ جب مجاہدین اسلام نے سواد کو فتح کیا۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اس زمین کو ہمارے درمیان تقسیم کر دیں تو آپ نے تقسیم کرنے سے انکار کیا۔ مجاہدین نے کہا! "انا فتحناه عنوة" ہم نے اسے اپنی طاقت جہاد سے فتح کیا ہے۔ فرمایا: "فما لمن جاء بعدکم من المسلمین؟" تمھارے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے کیا بچے گا؟ اور مجھے خطرہ ہے کہ تم آپس میں پانی اور حد بندی کی وجہ سے لڑائی کرو گے۔ لہٰذا آپ نے اہل سواد کو ہی ان کی زمینوں پر قابض رکھ کر ان پر جزیہ اور خراج مقرر کر دیا۔ اور مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا۔

2- حضرت اسلم بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا: "لو لا آخر المسلمین مافتحت قرية الا قسمتها كما قسم رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر" اگر مجھے آخری مسلمان کا خوف نہ ہوتا (یعنی بعد میں آنے والے مسلمان) تو میں جو بھی علاقہ فتح کرتا۔ اس کو اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین کی تقسیم فرمائی تھی۔

انہیں سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لو لا انی اترك الناس ببانا لا شيء لهم ۔ مافتحت قرية الا قسمتها كما قسم رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم خیبر": اگر میں مسلمانوں کو ایک جیسی مالی کمزوری کی حالت میں نہ چھوڑتا، تو میں یہ زمینیں تقسیم کروا دیتا جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کرنے کے بعد مجاہدین میں تقسیم فرمائی تھی۔

3۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آئندہ سال قحط سالی ہو تو مسلمان جو بستی بھی فتح کریں گے میں اسے ان میں تقسیم کروں گا۔ جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین کو تقسیم فرمایا تھا۔

4۔ اسلم نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا کہ جب عراق فتح ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

"امابعد فقد بلغني كتابك تذكر ان الناس سالوك ان تقسم بينهم مغانمهم، ومأافاء الله عليهم، فاذا اتاك كتابي هٰذا فانظر، مااجلب الناس عليك من كراعٍ اومال، فاقسمه بين من حضر من المسلمين واترك الارضين والا نهار لعمالها،ليكون ذٰلك في اعطيات المسلمين الا فانك ان قسمتها فيمن حضر، لم يكن لمن يجيء بعد هم شي"

آپ کا خط موصول ہوا۔ جس میں آپ نے لوگوں کے سوالات کا ذکر کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ مال غنیمت کو تقسیم کر دیں۔ جو مال غنیمت اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے جب میرا خط تجھے موصول ہو۔ تو یاد رکھنا جو مسلمان مجاہدین موجود ہیں، ان میں مال تقسیم کر دینا اور غیر منقولہ مال زمینوں اور نہروں کو تقسیم نہ کرنا ان کو عاملوں کے لیے رہنے دینے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے عطیات ہیں۔ اگر تو نے اسے بھی مجاہدین میں تقسیم کر دیا، تو ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا۔

5۔ ابن ابی لیلی نے حکم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عمر بن حنیف کو سواد کے علاقہ کی پیمائش کے لیے بھیجا اور کہا کہ دس ہزار ہاتھ کے برابر کا

علاقہ پر گندم اور جو کی ایک بوری یا پھر دراھم خراج مقرر کیا جائے اور جریب الکرم (انگوروں کے دس ہزار ہاتھ کی لمبائی پر مشتمل باغ) پر دس درھم اور کھجور کے ایک جریب پر پانچ درھم ٹیکس مقرر کیا گیا۔

6-شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان بن حنیف کو سواد کے علاقہ کی پیائش کے لیے بھیجا تو اس کی پیائش 36 لاکھ جریب (دس ہزار ذراع کا ایک جریب ہوتا ہے) ہوئی۔اور ہر جریب پر ایک درھم اور ایک بوری گندم ٹیکس مقرر کیا۔

سواد کا حدود اربع مقام لدن سے لیکر سمندر کے ساحل تک ہے، یہ شہر دریائے دجلہ کے مشرقی جانب ہے یہ اس کی لمبائی ہے۔حلوان کی زمین کی چوڑائی پہاڑی سلسلے کے اختتام سے لیکر قادسیہ کا وہ علاقہ جو عرب کے ساتھ متصل ہے، یہ میٹھے پانی والے علاقہ تک ہے۔اس پر خراج مقرر کیا گیا تھا۔

7۔ھشام بن محمد بن سائب سے مروی ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا کہ: علاقہ سواد کو سواد اس لیے کہا جاتا ہے کہ (سواد کا معنی ہے کالا رنگ)۔جب اہل عرب اس علاقے میں آئے، تو دیکھا ہر طرف پانی درختوں کے جُھنڈ، کھجوروں اور انگوروں کے باغات اس قدر گھنے تھے جس طرح رات ہوتی ہے تو وہ اس کو سواد کہنے لگے۔

باب: 38

عوام کے ساتھ عدل وانصاف

1۔عامر شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" واللہ لقد لان قلبی حتی هو الین من الزبد، ولقد اشتد قلبی حتی هو اشد من الحجر"

اللہ کی قسم: میرا دل (اللہ کے معاملے میں) نرمی میں مکھن سے زیادہ نرم ہو گیا ہے حالانکہ میرا دل سختی میں پتھر سے زیادہ سخت تھا۔

2۔عروہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلے کروانے کے لیے جب دو فریق آتے تو آپ دوزانو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔

"اللهم اعنی علیهما فان کل واحد منهما یردنی عن دینی"

(طبقات ابن سعد: ۲۸۹/۳)

اے اللہ عزوجل: ان دونوں میں میری مدد فرمایا۔ اگر چہ ان دونوں میں سے ہر ایک مجھ سے اپنا معاملہ چاہتا ہے۔

3۔ابی فراس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا"یا ایهالناس الا انا انما کنا نعرفکم اذبین ظهر انبنا النبی صلی اللہ علیه وسلم

اے لوگو۔ہم اس وقت سے تمہیں جانتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرماتھے۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو وحی کے ذریعے تمہاری باتیں بتاتا تھا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں، وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔اب ہم وہی بات کہیں گے، جو ہم جانتے ہوں گے، اس کے ذریعے سے تمہیں

پہچانے گے، جس نے نیکی کو ظاہر کیا ہم اس سے بھلائی کا گمان کریں گے اور اسے محبوب جانے گے جس نے برائی کو ظاہر کیا اس سے نیک گمان نہیں کریں بلکہ اس پر غضبناک ہوں گے۔ باقی رہا باطن کا معاملہ وہ تمہارے رب عزوجل کے درمیان راز ہے البتہ علامات کے ذریعے اس کے اچھا اور برا ہونے کا گمان کریں گے جو قرآن مجید کی تلاوت کرے گا ہم سمجھیں گے وہ اللہ کی رضا کیلئے پڑھ رہا ہے۔ اگر چہ کچھ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس سے دنیا حاصل کرتے ہیں۔ اپنی تلاوت اور اعمال صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرو۔ بے شک اللہ کی قسم: میں نے اپنے کارکن اور عمال تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجے کہ وہ تمہیں خوشخبریاں دیکر تم سے مال بٹوریں بلکہ اس لیے بھیجے ہیں: لیعلموکم دینکم وسنتکم: کہ تمہیں تمارا دین اور سنت رسول سکھائیں۔ جو کارکن ان دو کاموں کے علاوہ کوئی اور کام کرے اس کو میرے پاس بھیج دو (فوالذی نفسی بیدہ لا قصنہ منہ) اللہ کی قسم میں اس کارکن یا عامل سے ضرور قصاص لونگا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین (افرایت ان کا ن رجل من المسلمین علی رعیۃ فا دب بعض رعیتہ انلث لتقصنہ منہ) اگر کوئی حکومتی ملازم اپنی رعایا کو ادب سکھانے کی غرض سے مارے گا تو کیا آپ اس کا بدلہ اس سے لیں گے۔

آپ نے فرمایا: ”ای والذی نفس عمر بیدہ۔ اذا لا قصنہ منہ اذالاقصنہ منہ انا لا اقص منہ“ مجھے اس ذات کی قسم: جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں اس عامل سے ضرور بدلہ لوں گا اور ایسا کیوں نہ کروں جبکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے آپ سے بدلہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ فرمایا (الا لا تضربوا لمسلمین فتذلو ھم ولا تمنعو ھم حقوقھم فتکفروھم ولا تنزلوھم الغیاض فتضیعو ھم) خبردار مار کر مسلمان کی تذلیل نہ کرو۔ ان کے حقوق میں کبھی

4۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک گرج دار آواز والا شخص تھا۔ جو دشمن پر اپنی آواز سے حملہ بولتا۔ تو دشمن پر غلبہ حاصل کر لیتا اور دشمن سے سارا مال غنیمت حاصل کر لیتا۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت تقسیم کیا، تو اس شخص نے کہا: یہ سارا مال میرا حق ہے۔ کیونکہ میری وجہ سے یہ مال ملا ہے۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ (فجلده ابو موسی عشرين سوطا و حلقه) تو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے بیس (۲۰) کوڑے لگوائے اور اس کی ٹنڈ کروا ڈالی۔ اس نے وہ بال ایک تھیلے میں ڈالے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو گیا، اور تھیلے سے بال نکال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کیے اور کہا (اما و الله لو لا النار) اللہ کی قسم: اگر دوزخ کی آگ کا ڈر نہ ہوتا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے اگر دوزخ کا ڈر نہ ہوتا، تو پھر کیا ہوتا اس شخص نے سارا ماجرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کیا تو آپ نے حضرت ابوموسی اشعری کو خط لکھا سلام و دعا کے بعد لکھا۔

فلاں شخص نے آپ کے متعلق یہ شکوہ شکایت کی ہے۔ اگر آپ نے اس کے ساتھ کوڑے اور ٹنڈ کروانے کا عمل لوگوں کے بھرے مجمع میں کیا ہے تو اس کا بدلہ بھی لوگوں کے بھرے مجمع میں لیا جائے گا اگر یہ معاملہ علیحدگی اور تنہائی میں کیا ہے تو تجھ سے بدلہ بھی علیحدگی اور تنہائی میں لیا جائے گا وہ شخص یہ حکم نامہ لے کر واپس حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹا تو لوگوں نے معاف کرنے کی سفارش کی لیکن اس نے کہا: (لا و الله لا ادعه لا حد من الناس فلما قعد ابو موسى ليقتص منه، رفع الرجل راسه الى السماء ثم قال اللهم انى قدعفوت عنه)

اللہ کی قسم: میں ایسے لوگوں کے کہنے پر معاف نہیں کروں گا چنانچہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ مجمع عام میں بیٹھ گئے تاکہ وہ شخص اپنا بدلہ لے سکے، تو اس شخص نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا: اے اللہ، میں نے اسے تیری رضا کیلئے معاف کیا۔

5۔عمر بن شیبہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بنو تجیب کے ایک شخص کو منافق کہا: تو اس تجیبی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربارہ خلافت میں حاضر ہو کر عرض کیا" یا امیر المومنین ان عمرا نفقنی ولا واللہ ما نا ففت منذ اسلمت"

یا امیر المومنین: حضرت عمرو بن عاص نے مجھے منافق کہا ہے، قسم بخدا: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، اس کے بعد کبھی بھی منافقت نہیں کی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ سُن کر غضبناک ہوئے اور عمرو بن عاص کو خط لکھا اور غصے میں عمرو بن عاص کو خط میں ابن العاصی لکھا۔ اس کے بعد فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ بنو تجیب کے فلاں شخص کو تو نے منافق کہا ہے۔ میں نے اس کو حکم دیا ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔ اگر اس نے دو گواہ پیش کر دیئے، تو وہ تجھے چالیس یا ستر کوڑے مارے گا۔ اس تجیبی شخص نے واپس آکر مسجد میں اعلان کیا کہ جس شخص نے عمرو بن عاص کو مجھے منافق کہتے ہوئے سُنا ہے وہ مسجد میں حاضر ہو جائے۔ کافی لوگ مسجد میں حاضر ہو گئے، اس کو کسی قریشی شخص نے کہا" اتـریـد ان تضرب الامیر؟" کیا تم امیر کو کوڑے مارو گے؟ پھر اس نے معاف کرنے کے لیے بہت سارے مال کی پیش کش کی۔ اس نے کہا:" لو ملات لی هذه الكنسة ماقبلت؟" اگر تم سارے کنسیہ (عبادت گاہ) کو مال سے بھر دو، پھر بھی میں معاف نہیں کروں گا۔ حلتمہ نے اسے کہا: کیا تو اسے مارنا چاہتا ہے؟۔ اس نے کہا: نہیں بلکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو چھوڑ دو، اور کرنے دو جو کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا:" اتـقـدر ان تمتع عنی بسلطانك؟" کیا تم اپنی طاقت سے مجھے (اس سزا دینے کے عمل سے) روک سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں روک

سکتا، فرمایا: جو حکم تم کو دیا گیا ہے وہ پورا کرو۔ اس تجیبی شخص نے کہا: ”فانی قد عفوت عنك“ میں نے اللہ کی رضا کے لیے تجھے معاف کیا۔

6۔ سلام کہتے ہیں کہ میں نے حسن رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع ملی، تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ، اے امیر المومنین اس مال پر میرے رشتہ داروں کا زیادہ حق ہے کیونکہ اللہ پاک نے رشتہ داروں کے متعلق حکم فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یا بنیة حق اقربائي في مالي واما هٰذا ففي المسلمین“ اے میری لختِ جگر بیٹی، میرے رشتہ داروں کا حق میرے مال میں ہے (اس مال میں نہیں) کیونکہ یہ مال مسلمانوں کا ہے۔

تم نے رشتہ داروں کے ساتھ تو بھلائی کی لیکن باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا خیال نہیں کیا۔ پس ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اُٹھیں اور چلی گئی۔ اور فرمایا: اللہ کی قسم۔ آپ کا دامن اس (کرپشن) سے پاک ہے۔

7۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حج کے لیے آئے اور ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو صفوان بن امیہ نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور چار خدام اس کھانے کو اُٹھا کر لائے اور قوم کے درمیان رکھ دیا۔ لوگ کھانا کھانے لگے اور خدام کھڑے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے خادم کھانا نہیں کھا رہے۔ کیا تم انہیں اپنے ساتھ کھانا کھانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ سفیان بن عبداللہ نے عرض کیا: نہیں ”واللہ یا امیر المومنین ولکننا نستاثر علیهم“ اللہ کی قسم: یا امیر المومنین ہم اپنے آپ کو ان پر ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سُن کر غضبناک ہوئے۔ پھر فرمایا: ”مالقوم یستاثرون علی خدامهم؟“ اس قوم کا حال کیا ہوگا جو اپنے آپ کو خدام پر ترجیح دیتی ہے؟ خادموں

کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہیں کرتے۔ پھر آپ نے خادموں سے فرمایا: اُٹھو اور کھانا کھاؤ۔ وہ کھانے لگے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھانا نہیں کھایا۔

8۔ حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر دیکھو لیتے تھے اور فرماتے تھے "انی خائف ان اسال عمابك" میں اس سے ڈرتا ہوں کہ مجھے سے تیری تکلیف کے متعلق پوچھا جائے۔

مسیب بن دارم کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کو مار رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ تو نے اونٹ پر اتنا بوجھ کیوں لادا ہے۔ جس کو اُٹھانے کی وہ طاقت نہیں رکھتا؟۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک سائل (مانگنے والا) آپ کے پاس سے گزرا اور اس کی پیٹھ پر کھانے کا ایک بھرا ہوا تھیلا تھا۔ آپ نے اس سائل سے تھیلا لیکر پانی لانے والے اونٹ کو کھلا دیا پھر فرمایا: اب جتنی تجھے ضرورت ہو، اتنا مانگ لینا۔ یعنی ضرورت سے زائد مال اکٹھا نہ کرنا۔

9۔ سائب بن اقرع سے مروی ہے کہ میں ایوان کسریٰ میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو ایک بت کو دیکھا جو اپنے ہاتھ کی انگلی سے ایک خاص جگہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ میں نے اس خاص جگہ کی کھدائی کی تو اس سے بہت بڑا خزانہ پایا۔ پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس خزانے کی اطلاع دی اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خزانہ مجھے عطا کیا ہے۔ اس میں کسی مسلمان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا۔

"انك امير من امراء المسلمين فاقسمه بين المسلمين" آپ مسلمانوں کے معاملات کے امیر ہیں پس آپ اس خزانے کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔

گھر تعمیر کیا تو اہل مکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا" انـه قد ضيق علينا الوادی، وسیل علينا الماء" حضرت ابوسفیان نے مکان بنا کر ہمارے لیے وادی کی جگہ کو تنگ کر دیا ہے اور پانی ہمارے (راستوں) میں بہنا شروع ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا:" خـذ هـذا الـحـجـر فضعه ثـمـت" (اے ابوسفیان یہ پتھر پکڑ کر اس پانی کو بند کرو۔ اس نے پانی بند کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور شکرانے کے کہا:"الـحـمـد لله الذی اذل اباسفیان بابطح مـكـة ۔" تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس نے مکہ کے اندر ابوسفیان کو حکم ماننے کے لیے جھکایا۔

11 یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کیا ہم ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ آئے تو اھل مکہ مکرمہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا: یا امیر المومنین:"حبس مسیل الماء علينا ليهدم منازلنا فاقبل عمر و معه الدرة"

(ابوسفیان نے وادی کے اندر گھر بنایا) جس سے پانی جمع ہو گیا جو ہمارے مکانوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ پانی کا نکاس ابوسفیان کے مکان کی وجہ سے بند ہو گیا ہے اور وہ پانی کو آگے گزرنے نہیں دیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً ایکشن لیتے ہوئے جائے وقوعہ کا مشاہدہ کیا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ پانی کی گزرگاہ سے پتھر اٹھا دے اسی طرح حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے پانچ چھ پتھر جو رکاوٹ بنے ہوئے تھے ان کو وہاں سے ہٹا دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے فرمایا:"الـحـمـد لله الذی جعل عمر يا مر اباسفيان ببطن مكة فيطيعه" تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس کی توفیق سے مکہ مکرمہ کی مقدس وادی کے اندر عمر نے ابوسفیان کو حکم دیا اور وہ اسے مان گئے۔

12۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سہیل بن عمرو بن حارث

بن ھشام اور ابوسفیان اور دیگر سردارانِ قریش اور ان کے ساتھ آزاد شدہ غلام حضرت صہیب اور حضرت بلال اور دیگر بدری صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما باہر تشریف لائے تو ان سے اجازت طلب کی۔ تو انہوں نے غلاموں کو اندر آنے کی اجازت دے دی، اور سرداروں کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی، تو ابوسفیان نے کہا: ”لم ار مثل الیوم قط یاذن لھولاء العبید ویترکنا علی بابہ لا یلتفت الینا“ آج کا یہ دن بھی دیکھنا پڑ گیا کہ غلاموں کو اندر جانے کی اجازت مل رہی ہے اور ہم جیسے سرداروں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جا رہی۔

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک سمجھ دار اور دانا شخص تھے، انہوں نے کہا: ”ایھا القوم انی واللہ اری الذی فی وجوھکم ان کنتم غضابا فاغضبوا علی انفسکم دعی القوم ودعیتم فاسرعوا وابطاتم فکیف بکم اذادعوا یوم القیامۃ و ترکتم“

اے قوم! اللہ کی قسم: میں تمہارے چہروں پر غصے کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ حالانکہ تمہیں غصہ اپنے نفسوں پر آنا چاہیے۔ کیونکہ جب دین اسلام کی طرف عام دعوت دی گئی تو ان (غلام لوگوں نے) اسلام قبول کرنے میں پہل کی اور تم لوگ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے اور تمہارا قیامت کے دن کیا حال ہوگا کہ جب ان لوگوں کو بلایا جائے گا اور تمہیں چھوڑ دیا جائے گا؟۔

13۔ نوفل بن عمارہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حارث بن ھشام سہیل بن عمرو بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں مہاجرین اولین صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حارث بن ھشام اور سہیل سے کہا کہ تم تھوڑا سا پیچھے ہو کر ان مہاجرین کو جگہ دو۔ تو یہ لوگ پیچھے ہو گئے کچھ دیر بعد انصار صحابہ کرام تشریف لائے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حارث اور سہیل کو اور پیچھے ہونے کا حکم دیا، بالآخر یہ حضرات لوگوں کے بالکل آخر میں ہو گئے۔ وہاں سے حارث نے نکلتے ہوئے

سہیل سے کہا "الم تر ماصنع بنا؟" دیکھ لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ سہیل نے کہا: "ایھا الرجل لالوم علیہ ینبغی ان نرجع باللوم علی انفسناد عیی القوم فاسرعوا و دعینا فابطانا" ترجمہ: بھائی اس معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملامت کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہمیں اپنے نفسوں کو ملامت کرنا چاہیے، جب ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے فوراً قبول کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور جب ہمیں دعوت اسلام دی گئی تو ہم ٹال مٹول اور حیلے بہانے کرتے رہے اور تاخیر کی۔ اس کے بعد یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنے لگے ہم اپنا مقام جان گئے اور ہمارے پاس اس تاخیر کے تدارک کی کوئی صورت ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تو کوئی صورت نظر نہیں آتی سوائے اس کے کہ ان دونوں (حارث اور سہیل جو قریش کے سرداروں میں سے تھے) کو اشارہ کیا کہ تم غزوہ روم میں شریک جہاد ہو جاؤ۔ چنانچہ یہ لوگ روم کے جہاد کی طرف چل پڑے اور راستہ میں ہی وصال فرما گئے۔

14۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص نے سخت پیاس کی حالت میں ایک بستی والوں سے پانی مانگا۔ بستی والوں نے انہیں پانی نہیں دیا۔ تو وہ شخص پیاس کی وجہ سے مر گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو بستی والوں کو اس کی دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔

15۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک مصری شخص دربارِ فاروقی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یاامیر المومنین "ھذا المقام العائذ بك" آپ کا دربار جائے پناہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ومالك"! تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا: عمرو بن العاص کے گھوڑے کے پیچھے میرا گھوڑا رہ گیا یعنی دوڑ کے مقابلے میں گھوڑا پیچھے رہ

گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو عمرو کا بیٹا محمد کھڑا ہو کر کہنے لگا۔" فرسی ورب الکعبة" کعبہ کے رب عزوجل کی قسم! میرا گھوڑا جیتا ہے۔ جب قریب آیا تو میں نے دیکھ کر پہچان لیا کہ میرا گھوڑا جیتا ہے۔ میں نے فوراً کہا: "فرسی رب الکعبة" کعبہ کے رب عزوجل کی قسم: یہ میرا گھوڑا جیتا ہے، اس نے اُٹھ کر مجھے مارنا شروع کر دیا اور کہا تو پکڑ سکتا ہے "وانا ابن الاکرمین" میں چوہدریوں کا بیٹا ہوں۔

راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مصری کی باتیں سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور فوراً حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جب تجھے میرا یہ خط ملے تو اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو لیکر میرے پاس پہنچ جاؤ۔ پس عمرو نے اپنے بیٹے کو بُلا کر پوچھا: "ااحدثت حدثا؟ اجنیت جنایة؟" کیا تو نے کوئی نئی بات تو نہیں کی؟ کیا تو نے کوئی خیانت اور غلط کام تو نہیں کیا؟

اس نے عرض کیا: نہیں تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے کہا پھر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیرے متعلق خط کیوں لکھا ہے۔ بیٹے نے کہا مجھے امیر المومنین کے پاس لے چلو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "فو اللہ انا عند عمر، حتی اذا نحن بعمرو وقد اقبل فی ازار ورداء" اللہ کی قسم! میں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب عمرو بن العاص تہبند اور ایک چادر زیب تن فرمائے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا بھی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "این المصری" وہ مصری شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: امیر المومنین میں یہاں ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے مصری یہ کوڑا پکڑو اور اس "ابن الاکرمین" چوہدریوں کے بیٹے کو مارو۔ مصری کوڑا لے کر اس کو مارتا رہا حتیٰ کہ وہ نیم بے ہوش ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصری سے کہا۔ اب عمرو ابن العاص کو بھی مارو۔ اس نے عرض کیا: ما

امیرالمومنین "قد ضربت من ضربنی" جس نے مجھے مارا تھا اس سے میں نے بدلہ لے لیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے بیٹے نے باپ کی حکمرانی کی وجہ سے تمہیں مارنے کی جرات کی ہے۔ مصری شخص نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نہیں مارا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصری شخص کو مخاطب کر کے فرمایا: "اما واللہ لو ضربتہ ماحلنا بینک و بینہ حتی تکون انت الذی تدعہ" اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم اس کو مارتے تو ہم درمیان حائل نہ ہوتے جب تک تم خود نہ چھوڑتے۔ پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "ایا عمرو و متی استعبد تم الناس وقد ولد تھم امھم احرارا" اے عمرو بن العاص۔ تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا رکھا ہے۔ حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے۔

پھر مصری سے فرمایا: "انصرف راشدا" تو صحیح سلامت واپس پلٹ جا۔ "فان رابلک ریب فاکتب الیی" اگر کوئی گڑبڑ یا خطرے کا شک بھی ہوا تو مجھے خط کے ذریعے اطلاع دینا۔

باب:39

بیت المال کا قیام

1- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب سے آخری مال بحرین سے ایک ہزار درھم آئے تھے تو جب تک آپ نے اسے تقسیم نہ کر لیا کھڑے رہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں باقاعدہ کوئی بیت المال نہیں تھا۔ سب سے پہلے بیت المال کا قیام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

2- مالک بن اوس فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المال کے مال کی طرف اشارہ کر کے تین قسمیں کھایا کرتے تھے۔

(i) "واللہ مااحد احق بھٰذا المال من احد وما انا احق لہ من احد"
اللہ کی قسم: بیت المال میں تمام مسلمانوں کا حق برابر ہے کسی کو کسی پر زیادہ حق نہیں اور نہ میں زیادہ حق دار ہوں۔

(ii) "واللہ مامن المسلمین من احدِ الا ولہ فی ھٰذا المال نصیب الا عبدا مملوکا ولکنا علی منازلنا من کتاب اللہ تعالیٰ و قسمنا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالرجل وبلاوہ فی الاسلام والرجل و حاجتہ قدمہ فی الاسلام"
اللہ کی قسم: غلاموں کے علاوہ کسی مسلمان کو بھی محروم نہیں کیا جائے گا۔ البتہ تقسیم میں کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ اسلام میں آزمائش، پریشانی اور اسلام میں پہل کرنے والوں کو مقدم رکھا جائے گا۔
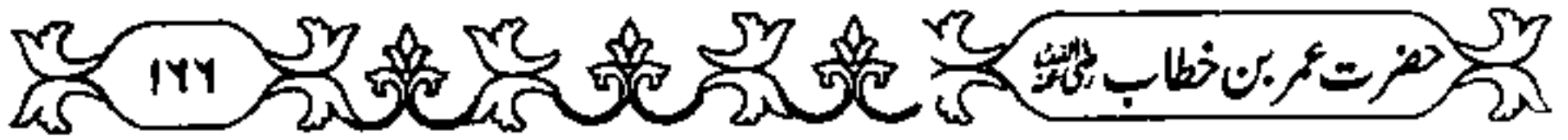
(iii)"واللہ لئن بقیت لهم لیاتین الراعی بجبل صنعاء حظه من هذا المال و هو یرعی مکانه" اللہ عزوجل کی قسم۔صنعاء یمن کے پہاڑی ٹیلوں میں بکریاں چرانے والے چرواہے کو بھی اس مال کا حق پہنچ کر رہے گا۔

(طبقات الکبری: ۲۹۹/۳)

3-موسیٰ بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

۱:"من اراد ان یسال عن القرآن، فلیات ابی بن کعب" جو شخص قرآن کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہو تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھے۔

۲:ومن اراد ان یسال عن الفرائض، فلیات زید بن ثابت: اور جو شخص میراث کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہو تو وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے رابطہ کرے۔

۳:"ومن اراد ان یسال عن الفقه فلیات معاذ بن جبل" اور جو شخص فقہ کے متعلق کچھ مسائل پوچھنا چاہتا ہو تو وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھے۔

۴:"ومن اراد ان یسال عن المال فالیاتنی فان اللہ جعلنی خازنا وقاسما" اور جو شخص مال غنیمت کے متعلق پوچھنا چاہے تو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خازن اور قاسم بنایا ہے۔

اور میں مال کی تقسیم میں سب سے پہلے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو اور ان کے بعد سب سے پہلے ہجرت کرنے والے صحابہ کرام کو ترجیح دوں گا۔ میں اور میرے ساتھی مکہ مکرمہ سے نکالے گئے تھے پھر انصار صحابہ کرام کو مال دوں گا۔جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مہاجر صحابہ کرام کو اپنے گھر بار پیش کیے۔ پھر ان حضرات کی باری آئے گی جنہوں نے ہجرت میں پہل کی اور جو لوگ ہجرت کرنے میں تاخیر کرتے رہے ان کی باری تاخیر سے آئے گی، اس تقسیم میں وہ کسی کو ملامت نہ کریں۔

5-حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عراق سے بہت سارا مال آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو تقسیم کرنے لگے تو ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا: یا امیر المومنین "لو ابقیت من هذا المال لعدو ان حضر او نائبة ان نزلت" اگر آپ اس مال میں سے کچھ دشمن کے مقابلے کے لیے اور کسی آسمانی آفت کے لیے علیحدہ کر لیتے تو کیسا ہوتا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مالك قاتلك الله، نطق بها على لسانك شيطان ؟" اللہ تجھے مارے، لگتا ہے کہ شیطان نے تیری زبان سے یہ کلمات نکلوائے ہیں۔ اللہ ہی میرے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلے سے ان کی حاجت کو پورا کیا ہے۔ اللہ کی قسم: میں آج کا مال کل کے لیے اکٹھا نہیں رکھ سکتا۔ میں ان میں اس طرح تقسیم کروں گا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمایا ہے۔

5-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے آٹھ لاکھ درہم لیکر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، اور میں نے عرض کیا کہ میں آٹھ لاکھ درہم لیکر آیا ہوں۔ فرمایا: شاید تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اسی ہزار درہم ہوں گے۔ فرمایا: آٹھ لاکھ درہم کتنے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: ایک لاکھ پھر ایک لاکھ۔ پھر ایک لاکھ، پھر ایک لاکھ پھر ایک لاکھ اس طرح کر کے میں نے ساری رقم گن لی، اور ان کے سامنے گن کر ان کے حوالے کر دی۔ فرمایا: کیا یہ پاک مال ہے؟ عرض کیا! ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساری رات پریشانی کے عالم میں گزاری، جب صبح ہوئی تو بیوی نے عرض کیا: "یا امیر المومنین مانمت الليلة" اے امیر المومنین: آپ نے ساری رات بے چینی کے ساتھ کیوں گزاری، فرمایا:

"کیف ینام عمر بن الخطاب وقد جاء كم الناس مالم يكن جاء هم مثله منذ كان الاسلام فما يومن عمر لو هلك وذلك المال عنده لم

یضعه فی حقه" عمر بن خطاب کو نیند کس طرح آتی۔ آج رات اتنا مال آیا ہے کہ اس قدر مال کبھی بھی اسلام میں پہلے نہیں آیا۔ اگر اس مال کی تقسیم سے پہلے عمر کو موت آ گئی تو عمر جواب دہ ہوگا کہ حق دار کا حق اس تک نہیں پہنچا۔ پھر آپ نے صبح کی نماز ادا کی تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کافی تعداد جمع ہو گئی۔ آپ نے فرمایا:

"انه قد جاء الناس اللیة مالم یا تهم منذ کان الاسلام وقد رایت رایا فاشیروا علی ان اکیل للناس بالمکیال" آج رات لوگوں کے لیے اسقدر مال آیا ہے کہ اتنا مال اسلام میں پہلے کبھی نہیں آیا۔ مجھے مشورہ دو کہ میں اس کو کس طرح تقسیم کروں! تول کر تقسیم کروں، یا گن گن کر۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مشورہ دیا، تول کر مال دینے سے سب کو پورا نہیں ہوگا۔ کیوں کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

پھر فرمایا: یہ مشورہ بھی دو کہ مال بانٹنے کی ابتداء کن لوگوں سے کروں؟ بعض نے مشورہ دیا کہ اپنی مرضی سے شروع کیجیے، بعض نے کہا اپنی ذات سے شروع کریں۔ فرمایا! نہیں بلکہ" ولکن ابدا ابال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم الاقرب فا لا قرب الیه " پہلے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے قریب والے پھر اس سے قریب والے پھر دوسرے لوگ اس طرح آپ نے پہلے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو پھر بنی عبدالشمس پھر بنی نوفل بن عبد مناف کو مال دیا۔

6- احنف کہتا ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے تو ایک باندی کا گزر ہوا تو لوگوں نے کہا: یہ امیر المومنین کے لیے ہے۔ تو باندی نے کہا:" ماھی لا میر المومنین بسریة" امیر المومنین کے لیے تو لونڈی کا بچہ بھی حلال نہیں ہے، یہ تو اللہ کے مال میں سے ایک مال ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک قاصد آیا اس نے کہا: امیر المومنین بلا رہے ہیں۔ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے ہو۔

عرض کیا کہ ہم نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ صرف اتنا کہا ہے کہ ایک لونڈی کا گزر

ہوا تو ہم نے کہا۔ یہ امیر المومنین کے لیے ہے۔ لونڈی نے کہا: یہ امیر المومنین کے لیے حلال نہیں کیونکہ یہ اللہ کا مال ہے۔ ہم نے کہا اللہ کے مال سے امیر المومنین کیلئے کیا حلال ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”انا اخبر کم بما استحل منه، حلتان: حلة في الشتاء وحلة في القيظ، وما احج عليه واعتمر من الظهر وقوت اهلي كقوت رجل من قريش، ليس باغناهم ولا بافقرهم، ثم انا بعد رجل من المسلمين يصيبني ما اصابهم“ سُن لو، جو میرے لیے حلال ہے۔[۲۱] کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں۔ فرمایا: صرف دو چادریں ایک گرمیوں میں اور ایک سردیوں میں، حج اور عمرہ کے لیے سواری اور قریش کے ایک عام شخص کے برابر میرے گھر والوں کے لیے خرچہ، جو نہ تو امیروں جتنا ہو اور نہ ہی بالکل فقیروں جتنا پھر اس کے بعد میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں جو سب کو ملے گا وہی مجھے ملے گا۔

7-عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیت المال سے میرے لیے صرف اتنا ہی مال حلال ہے جتنا میرا اپنے ذاتی مال سے خرچ ہے۔

محمد بن ابراہیم نے فرمایا: ”كان عمر يستنفق كل يوم درهمين له ولعياله، و انفق في حجته ثمانين ومائة درهم“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ اپنے گھر والوں کے لیے دو درہم خرچ کرتے تھے اور حج کے لیے ایک سو اسی (180) درہم خرچ کرتے تھے۔

8-ابن سعد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کے مال (بیت المال) کے ساتھ یتیموں کے مال جیسا سلوک کرتا ہوں ”فان استغنيت عففت عنه، وان افتقرت اكلت بالمعروف“ جب میں مال دار ہوتا ہوں تو اس مال (بیت المال) سے بچتا ہوں اور جب میں ضرورت

مند ہوتا ہوں تو ضرورت کے مطابق اس سے لے لیتا ہوں۔

نوٹ:۔ یہ روایت حارثہ بن مغرب سے بھی مروی ہے۔

9- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب آپ کو ضرورت ہوتی تو وہ بیت المال کے نگران کے پاس جاتے اور اس سے قرض لیتے، اکثر تنگی کی صورت حال رہتی تھی۔ جب بیت المال کا نگران ان سے قرض کا تقاضا کرتا تو آپ اس سے مہلت مانگ لیتے۔ جب تنخواہ ملتی تو اسے قرض ادا کر دیتے۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیماری کی حالت میں منبر کے پاس تشریف لائے تو آپ کے لیے بیت المال سے ایک شہد کا برتن بھیجا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "ان اذنتم لی فیھا اخذتھا والا فانھا علی حرام فاذنوا لہ فیھا": اے لوگوں! اگر تم مجھے اجازت دو تو میں اس شہد کو لے لوں۔ ورنہ یہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے اس کی اجازت دے دی۔

10- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری اور مسلمانوں کی مثال اس طرح ہے کہ جس طرح کچھ لوگ سفر کے لیے روانہ ہوں اور اپنی رقم ایک آدمی کے پاس جمع کئے ہوئے ہوں اور اس سے کہہ دیا ہو کہ اس رقم کو ضرورت کے وقت خرچ کرنا۔ کیا یہ شخص اس مال کو اپنی ضرورت کے وقت خرچ کر سکتا ہے؟ لوگوں نے کہا: یا امیر المومنین! اس کے لیے خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ فرمایا: بس میری مثال بھی ایسی ہی ہے۔

11- حضرت ابو سلمہ بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک (بیت المال سے کچھ لینے کے لیے ٹھہرے رہے۔ حتیٰ کہ آپ تنگ دست ہو گئے۔ کیونکہ امور خلافت میں کام کرتے رہے اور اپنے گھر کا ذاتی کام نہ کر سکے) پھر آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو پیغام بھیجا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ اور اپنی تنگ دستی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں بیت المال سے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہوں؟

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا" ماتقول انت ؟" آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا:" غداء و عشاء" آپ صبح وشام کا کھانا لے لیں، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کے مطابق عمل کیا۔

(طبقات الکبری: ۳ / ۳۰۸)

12-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں لوگوں کو جمع کیا جبکہ قادسیہ اور دمشق فتح ہو چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"انی کنت امراء تاجرا وقد شغلتمونی بامرکم ھٰذا، وما ترون انه یحل لی من ھٰذا المال؟"

میں ایک تاجر آدمی تھا۔ تم لوگوں نے مجھے امور خلافت میں مشغول کر دیا۔ تمہاری کیا رائے ہے کہ اس بیت المال سے میرے لیے کیا اور کتنا حلال ہے؟ (کیونکہ امور خلافت کی وجہ سے میں تجارت نہیں کر سکا اور میری مالی حالت تنگ ہو گئی ہے)۔

لوگوں نے مختلف مشورے دیئے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا" یا علی ماتقول؟" اے علی رضی اللہ عنہ آپ کیا فرماتے ہیں؟۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"مایصلحك و یصلح عیالك بالمعروف، لیس لك من ھٰذا الامر غیره" جتنے مال سے آپ کا اور گھر والوں کا گزر بسر ہو جائے وہ بھلائی کے ساتھ حلال ہے اس کے علاوہ نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جو بات فرمائی ہے وہی حق سچ ہے۔

13-اسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کیا:" مایحل لك من ھٰذا المال؟"

یا امیر المومنین آپ کے لیے سرکاری خزانے سے کتنا مال استعمال کرنا جائز ہے؟، آپ نے فرمایا: جتنے مال سے میری اور گھر والوں کی گزر بسر ہو جائے ورنہ" وحلة

سال میں دو جوڑے ایک گرمی اور ایک سردی کے لیے اور حج وعمرہ اور اپنی ضرورت اور جہاد کے لیے ایک سواری قانون کے مطابق حلال ہے۔

14- زاھدی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ صدقہ کے اونٹ کی گرنے سے ٹانگیں ٹوٹ گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کر دیا اور لوگوں کی دعوت کی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین اگر آپ ہمارے لیے اسی طرح لنگر کا بندوبست کرتے رہیں تو کیا خوب مزہ ہوگا؟۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"انا واللہ ماوجدنا الی ھٰذا المال سبیلا الا ان یوخذ من حق فیو ضع من حق ولا یمنع لحق" (طبقات الکبری:۲۸۸/۳)

اللہ کی قسم: ہم اس مال کے نقصان کو پورا کرنے کی کوئی راہ نہیں پاتے سوائے اس کے کہ ہم ایک حِقّہ (چار سالہ اونٹ کا بچہ) اس کی جگہ رکھیں جو اس اونٹ کے حق کے منافی نہ ہو۔

15- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن لوگوں سے فرمایا کہ کچھ مال غنیمت بچا پڑا ہے اس کا کیا کرنا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین۔

"قد شغلنا ك عن اھلك وصنعتك وتجارتك وھو لك" ہم نے آپ کو گھریلو معاملات اور تجارت سے روکا ہے (جس کی وجہ سے آپ اپنے کام کی بجائے امور خلافت سرانجام دیتے ہیں) اور یہ مال آپ کے لیے ہے۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا؟

"ماتقول انت؟" آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ قوم نے تو آپ کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن آپ اپنے یقین کو گمان میں نہ بدلیں۔ جس مال کا آپ نے کہا ہے وہ ضرور نکال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اجل واللہ لاخرجن منہ"

اللہ کی قسم! میں ضرور وہ مال نکال دوں گا۔ کیونکہ مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے۔ جب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عامل بنا کر صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ جب وہ صدقہ لیکر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اے علی رضی اللہ عنہ اس صدقہ سے منع فرمایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ میرے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن غمگین پایا۔ تو وہ دونوں واپس آ گئے پھر دوسرے دن گئے تو سرکار کو خوش پایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاملہ بیان کیا۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اما علمت ان عم الرجل صنو ابیة" اے علی رضی اللہ عنہ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ چچا باپ کا سگا بھائی ہوتا ہے۔ عرض کیا۔ ہم نے آپ کو پہلے دن غمگین پایا، دوسرے دن خوش پایا، اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: جب تم دونوں پہلے دن آئے تھے تو میرے پاس صدقہ کے دو درہم بچ گئے تھے، میں اس کی وجہ سے پریشان تھا۔ جب دوسرے دن آئے تو مجھے خوش پایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پاس صدقہ کا کچھ مال بھی نہیں بچا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "صدقت واللہ لاشکرن الا لی والآخرۃ" آپ نے سچ فرمایا: واللہ! میں اول سے لیکر آخر تک سارے مال کا بدلہ ضرور ادا کروں گا۔

16- ربیع بن زیاد الحارثی نے کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک وفد کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ کی طبیعت کوئی ثقیل چیز کھانے سے خراب تھی جس سے آپ کو تکلیف ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین: "ان احق الناس بمطعم طیب، وملبس لین، مرکب وطی لانت" آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ بیت المال سے اچھا کھائیں، عمدہ لباس پہنیں اور اچھی سواری استعمال کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ

ما اردت بهذا الا مقاربتی وان کنت لاحسب فیك خیرا" اللہ کی قسم! آپ ایسے جملے بول کر صرف میرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور میں اس میں کوئی بھلائی نہیں پاتا۔

سُن لو میری مثال اس شخص کی طرح جس نے چند مسافروں سے ان کے خرچ کے پیسے جمع کیے ہوں اور سفر میں خرچ کرنے کا اختیار دیا ہو تم مجھے یہ بتاؤ کیا وہ شخص اس مال میں سے اپنی ضرورت کے لیے خرچ کر سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا! نہیں۔ فرمایا تو پھر میں کیسے خرچ کر سکتا ہوں؟

17- حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سال کے تین سو ساٹھ (360) دن ہوتے ہیں اور عمر پر لازم ہے کہ سال کے ہر دن میں بیت المال کی صفائی کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عذر پیش کرے کہ میں نے اس میں سے کسی شے کا دعویٰ نہیں کیا۔

18- حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما" کانا یرزقان الائمة والموذنین والمعلمین والقضاة" ائمہ مساجد، موذنین، مدرسین اور قاضی کو بیت المال سے) وظیفہ دیتے تھے۔ یعنی ان کے ضروریات زندگی کو احسن طریقے سے پورا کرتے تھے۔

19- حضرت بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے گلی کوچے میں چکر لگا رہے تھے تو آپ نے ایک دُبلی پتلی کمزور بچی دیکھی جو لڑکھڑاتی ہوئی چل رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یا بوسها، من یعرف هذه منکم؟" یہ دبلی پتلی کمزوری بچی کس کی ہے؟ تم میں کوئی اس کو جانتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: "اما تعرفها یا امیر المومنین؟" یا امیر المومنین کیا آپ اس بچی کو جانتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا: "ومن هی؟" یہ کون ہے؟۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: ”ھٰذہ احدی بناتك“ یہ آپ کی بچیوں میں سے ایک بچی ہے یعنی یہ آپ کی پوتی ابن عمر کی بیٹی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”وای بناتی ھذہ ؟“ میری کونسی بچی؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: ”ھٰذہ فلانة بنت عبداللہ ابن عمر“ یہ عبداللہ بن عمر کی فلاں بچی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ویحك، وما صیرھاالی ماأری ؟“ تو ہلاک ہو جائے، میں اسے اتنا کمزور دیکھ رہا ہوں، یہ اتنی کمزور اور لاغر کیوں ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: ”منعك ماعندك“ آپ کے مال روکنے کی وجہ سے جو آپ کے پاس مال غنیمت ہے۔ آپ نے فرمایا: میں دوسرے مسلمانوں کو جو دیتا ہوں اُتنا حصہ ہی تمہیں بھی ملتا ہے ”واللہ مالك عندی غیر سھمك فی المسلمین، وسعك او اعجزك، ھٰذا کتاب اللہ بینی وبینکم“

واللہ: جو عام مسلمانوں کو ملتا ہے تمہیں بھی وہی ملے گا۔ چاہے آپ کے لیے پورا ہو یا نہ ہو یہ میرے اور تیرے درمیان اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے۔

20- حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دن ظہر یا عصر کی نماز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بُلایا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مسجد میں بیٹھے پایا۔ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: میرے کنٹرول میں جو مال ہے میں اس کا استعمال کرنا نگران بننے سے پہلے بھی جائز نہیں سمجھتا تھا۔ سوائے اس مال کے جو میرے لیے حلال تھا۔ لہٰذا اس میں سے تجھے کچھ نہیں دے سکتا۔ البتہ میں عالیہ کے باغ کے پھل سے تمہاری مدد کرتا ہوں۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت لیکر اپنی قوم کے کسی تاجر آدمی کے ساتھ ملکر تجارت کرو، اور اس سے اپنے اور اپنے گھر والوں کا خرچہ نکال لیا کرو۔ چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کیا۔

21- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص نگران تھا ...

درہم گرا ہوا ملا۔ اس نگران نے وہ درہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو دے دیا۔ نگران بیان کرتا ہے میں ابھی اپنے گھر کی طرف واپس آیا ہی تھا تو فوراً آپ کا قاصد آ گیا۔ کہ تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بُلا رہے ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے ہاتھ میں وہی درہم تھا۔ آپ نے فرمایا: اے نگران تو تباہ و برباد ہو جائے تو نے مجھ پر زیادتی کیوں کی؟ میرے اور اپنے ساتھ یہ درہم دیکر ظلم کیوں کیا؟ نگران نے عرض کیا: یا امیر المومنین یہ زیادتی کیسے ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: "اردت ان تخاصمني امة محمد صلى الله عليه وسلم، في هذا الدرهم يوم القيامة" کیا تو یہ ارادہ رکھتا ہے کہ قیامت کے دن اس ایک درھم کے متعلق امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ جھگڑا کرے؟۔

22-عمر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ جلولاء (یہ جگہ کا نام ہے) سے کچھ زیورات آئے ہیں جن میں کچھ چاندی کے برتن بھی ہیں۔ آپ تشریف لا کر جو حکم فرمائیں گے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: جب تو مجھے فارغ دیکھے تو یاد کروانا۔ پس اس قاصد نے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فارغ دیکھ کر عرض کیا: یا امیر المومنین، آج آپ فارغ ہیں۔ اب کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا "ابسط لي نطعا" تو میرے سامنے چمڑے کا ترپال بچھا دے اور اس پر وہ سارا مال لا کر رکھ دے چنانچہ ایسا کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی "اللهم انك ذكرت هذا المال" اے اللہ: تو نے اس مال کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

زين للناس حب الشهوات من النساء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة (آل عمران: ١٤)

لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت عورتیں، بیٹوں اور اوپر تلے سونے چاندی

کے ڈھیر سے آراستہ کی گئی۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"لکیلا تاسوا علی مافاتکم و لا تفرحوا بما آتاکم (ال عمران:۱٤)

اس لیے کہ تم غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو پھر دیا۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا:

"اللھم انا لا نسطیع الا ان نفرح بما زینت لنا، اللھم انی اسالك ان تضعه فی حقه واعوذ بك من شره"

اے اللہ عزوجل بے شک ہم طاقت نہیں رکھتے کہ ہم خوش ہوں سوائے اس کے جو تو نے ہمارے لیے زینت بخشی: اے اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اس زینت کو اس کے مقام پر رکھ اور اس کے شر سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔

پھر آپ کا بیٹا آیا جسے عبدالرحمٰن بن لھیتہ کہا جاتا تھا۔ اس نے عرض کیا۔

"یا ابتاہ ھب لی خاتما ؟" اے میرے باپ مجھے ایک انگوٹھی دیں۔ آپ نے فرمایا" اذھب الی امك تسقیك سویقا ؟" تو اپنی ماں کے پاس جاوہ تجھے ستو پلائے گی۔ بیٹے کے انگوٹھی مانگنے پر بھی اس کو کچھ عطا نہ کیا۔

23-عبداللہ بن غنم کہتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مصروف تھے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا اور لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ تو امیر المومنین بھی اپنے گھر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے پیچھے چلا آیا۔ تو آپ نے لونڈی سے کہا، ناشتہ لاؤ۔ تو لونڈی روٹی اور زیتون کا ناشتہ لیکر آئی تو آپ نے فرمایا" ویحك الا جعلت مکان الزیت سمنا" تو مر جائیں۔ زیتون کی جگہ گھی کیوں نہیں لائی تو لونڈی نے عرض کیا:"یا امیر المومنین انك جعلت مال اللہ فی امانتی وان فرق الزیت یقوم بکذا وبکذا، وفرق السمن یقوم بکذا وکذا۔

اے امیر المومنین: آپ نے اللہ کے مال کو میرے پاس بطور امانت رکھا ہے۔ زیتون کا فرق (یہ ایک پیمانہ ہے جس میں تین صاع یا سولہ (16) رطل ریتو نہوتا ہے) گھی کی بنسبت بہت سستا ہے۔ اس لیے زیتون ناشتہ میں پیش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ویحك اما علمت، ان داود علیه السلام كان يعمل فياكل من عمل يديه ؟“ تو مر جائیں کیا تو جانتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے؟

24- حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ” ولا يحل لي ان آكل من مالكم هذا، الا كما كنت آكل من صلب مالي، الخبز والزيت والخبز والسمن“

تمھارے بیت المال سے میرے لیے صرف اتنا کھانا حلال ہے جتنا میں اپنے مال سے کھاتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ ایک روٹی، زیتون یا روٹی اور گھی کئی مرتبہ آپ کے پاس زیتون سے تیار شدہ دیگ لائی گئی اور اس میں گھی ملا ہوا تھا۔ تو آپ نے قوم سے اس کھانے کی معذرت کرتے ہوئے کہا: ” انی رجل عربی ولست استمری من الزیت“ میں عربی مرد ہوں کھانے کو زیتون سے مزے دار نہیں بناتا ہوں۔

نوٹ:۔ علامہ عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ الرحمتہ مصنف کتاب ھٰذا، فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات سے بَری تھے کہ وہ گھی کھاتے کیونکہ تمام سیرت نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے گھی کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔ اور زیتون کھانے کی وجہ سے آپ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ (طبقات الکبری: ۳۲٤/۳)

25- یاسرة بن سمی المزنی فرماتے ہیں: جابیہ کے مقام پر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ کے دوران فرماتے ہوئے سُنا: ”ان الله عزوجل، جعلني خازنا لهٰذا المال وقاسمه“ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مال کا خازن اور قاسم بنایا ہے)۔ میں اس مال کی تقسیم میں ابتداء نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کروں گا

پہلے حصے ان کو دوں گا پھر آپ کے قریبی رشتہ داروں کو پھر دوسرے اشراف کو حضرت جویریہ، صفیہ، میمونہ رضی اللہ عنہن کے علاوہ باقی تمام امہات المومنین کے لیے ایک ہزار درہم مقرر فرمائے۔

26-ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان انصاف فرمایا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انصاف کیا۔ پھر آپ نے مال کی تقسیم کی ابتدا، ہجرت کرنے والے صحابہ کرام سے فرمائی کیونکہ انہیں دشمنی اور ظلما گھروں سے نکالا گیا تھا اور ان کے اشراف یعنی بزرگوں سے تقسیم شروع فرمائی۔ تو آپ نے بدری صحابہ کرام کے لیے پانچ ہزار درھم مقرر فرمائے اور انصار صحابہ کرام میں سے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ان کے لیے چار ہزار درھم مقرر کیے۔ پھر آپ نے فرمایا: ہجرت میں پہل کرنے والوں کو پہلے اور تاخیر کرنے والوں کو تاخیر سے درہم عطا کروں گا۔

بے شک میں خالد بن ولید کے متعلق تم سے معذرت کرتا ہوں کیونکہ میں نے اسے آڈر دیا تھا کہ غریب مہاجرین کے لیے کچھ مال بچا لینا۔ لیکن انہوں نے بہادروں، وڈیروں اور اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ تو میں نے انہیں اس عہدے سے معزول کر دیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس کی جگہ گورنر مقرر کیا۔

27-حضرت انس بن مالک اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کے لیے پانچ ہزار درہم، انصار کے لیے چار ہزار اور مہاجرین کی اولاد میں سے جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے ان کے لیے چار ہزار درھم مقرر فرمائے۔ ان میں عمر بن ابی سلمۃ ابن عبد الاسد مخزومی اور امامۃ بن زید، محمد بن عبداللہ جحش اسدی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غزوہ بدر میں شامل نہیں تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر میرا حق بنتا ہے تو مجھے [illegible]

ورنہ عطا نہ کیا جائے حضرت عمر نے ابن عوف رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے پانچ ہزار مقرر کر دیں، اور میرے لیے چار ہزار درہم مقرر کر دینا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: " لا اریــد هـٰـذا " میں اس مال کا خواہشمند نہیں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" واللہ لا اجتمـع انا وانت فی خمسة آلاف " اللہ کی قسم میں اور تو اس پانچ ہزار درہم میں شامل نہیں ہو سکتے۔

28- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اھل بدر کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔ امام زہری فرماتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دس ہزار درہم مقرر کیے۔ ابی سلمة بن عبدالرحمٰن فرماتے: تقسیم مال کے متعلق حضرات صحابہ کرام نے مشورہ کیا۔ تو عبدالرحمٰن، عثمان، علی رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا۔ " اِبدء بنفسك " پہلے اپنے آپ سے شروع کریں پھر دوسروں کے لیے آپ نے فرمایا:۔

" لابـل ابـدا بـعـم رسـول اللہ صلى اللہ عليه وسلم ثم الاقرب فالا قرب منهم من رسول اللہ " نہیں، بلکہ تقسیم کی ابتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے کروں گا پھر ان کے قرابت داروں سے پھر ان میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوں پھر حدیبیہ کے بعد جو لوگ دور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں مرتدین کی سرکوبی کے لیے کیے تھے ان کے لیے حصہ مقررہ کیا۔ پھر اهــل رده کے لیے تین تین ہزار درھم حصہ مقرر کیا۔

قادسیہ، شام اور جنگ یرموک والوں کے لیے دو دو ہزار مقرر کیے قحط میں مبتلا اور اہل علم کے لیے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ قادسیوں والوں کو شام والوں کے ساتھ اکٹھا کر دیا تھا۔

29- ابی زھرہ بن ابی سلمة سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے پچیس ہزار درہم مقرر ہوئے اور زہری کے بقول بارہ ہزار مقرر ہوئے اہل بدر کی خواتین کے لیے پانچ پانچ سو اس کے بعد حدیبیہ کی خواتین کے لئے چار چار سو اور اس کے بعد

والیوں کے لیے تین تین سو اور قادسیہ کی خواتین کے لیے دو دو سو پھر ان کے بعد والی خواتین کے درمیان برابر حصے مقرر کیے گئے تھے۔ بچوں والوں اور ان کے علاوہ دوسروں کے لیے سو سو درہم مقرر کیا گیا وہ سب لوگ اس میں برابر تھے۔

ابی زھرہ بن ابی سلمۃ کے بقول ازواج مطھرات کے لئے دس دس ہزار درھم حصہ مقرر فرمایا: جوان کو ان کی وفات تک دیئے گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو ہزار درہم زیادہ دیئے گئے لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بفضل میزاتلك عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فا ذا اخذت فشانلك'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کی بڑی شان ہے اس کی وجہ سے یہ مال دیا جا رہا ہے اسے قبول کیجئے۔

30-ابوسلمۃ، محمد، مہلب اور طلحہ کا کہنا ہے 15ھ میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت تقسیم کیا تو وہ درجہ بدرجہ تقسیم فرمایا: تو صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کو قادسیہ والوں کے برابر دیا گیا تو صفوان نے کہا: میں یہ نہیں لوں گا کیوں کہ حسب ونسب کے لحاظ سے مجھ سے کم تر لوگوں کو مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے مجھے یہ قبول نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''انما اعطيتهم على السابقة فى الاسلام لا على الاحساب'' یہ تقسیم حسب کے لحاظ سے نہیں بلکہ اسلام میں پہل کرنے کی وجہ سے ہے، کہنے لگا، پھر ٹھیک ہے اس کے وہ حقدار ہیں یہ مجھے منظور ہے کیوں کہ وہ اسلام اور جہاد کرنے میں پہل کرنے والے ہیں۔

31-عبدالملک بن عمر سے روایت ہے کہ جب مدائن فتح ہوا تو بہت سارا مال غنیمت ہاتھ آیا اس میں ایک انتہائی قیمتی بچھونا بھی تھا یعنی قالین، باقی مال تقسیم ہو گیا اور اس قالین کی تقسیم سے اس کے ضائع ہونے کا امکان تھا۔ کیوں کہ وہ بہت بڑا تھا کسریٰ

نقش ونگاری یعنی پھول بوٹے اور درختوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔اس کی زمین سونے اور نقش ونگار چاندی وغیرہ کے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور فرمایا اس کو کاٹا جائے تو اس کی افادیت ختم ہو جائے گی۔اس کو بیچ بھی نہیں سکتے کیوں کہ اس کو خریدنے کی طاقت کوئی نہیں رکھتا لہٰذا ایسا کرتے ہیں،اسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صوابدید پر چھوڑ دیتے ہیں اور وہ اس کو جس حساب میں رکھیں گے ہم اس پر راضی ہو جائیں گے۔تو تمام حضرات نے ہاں میں جواب دیا۔چنانچہ وہ قالین مدینہ منورہ بھجوا دیا گیا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کیا تو بعض نے کہا آپ ہی اس قالین کو لے لیں۔بعض نے کہا آپ اپنی رائے کے مطابق فیصلہ فرمادیں،حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا۔

”لم تجعل علمك جهلا ويقنيك شكا انه ليس لك من الدنيا الا ما اعطيت فا مضيت او لبست قابليت او اكلت فافنيت“

امیر المومنین آپ اپنے علم کو جہالت اور یقین کو شک کیوں بناتے ہو۔آپ دنیا سے اتنا مال لیں جو عطا کر کے ختم کریں پہن کر پرانا کر دیں اور کھا کے ختم کر دیں اس سے زیادہ نہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو آپ نے سچ فرمایا پھر اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا تو اس کا ٹکڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حصے میں بھی آیا جس کو فروخت کر کے بیس ہزار درہم وصول ہوئے۔

32-زہری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمبل تقسیم فرمائے”فلم يكن فيها مايصلح للحسن والحسين رضوان الله عليهما فبعث الى اليمن فاتي لهما بكسوة فقال:الآن طابت نفسي“ لیکن ان میں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے شایان وشان کوئی کمبل

نہیں تھا۔ تو آپ نے یمن سے کمبل منگوا کر حسنین کریمین کو دیا اور فرمایا اب میں خوش ہوں یعنی شہزادوں کے معیار کے مطابق کمبل آ گئے۔

33-ابووائل کہتے ہیں ابن زیاد نے مجھے بیت المال کا نگران مقرر کیا تھا۔ ایک دن ایک شخص ابن زیاد کی پرچی لے کر آیا کہ باورچی کو آٹھ سو درھم دے دو میں نے اس سے کہا ابھی ٹھہر جاؤ میں سیدھا ابن زیاد کے پاس گیا اور اس سے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قضا اور بیت المال کے منصب پر فائز فرمایا تھا حضرت عثمان بن احنف رضی اللہ عنہ کو فرات کی زمینوں کا نگران اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نماز اور فوج کا نگران مقرر فرمایا۔ ان سب حضرات کیلئے صرف ایک بکری یومیہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا جس میں آدھا حصہ اور پائے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کیلئے ایک چوتھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیلئے جبکہ ایک چوتھائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے مقرر کیا اور آپ نے ایک باورچی کو اتنا زیادہ وظیفہ دے دیا ابن زیاد نے مجھ سے بیت المال کی چابی لیکر کہا جاؤ جہاں چاہتے ہو چلے جاؤ۔

باب 40

مظالم سے ڈرنا قصاص کیلئے اپنے آپ کو پیش کرنا

1۔ احنف بن قیس فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم ایک عظیم فتح کی خوشخبری لیکر ایک وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا (این نزلتم) کہاں سے آئے ہو، عرض کیا: فلاں جگہ سے آرہے ہیں۔ اور فلاں جگہ پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہماری سواریوں کے مقام پر تشریف لائے سواریوں پر نظر ڈال کر فرمایا: "الا اتقیتم اللہ فی رکابکم ھذہ" تم ان جانوروں کے متعلق اللہ سے نہیں ڈرتے ہو "اما علمتم ان لھا علیکم حقا؟ الا خلیتم عنھا" ان کا بھی تم لوگوں پر حق ہے ان کو بھی آزاد چھوڑ دیتے تاکہ یہ گھاس وغیرہ کھا لیتے۔ ہم نے عرض کیا: یا امیر المومنین ہم چونکہ ایک عظیم فتح کی خوشخبری لیکر آئے تھے، تو ہم نے جلدی سے انہیں باندھ دیا اور دوسرے مسلمانوں کو خوشخبری سنانا کی عرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اس کے بعد ہم واپس چلے تو راستے میں ایک شخص ہمارے سامنے آیا کہنے لگا: امیر المومنین "انطلق معی فاعدنی علی فلان فانه ظلمنی" آپ میرے ساتھ چلئے اور میری مدد فرمایئے، فلاں شخص نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں درہ یعنی کوڑا تھا اس سے اس کے سر کو دبا کر نیچے کیا اور فرمایا میں مسلمانوں کے اہم امور میں مشغول ہوتا ہوں اور تم لوگ کہتے ہو، آؤ میری مدد کرو وہ شخص بڑبڑاتا ہوا چلا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا، تو اس پر خوف طاری ہو گیا جب وہ واپس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑا پکڑا کر فرمایا:

"امسك و اضـربـنـی" اسے میرے سر پر مار کر اپنا بدلہ لے لو، اس نے کہا میں نے اللہ کے لیے آپ کو معاف کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واضح کرو اللہ تعالیٰ کے لیے یا میرے لیے کہنے لگا اللہ کے لیے معاف کیا فرمایا: اب چلے جاؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے پیدل سیدھے گھر آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے گھر آتے ہی آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔

"یا ابن الخطاب کنت وضیعا فرفعك الله و کنت ضالا فهداك الله و کنت ذلیلا فاعزك الله ثم حملك علی رقاب المسلمین فجاءك رجل یستعدیك فضربته ماتقول لربك غدا اذا اتیته؟" اے خطاب کے بیٹے تو بے وقعت تھا اللہ تعالیٰ نے تیری قدر کو بلند کر دیا تو گمراہ تھا اللہ نے تجھے اسلام کی دولت سے نواز اور مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا اور تم مدد کرنے والوں کو مارتے ہو کل خدا کے دربار میں کیا جواب دو گے؟ جب تم اس کی بارگاہ میں آؤ گے پھر آپ نفس کو مسلسل ملامت کرتے رہے، مجھے یقین ہو گیا کہ وہ زمین کے سینے پر تمام انسانوں سے بہتر انسان ہیں۔

2۔ ایاس بن سلمۃ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں بازار میں جا رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا کوڑے سے مجھے مار کر کہا: اے مسلمۃ راستے کے ایک طرف ہو کر چلو کوڑا مجھے نہیں لگا بلکہ ہلکا سا میرے کپڑوں کو لگا تھا، میں ایک طرف ہو گیا آپ تشریف لے گئے معاملہ ختم ہو گیا پورے ایک سال کے بعد پھر بازار میں ان سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: "یـا سـلـمـة اردت الـحـج الـعـام" اے سلمۃ: تم حج کو جانا چاہتے ہو میں نے کہا جی ہاں، یا امیر المومنین پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور ایک تھیلا نکالا جس میں چھ سو درہم تھے مجھے عطا کر کے فرمایا ان کو اپنی ضرورت میں استعمال کرو اور یہ یاد کرو کہ پچھلے سال میرا کوڑا تجھے لگا تھا یہ اس کا عوض سمجھو میں نے عرض کیا: "واللہ یا امیر المومنین ما ذکرتها حتی ذکرتنیها: قال: وانا واللہ مانسیتها بعد" واللہ، اے امیر

المومنین یہ بات میں بالکل بھول گیا تھا حتیٰ کہ آپ نے ابھی یاد دلایا فرمایا: اللہ کی قسم، میں اس کے بعد اس کو نہیں بھولا۔

3- حضرت عاصم بن عبید اللہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرما رہے تھے، گرمی کی دھوپ پڑی جس کی وجہ سے چادر کو سر کے اوپر لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اتنے میں قریب سے ایک شخص نے آواز دی "یا امیر المومنین هل لك فی رجل قدبدت حاجته وطال انتظاره" اے امیر المومنین کیا آپ ایک ایسے شخص کی مدد کریں گے جس کو اس کی ضرورت نے قید کر لیا ہو اور وہ طویل انتظار کر رہا ہے؟۔

فرمایا کس نے اس کو قید کیا ہے؟۔ کہنے لگا، آپ نے حتیٰ کہ ان کی آپس میں منہ ماری ہوگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے سے مار، اس نے کہا: آپ نے میرے متعلق جلد بازی سے کام لیا۔ اگر میں مظلوم تھا تو میرا حق مجھے دے دیتے، اگر ظالم تھا تو مجھے ظلم سے باز رکھتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی قمیض کا ایک کونہ پکڑا اور اسے کوڑا دیکر کہا "اوقتص" تم بدلہ لے لو، اس نے عرض کیا: "ما انا بفاعل" میں بدلہ نہیں لوں گا، فرمایا تم ضرور بدلہ لو جیسا کہ ایک منصف اپنا حق وصول کرتا ہے اس شخص نے کہا "فانی اغفرها" میں نے معاف کر دیا۔

4۔ سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کوئی غلطی کرتے ہوئے دیکھا تو اسے ایک کوڑا مار ڈالا۔ اس شخص نے عرض کیا:

"یا عمر ان کنت احسنت فقد ظلمتنی وان کنت اسات فما علمتنی " اے عمر: اگر میں نے ٹھیک کام کیا ہے تو آپ کا درہ مارنا مجھ پر ظلم ہے اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو آپ مجھے خبردار کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"صدقت فاستغفر الله لی فاقتص من عمر" تم نے سچ کہا: میں نے اللہ کے لیے معاف کر دیا ہے، اللہ کریم مجھے اور آپ کو بھی معاف کر دے۔

اعتراض:

کسی شخص نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے یہ کہنا کیسے جائز تھا کہ جس کسی کو میں نے مارا ہے، وہ مجھ سے قصاص لے لے حالانکہ لاٹھی کے ساتھ مارنے پر بالا جماع قصاص لازم نہیں آتا۔

اور یہ مسئلہ محمد بن سعد کی روایت سے اور زیادہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرض میں ارشاد فرمایا: جس شخص کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو میں حاضر ہوں مجھ سے قصاص لے لے یا کسی کے مال سے کچھ شے لی ہو تو میرا مال حاضر ہے اس سے وہ اپنا حق لے کر میرے لیے میرا مال حلال و جائز کر دے تاکہ میں اپنے رب کریم سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میں نے اپنا معاملہ حل کر لیا ہے اور کسی کا کوئی حق میرے ذمے نہیں ہے۔

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے منزہ مبرہ یعنی پاک صاف تھے کہ آپ نے کسی کو ناحق مارا ہو، اور جس نے کسی کو ناحق مارا ہو تو اس پر حد اور قید لاگو نہیں ہوتی بلکہ تعزیر ہوتی ہے۔ یعنی تعزیراً اس کو سزا دی جا سکتی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر میں نے ناحق کسی کو لاٹھی سے مارا ہے تو وہ تعزیراً مجھ سے بدلہ لے کیوں کہ قصاص لازم نہیں آتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قوم کے امام اور خلیفہ تھے تو امام کا اپنی رعایا پر حق لازم ہوتا ہے وہ کسی بھی جائز کام کا حکم دے سکتے ہیں۔

تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ لاٹھی کے ساتھ مارنے پر قصاص لازم نہیں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات پر ایسے قصاص کو جائز قرار دیں جس کو اللہ نے جائز نہیں کیا۔ جس طرح کسی کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ تو مجھے زخمی کر۔ یا تو مجھے قتل کر دے کیونکہ نفوس کی حرمت اللہ تعالیٰ کے

باب: 41

عمال کو وصیت اور ان کے احوال سے بحث

1۔ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم دونوں کو یہ پریشانی ہے کہ تم نے زمین پر اتنا ٹیکس لگا دیا ہے جس کی اسے طاقت نہیں ہے انہوں نے عرض کیا! نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لئن سلمنی اللہ لادعن ارامل العراق لا یحتجن الی رجل بعدی ابدا '' اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں ضرور بہ ضرور عراق کی بیوہ عورتوں کو اتنا سٹینڈ کر دوں گا کہ میرے بعد وہ کسی کی محتاج نہ ہوں۔ آپ کو یہ بات کیے ہوئے ابھی چار دن ہی گزرے تھے کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا۔ (طبقات الکبری: ۳۳۷/۳)

2۔ حضرت عمار بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگر کسی کو کسی علاقے کا حکمران مقرر فرماتے تو ایک معاہدہ لکھتے۔ اس پر انصار کی ایک جماعت کو گواہ بناتے، وہ عہد نامہ یہ ہے۔

''ان لا یرکب برذونا، ولا یاکل نقیا ولا یلبس رقیقا ولا یغلق بابہ دون حاجات المسلمین ثم یقول اللھم اشھد''

۱۔ وہ حکمران گھوڑے پر سواری نہیں کرے گا۔ ۲۔ عمدہ کھانا تناول نہیں کرے گا۔

۳۔ باریک کپڑے نہیں پہنے گا۔ ۴۔ ضرورت مند مسلمانوں کے لیے اپنا دروازہ بند نہیں کرے گا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اے اللہ عزوجل تو گواہ ہے۔

3- عمرہ بن مرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امراء کو خط لکھتے کہ اے امراء کی جماعت عوام پر تمہارا حق ہے اور عوام کا تم پر حق ہے۔ یاد رکھو۔

" فانه ليس من حلم احب الى الله ولا اعم نفعا من حل م امام و رفقه" حکمرانوں کی بردباری سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی نفع مند کوئی چیز ہے۔

" و انه ليس جهل ابغض الى الله ولا اعم ضراً من جهل امام و خرقه"

اور حکمرانوں کی جہالت اور اکھڑ پن اور کرخت رویے سے بڑھ کر کوئی چیز نقصان دہ نہیں اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ کسی کے لیے خیر خواہی اور آرام طلب کرنا، نزول رحمت کا باعث بنتا ہے۔

4- ابن سعد نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعمان کو میسان پر عامل بنایا وہ یہ اشعار کہا کرتا تھا۔

الا هل اتى الحسناء ان خليلها بميسان يسقى في زجاج و حنتم

اذا شئت غنتي دهاقين قرية ورقاصة على كل منسم

فان كنت ندماني فبالا كبر اسقني ولا تسقني بالاصغر المتثلم

لعل امير المؤمنين يسوء ه تنادمنا بالجوسق المتهدم

۱: خبردار کیا حسینہ آ گئی ہے کہ اس کا دوست اس کو میسان میں شیشے کے پیالے اور سبز رنگ کے کٹورے میں شراب پلائے۔

۲: جب میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے گانا سنائے تو جام کا پیالہ چھلکنا شروع ہو جاتا اور رقصہ تمام جانداروں کو مست کر دیتی ہے۔

۳: اگر میں نادم ہوتا ہوں تو وہ مجھے بڑے پیالے میں جام دیتی ہے، نہ کہ چھوٹے سوراخ والے پیالے میں مجھے پلاتی ہے۔

۴: غالباً امیر المؤمنین کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ برا منائیں گے۔ ہم لوگ محلوں میں رندانہ محبتیں رکھتے ہیں۔

5- عثمان خزامی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ شعر پہنچا تو آپ نے نعمان بن نضلة یہ آیات لکھا کر بھیجیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: حم، تنزیل الکتا ب من اللہ العزیز العلیم .غافر الذنب و قابل التوب شدید ذی الطول لا الٰہ هو الیه المصیر ۔ (غافر: ۱، ۳)

اور فرمایا مجھے تیرا یہ قول مجھے پہنچا ہے: لعل امیر المؤمنین یسوء ہ ۔ تنادمنا بالجوس المهتدم ۔ اس شعر کا ترجمہ پہلے گزر گیا ہے۔

محمد بن غفار نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قریش کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا۔ تو وہ یہ شعر کہا کرتا تھا۔

اسقنیی شربة الذ علیها واسق با للہ مثلها ابن هشام

مجھے شربت پلاؤ کہ اس سے مجھے لذت آئے، اللہ کی قسم، مجھے ابن ہشام کی مثل شربت پلاؤ۔

کیا کہنے والے نے یہ نہیں کہا۔ جواب دیا کہ ہاں امیر المؤمنین، اس نے کہا ہے

عسلا باردا بماء سحاب اننی لا احب شرب المدام

ترجمہ: بارش کے پانی کی طرح ٹھنڈا شہد دو۔ کیونکہ میں شراب کو پینا پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر آپ نے کہا: اللہ، اللہ، پھر اس سے کہا کہ تو اپنے عمل کی طرف پلٹ جا۔

6- حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ایما عامل لی، ظلم احدًا وبلغتنی مظلمته ولم اغیرها فانا ظلمته، میرے کسی عامل کی طرف سے کسی پر ظلم کرنے کی مجھے اطلاع ملے اور میں اس عامل کو معزول نہ کروں تو گویا میں نے اس پر ظلم کیا۔

7- حضرت عیاض اشعری فرماتے ہیں کہ جب شام کے فتح ہونے کی خوشخبری ملی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اپنے کاتب کو بلا کر مسجد میں تمام مسلمانوں کے سامنے پڑھواؤ۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "انه نصرانی لا یدخل المسجد" میرا کاتب نصرانی ہے وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نصرانی سے کیوں لکھوایا؟

آسق کہتا ہے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور میں نصرانی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

"اسلم حتی نستعین بك علی بعض امور المسلمین فانه لا ینبغی لنا ان نستعین علی امور هم من لیس منهم فابیت فاعتقنی وقال اذهب حیث شئتما" مسلمان ہوجاتا کہ ہم بعض اسلامی امور میں تم سے کام لیں سکیں کیونکہ غیر مسلموں سے مسلمانوں کے معاملات میں کام لینا ہمارے لیے مناسب نہیں ہے۔ میں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو آپ نے مجھ کو آزاد کر کے فرمایا: جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔

8- احنف بن قیس کہتا ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ایک سال اپنے پاس روکے رکھا ایک سال مکمل ہونے کے بعد فرمایا: اَحنف! میں نے ایک سال کے اندر تجھے آزمایا ہے لیکن تیرے ظاہری اعمال کو ٹھیک پایا: میں اُمید کرتا ہوں کہ تیرا باطن بھی ٹھیک ہوگا۔

"وانا کنا لنحدث انما یهلك هذه لامة کل منافق علیم" ہم یہ جانتے ہیں کہ اس اُمت کے لیے پڑھا لکھا منافق سب سے زیادہ خطرناک ہوگا۔ اے احنف تجھے معلوم ہے کہ تم کو ایک سال قید کیوں رکھا؟ ہم نے تجھے اس لیے قید کیا کہ:۔

"ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خوفنا کل منافق، علیم اللسان ونست منهم" بے شک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھے لکھے منافق سے ڈرایا

کرتے تھے۔ اب ہمیں یقین ہو گیا کہ (اے احنف) آپ منافق نہیں ہیں۔

9-حضرت عبدالرحمٰن ابن سابط سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگ ان کے مقرر کردہ حکمرانوں کی اطاعت نہیں کرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اور حکمرانوں کو اپنے پاس بلایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا'' ایتھا الرعیة ان لنا علیکم حقا: النصیحة بالغیب، والمعاونة علی الخیر'' اے قوم! ہمارے کچھ حق تم پر لازم ہیں: ا-عدم موجودگی میں ہماری خیر خواہی چاہنا۔ ۲- بھلائی کے کاموں میں ہماری مدد کرنا۔

''ایتھا الرعاة ان للرعیة علیکم حقا: واعلمو انه لا حلم الی اللہ، احب ولا اعم نفعا، من حلم امام و رفقه، وانه لیس جهل ابغض الی اللہ ولا اعم من جهل امام و خرقه، اعلمو انه من یاخذ بالعافیة ممن بین ظهرانیة یرزق العافیة ممن هو دونه''

حکمرانوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے حکمرانو! قوم کے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں۔ جان لو! حلم و بردباری سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ (بالخصوص امام وقت اور صاحب اقتدار) لوگوں کی بردباری نہایت ہی نفع مند ہے جہالت اور بدخلقی اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہے اور یہ بات خوب اچھی طرح جان لو کہ دوسروں کے آرام و عافیت کا خیال کرنا اپنی عافیت و آرام کا باعث ہوتا ہے۔

10-محارب بن دثار کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا ''من انت'' تم کون ہو؟ اس نے کہا! دمشق کا قاضی ہوں۔ فرمایا'' کیف تقضی'' کس طرح فیصلے کرتے ہو؟ کہنے لگا'' اقضی بکتاب اللہ'' کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرتا ہوں. فرمایا: اگر کوئی کتاب اللہ میں تمہیں نہ ملے تو کیا کرتے ہو؟ کہنے لگا'' اقضی بسنة رسول اللہ'' پھر سنت رسول کے مطابق فیصلے کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر اس میں بھی تمہیں مسئلہ نہ ملے تو کہنے لگا پھر میں اپنی رائے سے اجتهاد کرتا ہوں یا اهل الرائے

حضرات سے مشورہ کرتا ہوں۔ فرمایا: ''احســنــت'' بہت اچھا پھر فرمایا: اگر عدالت کی کرسی پر بیٹھ جاؤ، تو یہ دعا کیا کرو۔ وہ دعا یہ ہے:۔

''اللھم انی اسالك ان افتی بعلم، وان اقضی بحلم، واسالك العدل فی الغضب والرضا''

اے اللہ عزوجل! علم کی روشنی میں فیصلہ کرنے، غصے اور رضا دونوں حالتوں میں عدل وانصاف کرنے کی توفیق کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ شخص چلا گیا جب واپس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا! کیوں واپس آگئے ہو؟ کہنے لگا:۔

''رایــت الشــمــس والــقــمــر یقتتلان مع کل واحد منھما جنود من الکواکب)

میں نے سورج اور چاند کو آپس میں لڑتے دیکھا ہے اور ہر ایک کے پاس ستاروں کی ایک فوج ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو پھر کس کا ساتھ دیا کہنے لگا میں نے چاند کا ساتھ دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ پاک کا ارشاد ہے ''وجعلنا اللیل والنھار آیتین فمحونا ایۃ اللیل وجعلنا ایۃ النھار مبصرۃ''

(الاسراء:۱۲)(تفسیر قرطبی:۱۰/۲۲۵)

اور ہم نے رات اور دن کو نشانیاں بنادیا ہے اور پھر رات کی نشانی کو دھندلا کر دیا اور دن کی روشنی کو نظر آنے کے لیے روشن کر دیا ہے۔

لہٰذا تو آئندہ کسی عہدے پر فائز نہیں ہوسکتا، یہ بات اس طرح سچ ثابت ہوئی کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آپس میں لڑائی ہوئی تو اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔

11-حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کوفہ والوں نے بڑا تنگ کر دیا تھا، اگر کسی

ہوں تو وہ اسے کمزور سمجھتے ہیں اور اگر کسی سخت مزاج آدمی کو امیر بناتا ہوں تو اس کی شکا یت کرتے ہیں، میں کسی مضبوط اور امانت دار شخص کی تلاش میں ہوں اسے میں کوفہ کا امیر مقرر کروں گا ایک شخص نے کہا: یا امیر المومنین میری نظر میں اس منصب کے لیے ایک انتہائی قابل شخص موجود ہے فرمایا: کون ہے؟ کہنے لگا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "قاتلك الله والله مااردت الله بها"

اللہ تجھے تباہ کرے، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ اس مشورہ کو پسند نہیں کرتا یعنی تیرا مشورہ ٹھیک نہیں۔

12- عاصم بن بہدلہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ چند لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی نے پاس سے گزرتے ہوئے کہا (ویل لك یا عمر من النار) اے عمر! تیرے لیے آگ کا عذاب ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنین اس شخص کو بلا کر پوچھو، اس نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ اس پر اس کو سزا دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو بلاؤ جب وہ پاس آیا، آپ نے پوچھا: میرے لیے "ویل النار" کیوں کہا وہ شخص بولا کیوں کہ تم گورنر مقرر کرتے ہو اور ان کے لیے شرائط بھی مقرر کرتے ہو لیکن وہ ان پر عمل نہیں کرتے تو تم اُن سے پوچھ گچھ نہیں کرتے۔ فرمایا کیوں! کیا ہوا ہے؟ عرض کیا آپ کا مقرر کردہ گورنر مصر میں کسی بھی شرائط پر عمل نہیں کرتا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی گورنر مقرر کرتے تو تاکید کرتے کہ "ان لا یرکب دابة ولا یلبس رقیعا ولا یاکل نقیا ولا یغلق بابه دون حوائج الناس ومایصلحهم"

گورنر کسی سواری پر سوار نہ ہو گا باریک کپڑا نہیں پہنے گا عمدہ کھانا نہیں کھائے گا اور ضرورت مندوں کیلئے اپنا دروازہ بند نہیں کرے گا بلکہ ان کی اصلاح کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو جاسوسی معلومات کرنے کیلئے مصر بھیجا کہ ان کے متعلق جو شکایات ہیں ان کی حقیقت حال کا جائزہ لیں اگر شکایات غلط بھی ثابت

پاس لے آؤ چنانچہ وہ لوگ گئے حقیقت حال سے آگاہ ہونے پر معلوم ہوا کہ ان کے متعلق شکایات حقیقت پر مبنی ہیں اور تصدیق کرنے کے لیے اس کے گھر گئے دروازے پر دستک دی گیٹ کیپر نے کہا ان کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہم ان سے ضرور ملنا چاہتے ہیں اور ان سے ملنا ہماری مجبوری ہے پھر بھی اجازت نہ ملی تو انھوں نے کہا اگر ملاقات کا وقت نہیں دے گا تو ہم اس دروازے کو آگ لگا دیں گے۔ ان میں سے ایک آگ بھی لے آیا پھر جا کر اس گورنر کو اطلاع ہوئی۔ باہر آیا انہوں نے کہا "انا رسولا عمر لتاتیه" ہم امیر المومنین کے بھیجے ہوئے آپ کو لینے آئے ہیں۔ اس نے کچھ ٹال مٹول سے کام لینے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے اسے لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا "من انت ویلك" تو ہلاک ہو جائے، تو کون ہے؟

کہا میں مصر کا گورنر ہوں حالانکہ وہ دیہاتی آدمی تھا مصر کے بارونق ماحول اور خوشحالی سے فائدہ اٹھا کر ٹھیک ٹھاک صحت مند اور سفید رنگ ہو گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تم کو مصر کا گورنر بنا کر کچھ حکم دیا تھا اس پر عمل کرنا ضروری تھا مگر تم نے ان میں سے کسی ایک حکم پر عمل نہیں کیا اب تم سزا کے حق دار ہو تمہیں سزا ضرور ملے گی۔ پھر ایک لاٹھی اور آگے سے کھلی ہوئی قمیض منگوائی اور فرمایا جاؤ، سرکاری بکریوں میں سے تین کے قریب بکریاں لے آؤ بکریاں لائی گئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ قمیض اور لاٹھی دے کر فرمایا کہ قمیض پہن لو اور یہ لاٹھی ہاتھ میں لے کر فلاں مقام پر لے جا کر یہ بکریاں چرایا کرو یہ کام تمہارے لیے بہتر ہے اور یہ قمیض تیرے والد کے کپڑے سے کئی درجے بہتر ہے سخت گرمی کا موسم تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمجھ آ گئی جو کچھ میں نے کہا، آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ کہے، جب تیسری بار یہ فرمایا: تو اس نے خود کو زمین پر لٹا دیا اور عرض کرنے لگا: اللہ کی قسم، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا یہ میرے بس کی بات نہیں اگرچہ میری گردن اُتار دو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں تم کو دوبارہ اس

عہدے پر بحال کردوں تو تم بندے بنو گے اس نے کہا تو پھر تو آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عہدے پر اس کو برقرار رکھا اس کے بعد وہ سب سے بہتر گورنر نے ثابت ہوا۔

13- مصفق سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گورنر بنا کر معاہدہ لکھ کر اس کو عطا کیا اتنے میں اس کے بچوں میں سے کوئی بچہ آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اٹھا کر گود میں بٹھا لیا تو اس شخص نے عرض کیا: میں نے اس طرح کبھی اپنے بچوں کو کبھی گود میں نہیں بٹھایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "فما ذنبی ان کان اللہ عزوجل، نزع الرحمۃ من قلبك وانما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء ثم انتزع العھدمن یدہ"

اگر اللہ پاک نے تیرے دل سے رحم کو اٹھا لیا ہے تو میرا اس میں کیا قصور ہے؟ اللہ پاک رحم دل لوگوں پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے پھر وہ معاہدہ اس کے ہاتھ سے واپس لیکر اس کو معطل کر دیا۔

14- ابوعثمان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص کو کسی علاقہ کا گورنر مقرر فرمایا: وہ ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ ان کے پاس چلا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پیار کیا اور بوسہ دیا اس نے عرض کیا "اتقبل ھذا یا امیر المومنین؟ فواللہ ماقبلت ولدا لی قط" یا امیر المومنین: کیا آپ بوسہ دیتے ہیں؟ اللہ کی قسم: میں نے کبھی بھی اپنے کسی بچے کو بوسہ نہیں دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تو گورنر بننے کے قابل نہیں ہے کیونکہ تو لوگوں کے ساتھ رحمدلی کا معاملہ کیا کرے گا؟ لہٰذا تو گورنر نہیں بن سکتا یہ کہہ کر معاہدہ نامہ منسوخ کر دیا۔

15- امام شعبی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "الا وای رجل

فضلنی علی ابی بکر الا جلدته اربعین" خبردار کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت نہ دے، جس نے مجھے ان پر فضیلت دی، میں اسے چالیس کوڑے لگاؤں گا۔

16-ابن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں فلاں شخص کو قاضی کے عہدے سے ضرور معزول کروں گا اور فلاں شخص کو قاضی کے عہدے پر فائز کروں گا جب وہ جاہل شخص کو دیکھے تو اس سے جدا ہو جائے یعنی عالم اور جاہل میں فرق کرے۔

17-زید بن وہب فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوج کا ایک لشکر جہاد کیلئے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک نہر آئی جس پر پل نہیں تھا مگر اس نہر کو عبور کرنا بہت ضروری تھا۔ لشکر کے کمانڈر نے ایک آدمی سے کہا کہ تو اس نہر میں گھس کر دیکھ کہ اس کو عبور کرنا ممکن ہے یا نہیں اور یہ سخت سردی کا موسم تھا، اس نے عرض کیا "انی اخاف ان دخلت الماء ان اموت فاکرھه فدخل" اگر میں اس نہر میں غوطہ لگاؤں تو سردی کی وجہ سے مرنے کا خوف ہے، کمانڈر نے غوطہ لگانے پر مجبور کیا تو وہ نہ چاہتے ہوئے نہر میں گھس گیا اور "یا عمراہ یا عمراہ": اے عمر اے عمر کہتا ہوا نہر کے اندر چلا گیا اور سردی کی وجہ سے مر گیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ اس وقت مدینہ کے بازار میں تھے آپ نے فرمایا۔

"یا لبیکاہ یا لبیکاہ" میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں چنانچہ لشکر کے کمانڈر کو پیغام بھیجا و راسے عہدے سے معطل کر دیا اور کہا "لولا ان تکون سنة بعدی لاقدت منك لا تعمل لی عملا ابدا" اگر میرے بعد اس کام کے رواج پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھ سے قصاص بھی لیتا اور آئندہ تم کسی بھی عہدے پر کام نہ کر سکتے۔

18-حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ

للناس حوائج تقطع عنى اماهم فلايصلون الى واما عما لهم فلا يرفعو نها الىي" اگر میں زندہ رہا تو رعایا کی خبر گیری کیلئے ساری سلطنت میں ایک سال کیلئے دورہ پر نکلوں گا کیوں کہ دور کی رعایا کو مجھ تک رسائی نہیں ہوتی اور عمال لوگ ان کے معاملات مجھ تک نہیں پہنچاتے۔ میں لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے دو مہینے شام میں رہوں گا پھر کوفہ کی طرف چل پڑوں گا وہاں دو ماہ قیام کروں گا۔ پھر بصرہ میں دو ماہ گزار کر واپس آؤں گا۔

باب:42

سنت کی حمایت اور بدعت کی مخالفت

1- مسور بن مخرمۃ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک دفعہ ہشام بن حکیم کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا کچھ حروف کو اس نے اس طرح نہیں پڑھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھائے تھے میرے خیال میں وہ غلط پڑھ رہا تھا، میں اس کی گرفت کرنا چاہتا تھا مگر میں نماز میں مصروف تھا نماز سے فارغ ہو کر میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا، اس طرح تجھے قرآن کس نے پڑھایا۔ کہنے لگا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے کہا ''کذبت و اللہ ما اقرا ك هكذا رسول الله'' تو جھوٹ بول رہا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اس طرح نہیں پڑھایا میں اس کا ہاتھ پکڑ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ'' انك اقراتنی سورة الفرقان و انی سمعت هذا يقرا فيها حروفا لم تكن اقرا تنيها'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سورۃ الفرقان پڑھائی ہے، اس نے فلاں فلاں حروف کو اس طرح نہیں پڑھا، جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہشام سے فرمایا، پڑھو کس طرح پڑھتے ہو چنانچہ اس نے اسی طرح پڑھا جس طرح وہ پڑھتا تھا وہ تلاوت سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' هكذا انزلت'' اسی طرح نازل ہوا تھا پھر مجھ سے فرمایا: '' اقرا يا عمر'' اے عمر تم پڑھو، میں نے بھی اپنے انداز میں پڑھا تو فرمایا: '' هكذا انزلت'' اسی طرح نازل ہوا پھر فرمایا'' ان القرآن انزل على سبعة احرف'' قرآن کریم ساتھ

2-عابس بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حجرے اسود کو دیکھ کر فرمایا: "اما واللہ لو لا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک ثم قبلہ" اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا یہ کہہ کر حجرہ اسود کو بوسہ دیا۔ (مسند احمد: ۱/۱۶)

3-عبداللہ بن سرخس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کو استلام کرتے تو فرماتے "انی لا علم انک حجر لا تضرو لا تنفع ولو لا انی رایت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک" میں جانتا ہوں کہ تم ایک پتھر ہو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہو نہ نقصان اگر میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

5-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد جب پہلا حج کیا تو میں بھی آپ کے ساتھ حج میں شریک تھا، آپ نے حجرہ اسود کے قریب پہنچ کر اس کو بوسہ دیا اور استلام بھی کیا پھر فرمایا: "اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولو لا انی رایت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبلک واستلمک ما قبلتک ولا استلمتک" میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان دے سکتا ہے اگر میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے اور سلام کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے کبھی نہ چومتا اور نہ سلام کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لا یا امیر المومنین انہ لیضر وینفع ولو علمت تاویل ذلک من کتاب اللہ لعلمت ان الذی اقول لک کما یقول قال اللہ عزوجل"

نہیں، یا امیر المومنین، یہ نفع اور نقصان دے سکتا ہے، اگر قرآن کے معنی میں غور و فکر کریں گے تو آپ سمجھ جائیں گے جو کچھ میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔ ارشاد خداوندی ہے "واذا اخذ ربك من بنی آدم" سے لیکر "بلی" تک "(اعراف: ۱۷۲) اور

جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ان سب نے کہا: ہاں، ہم اقرار کرتے ہیں، کہیں قیامت کے دن یہ نہ کہنا شروع کردو کہ ہمیں تو اس چیز کی خبر نہ تھی، جب تمام لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اپنی بندگی کا اقرار کیا تو اس عہد کو لکھ کر اس پتھر کے اندر ڈال دیا۔ قیامت کے دن اس کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ "ولہ عینان ولسان وشفتان یشھد لمن وافاہ بالموافاۃ فھو امین اللہ فی ھذا المکان" اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور ایک زبان ہوگی اور جو اس کی پاس داری کرے گا یہ اس کے لیے گواہی دے گا یہ اس مقام پر اللہ کا امین ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لا ابقانی اللہ بارض لست بھا یا اباالحسن" اے ابوالحسن (اے علی شیر خدا) اللہ تعالیٰ مجھے اس زمین میں زندہ نہ رکھے جس میں تم نہ ہو۔

نوٹ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو اس طرح مخاطب اس لیے کیا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس کو چھوتے اور اس کی پوجا کرتے تھے اس لیے فرمایا میں اس کو اس لیے ہاتھ لگاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو ہاتھ لگاتے ہوئے اور چومتے ہوا دیکھا ہے۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ جس درخت کے نیچے بیٹھ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت رضوان لی تھی، لوگ اس درخت کے نیچے جا کر نماز پڑھنے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس سے منع فرمایا اور اس درخت کو کٹوا دیا۔

غلط فہمی کا ازالہ:۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ درخت اس لئے کٹوا دیا تھا کہ لوگ اس سے برکت حاصل کرتے تھے بلکہ اس لئے کٹوایا تھا کہ لوگ وہاں اصل درخت سے ناآشنا ہوگئے تھے اور وہاں کے ہر درخت کے نیچے برکت حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھنا شروع ہوگئے تھے۔ حالانکہ بہت سارے واقعات سے ثابت ہے کہ

5- معرور سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیلئے روانہ ہوئے ایک مقام پر پہنچ کر فجر کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۃ الفیل اور سورۃ القریش تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر قافلہ چل پڑا تھوڑی دور جا کر ایک مسجد نظر آئی لوگ اس میں نماز پڑھنے کے لیے دوڑ پڑے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اس مسجد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی فرمایا: ''ھکذا ھلک اھل الکتاب قبلکم اتخذوا آثار انبیا ئھم بیعا)

اہل کتاب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کے نشانات کو عبادت گاہ بنالیا تھا، جس کو یہاں نماز کا وقت ملے تو وہ نماز پڑھ لے اگر نماز کا وقت نہ ہو تو اپنا سفر جاری رکھے۔

6- حضرت عبداللہ بن ھرون بن عنیزۃ اپنے باپ دادا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر خطاب فرمایا: کہ اپنی رائے پر عمل کرنے والے سنت کے دشمن ہیں۔ احادیث کو یاد کرنے سے بچنے کیلئے اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں اور سنت کے خلاف مسئلہ بیان کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ خبردار! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کریں گے اور اپنی طرف سے کوئی نئی چیز اختیار نہیں کریں گے۔

7۔ عمر بن میمون اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔

''یا امیر المومنین انا فتحنا المدائن اصبت کتابا فیه کلام معجب'' اے امیر المومنین: جب ہم نے مدائن کو فتح کیا تو اس وقت ایک ایسی کتاب ملی جسمیں کوئی عجیب وغریب باتیں تھیں، فرمایا: ''امن کتاب اللہ'' وہ باتیں کتاب اللہ میں تھی عرض کرنے لگے نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑا منگوا کر اسے ایک لگا اور قرآن مقدس کی تلاوت فرمانی شروع کر دی اور یہ آیات تلاوت فرمائی'' الــــر تــلــك

آیات الکتاب المبین) الی اخرہ لعلکم تعقلون" (یوسف ۱-۳)

ترجمہ: یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں، بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو، ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں اس لئے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تم کو خبر نہ تھی۔ ترجمہ کنزالایمان

پھر فرمایا: تم سے پہلے لوگ بھی اسی لیے ہلاک ہوگئے کہ انہوں نے اپنے پادریوں کی کتابوں کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کو نظر انداز کر دیا حتیٰ کہ اس کی درس و تدریس کو بھی چھوڑ دیا، اس وجہ سے وہ علوم بھی دنیا سے ناپید ہوگئے جبکہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید موجود ہے۔

8۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ طواف کعبہ کے ابتدائی چکروں میں ہم جو رمل کرتے ہیں اور کندھے کو ننگا کر کے اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں۔ اب ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دے دیا ہے اور نہ ہی اب وہاں کفر کا کوئی وجود ہے مگر ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ادا کرتے ہیں۔

9۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا، یا امیرالمومنین "انا لقینا رجلا یسال عن تاویل القرآن" ہماری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی ہے جو قرآن کی تاویل کے بارے میں پوچھتا پھرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی "اللھم امکنی منہ" اے اللہ عزوجل اس شخص سے ملاقات کروا دے چنانچہ آپ ایک مرتبہ ایک محفل میں حاضر تھے اتنے میں ایک شخص نے آکر "والذاریات ذروا فالحاملات وقرا" کی تاویل پوچھنی شروع کر دی اور اس شخص نے سر پر عمامہ باندھا ہوا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "انت ھو" تو وہی شخص ہے؟ پھر آپ نے

کھڑے ہو کر آستین چڑھائی اور کوڑا لیکر اس کو مارنا شروع کر دیا پھر فرمایا: ''حتی سقطت عمامته'' اس کا عمامہ اتار دو عمامہ اتار کر دیکھا تو اس کے سر پر بال تھے۔ فرمایا: ''والذی نفس عمر بیده لو وجدتك محلو قالضربت راسك'' اس ذات کی قسم: جس کے قبضہ قدرت میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے اگر تیری ٹنڈ ہوتی تو میں تیرا سر اُڑا دیتا یعنی ٹنڈ بدعقیدہ اور منافق لوگوں کی پہچان ہے وہ بظاہر تو تبلیغ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ حقیقت میں مسلمانوں کے عقیدے کو خراب کر رہے ہوتے ہیں وہ شریعت کی آڑ میں شرارت کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: اس کو کپڑے پہناؤ اور سواری پر بٹھا کر اس کے ملک میں لے جاؤ اور وہاں لوگوں کو اکٹھا کر کے بتاؤ کہ ضبیع نے علم کو غلط طریقے سے استعمال کرنا شروع کیا ہے اس لیے یہ ساری زندگی ذلیل ہو گا حتیٰ کہ ھلاک ہو جائے گا۔

10- ابو عثمان نھری سے روایت ہے کہ ضبیع نامی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ''عن المرسلات والذاریات والنازعات'' کی تاویل کے متعلق سوال کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ''الق ماعلی راسك'' تو اپنے سر سے (عمامہ) اتار اجب اس نے سر سے عمامہ اتارا تو دیکھا اس کی دو مینڈیاں تھیں پھر آپ نے فرمایا: ''لو وجدتك محلو قالضربت الذی فی عیناك'' اگر میں تمہیں ٹنڈ کیے ہوئے پاتا تو میں ضرور تمہاری آنکھیں نکال دیتا پھر آپ نے بصرہ کی طرف پیغام بھیجا کہ تم اس بد عقیدہ شخص کی مجلس میں نہ بیٹھنا ابو عثمان کہتے ہیں اگر وہ بدعقیدہ شخص ہمارے پاس آتا تو ہم سیکڑوں کی تعداد میں بھی بیٹھے ہوتے تو فوراً اس شخص سے علیحدہ ہو جاتے۔

(نوٹ) یہ روایت ابراہیم تیمی اور قیس ابن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ جس کا مضمون تقریباً ایک جیسا ہے کہ ضبیع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا آیات کی تاویل پوچھی، تو آپ نے اس کے سر کو ننگا کر کے دیکھا تو اس پر بال موجود تھے آپ نے فرمایا: ''لو کنت محلوقا لضربت عنقك'' اگر تیری ٹنڈ ہوتی تو میں تیری

گردن اڑا دیتا، اس شخص نے کہا میں تو علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں آپ نے فرمایا: تو نے گمراہی کو اختیار کر لیا ہے۔

11- امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "جلد ضبيعا التميمي عن مساء لته عن حروف من القرآن حتى اضطربت الدماء في ظهره" ضبیع تمیمی کو قرآن پاک کے حروف مقطعات کے متعلق تحقیق کرنے پر کوڑے مارے حتیٰ کہ اس کی پیٹھ سے خون نکل آیا۔

12- حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمران بن حصین بصرہ سے احرام باندھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ایسا کرنے سے منع فرماتے ہوئے کہا، لوگ یہ باتیں کریں گے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص نے شہروں میں سے مصر سے احرام باندھ لیا ہے۔

13- حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو رنگدار دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: "ما هذا؟" یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا "انما هو طين" یہ بطور علاج پہنے ہوئے ہیں۔ فرمایا: "انكم اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم يقتدى بكم وينظر اليكم" تم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہو۔ لوگ تمہاری ایک ایک حرکت کو دیکھ کر تمہاری اقتداء کرتے ہیں۔

باب 43:

قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنا

1۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق پوچھا: تو کہا گیا (اے امیر المومنین اس آیت کا علم) فلاں شخص کو تھا اور وہ جنگ یمامہ میں قتل کیا گیا۔ آپ نے "انـــا للہ" کہا اور قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیا گویا کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو کتابی شکل میں جمع کیا۔

2۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا "من کان تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا من القرآن فلیاتنا بہ" جس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے متعلق کوئی آیت بھی ملی ہو وہ اس کو میرے پاس لے آئے، تو لوگوں نے اپنی اپنی ہمت سے اوراق، تختیوں اور کھجور کے پتوں پر جو کچھ قرآن کا حصہ لکھا تھا وہ لیکر حاضر ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کم از کم دو آدمیوں کی گواہی کے بغیر اسے قبول نہ کرتے۔

3۔ حضرت عبداللہ بن فضالہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا ارادہ کیا، تو اس کام کیلئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت بٹھائی اور فرمایا جب تم کسی آیت کی لغت میں اختلاف کرو۔ تو اسے مضر (قبیلہ) کی لغت میں لکھو کیونکہ قرآن مجید ایسی ہستی پر نازل ہوا ہے جس کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا۔

نوٹ: صاحب کتاب ابی الفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی کہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احادیث کی تدوین کا بھی پروگرام بنایا تھا پھر اس کے متعلق پورا ایک مہینہ استخارہ کرنے کے بعد فرمایا: مجھے پہلی امتوں کی ایک جماعت یاد آ گئی۔ جنہوں نے تدوین احادیث کا کام کیا تھا، تو لوگ کتاب اللہ کو چھوڑ کر ان کتابوں میں لگ گئے تھے۔

باب:44:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط

1۔ابوعثمان کہتا ہے کہ جس وقت ہم آذر بائیجان میں تھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خط میں لکھ بھیجا" یا عتبة ابن فرقد ایاکم والتنعم وزی اهل الشرك ولبوس الحرير فان رسول الله صلى الله عليه وسلم نها ناعن لبس الحرير" اے عتبہ بن فرقد تنعم اور کافروں کے لباس سے بچو اور ریشم پہننے سے اجتناب کرو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے۔

2۔ابوعثمان نھدی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم تہبند باندھو، نیکی کی طرف پلٹو اور جوتے پہنو، باریک کپڑے اور تنگ پائجامے پھینک دو۔تم سواری کی دیکھ بھال کرو، اچھلو کودو (یعنی جہاد کے لئے مشق کرو) اور تم میں سے ایک جماعت ہر وقت دشمن سے مقابلہ کے لئے تیار رہنے چاہیے۔تم تیر کو نشانہ پر پھینکو۔ناز ونخر کو چھوڑ دو اور عجمی لوگوں کو اکٹھا کرو۔ریشم سے بچو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہنے سے منع فرمایا ہے۔مگر اپنے ہاتھ مبارک کی انگلی سے (جو تھوڑی ریشم کپڑے کے ساتھ لگی ہوئی تھی) اس کی طرف اشارہ کیا۔

3۔ابوامامہ بن سہل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا کہ"علموا غلمانكم العوم ومقاتلتكم الرمی" تم اپنے بچوں کو تیرا کی اور تیر اندازی سکھاؤ۔

4۔عیاض اشعری کہتے ہیں کہ میں جنگ یرموک میں شریک تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: اگر لڑائی کی نوبت آجائے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ضرور

بلانا چنانچہ لڑائی کے وقت ہم نے ابوعبیدہ کو خط لکھا کہ ہماری مدد کریں ہم سخت امتحان میں پھنسے ہوئے ہیں، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خط کا جواب دیا۔

"انہ قد جاء نی کتابکم تستمدونی وانی ادلکم علی من ھوا عز نصرا واحضر جندا اللہ عزوجل فان رسول اللہ قد نصر فی یوم بدر فی اقل من عد تکم" آپ کا خط موصول ہوا، آپ نے مجھ سے مدد مانگی ہے میں تمہاری ایک ایسی ذات کی طرف مدد طلب کرنے میں رہنمائی کرتا ہوں جو میری مدد سے زیادہ اچھی طرح تمہاری مدد کر سکتی ہے۔ وہ ذات اللہ پاک کی ہے۔ جس نے میدان بدر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی حالانکہ وہ تعداد میں بہت کم تھے۔ جب میرا خط تمہیں موصول ہو تو فوراً بغیر کسی خوف وخطرے کے دشمن سے جنگ کرو اور پیچھے نہ بھاگنا چنانچہ ہم دشمن سے خوب لڑے اور اس کو شکست فاش دی اور چار فرسخ اس کا پیچھا کیا اور بہت سارا مال ہاتھ آیا۔

5۔ موسیٰ بن مثنی بن سلمۃ بن محبق ھذلی سے روایت ہے کہ میں بصرہ کے قریب دجلہ کے نزدیک مقام ابلہ کی فتح کے موقع پر میں بھی حاضر تھا اور قطبہ بن قتادہ سدوسی ہمارے لشکر کا امیر تھا اور جب مال غنیمت تقسیم ہوا، تو پیتل کی ہنڈیا میرے حصے میں آئی۔ جب وہ ہنڈیا میرے قبضے میں آئی تو غور سے دیکھنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہنڈیا سونے کی ہے دوسرے مسلمانوں کو پتہ چل گیا۔ انہوں نے لشکر کے امیر کو شکایت کی، تو امیر لشکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر یہ مسئلہ پوچھا: تو انہوں نے جواباً لکھا، اگر وہ شخص اس بات کی قسم کھائے کہ تقسیم کے وقت میں اس ہنڈیا کو پیتل ہی سمجھ رہا تھا اور ہنڈیا کے سونے کا علم بعد میں ہوا ہے تو ہنڈیا اس کے پاس رہنے دیں، اگر قسم کھانے سے انکار کرے، تو اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیں چناچہ خط کا جواب آنے کے بعد امیر لشکر نے میرے سامنے یہ معاملہ رکھا کیونکہ میں سچا تھا، مجھے اس ہنڈیا کے سونے کا علم بعد میں ہوا تھا۔ میں نے قسم کھائی تو امیر لشکر نے وہ ہنڈیا میرے پاس ہی رہنے دی پھر" وکان فیھا اربعون

الف مثقال قال فمنها اموالهم الذين توارثوها الى اليوم " محق کے پر پوتے موسیٰ نے اس ہنڈیا کو چالیس ہزار مثقال کے عوض بیچا۔وہ مال اب تک ہمارے پاس بطور وراثت چلا آ رہا ہے۔

6۔(i) ابو سعید بن ابی بردہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: حمد و ثناء کے بعد: خوش نصیب بادشاہ وہ ہے جس سے اُس کی عوام راضی ہو۔اور بدنصیب بادشاہ وہ ہے جس سے اُس کی عوام ناراض ہو۔ اگر تم کج روی اختیار کرو گے تو اس کا اثر عوام پر پڑھے گا اور یہ کج روی اختیار کرنا اسی طرح ہے جس طرح جانور کسی سرسبز و شاداب زمین کو دیکھ کر پیٹ بھرنے کی غرض سے وہاں چرنے لگتا ہے جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

والسلام عليكم .

(ii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور خط لکھا اور فرمایا: ”من خلصت نيته كفاه الله مابينه و بين الناس و من تزين للناس بغير ما يعلمه من قلبه شانه الله فما ظنك بثواب عند الله في عاجل رزقه“ جس کی نیت اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو اس کے معاملات کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔جو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے خود کو مزین کرتا ہے حالانکہ دل سے ان کو پسند نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ لوگوں کے ہاں اس کی عزت کو گھٹا دے گا، رحمتہ والسلام۔

(iii) ابی بختری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور خط حضرت ابوموسی اشعری کو لکھا خط کا مضمون یہ تھا۔

”لا توخر عمل اليوم لغد فتدال عليك الاعمال، فتضيع وان للناس لنفرة عن سلطانهم، اعوذ بالله ان تدركني واياكم، ضغائن محمولة و دنيا موثرة، واهواء متبعة“ آج کا کام کل پر مت ڈالو، اس طرح کاموں کی کثرت ہو جائے گی اور اس کا حل کرنا مشکل ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عوام کے دلوں

کی نفرت، دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے اور خواہش نفس کی غلامی سے محفوظ رکھے۔

7۔ابی عمران جونی سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک اور خط لکھا اور فرمایا: تیرا کاتب خط میں غلطیاں کرتا ہے۔اس کو کوڑے مارو۔ یزید بن حبیب نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: جس میں بسم اللہ کا سین نہیں لکھا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا ''ان اضربه سوطاً، فضربه'' اپنے کاتب کو کوڑے مارو۔ چنانچہ اس کو ایک کوڑا مارا گیا۔

پھر اسے کہا: ''فی ای شی ضربك ؟'' تجھے کس وجہ سے مارا گیا؟ تجھے معلوم ہے۔ پھر اسے بتایا گیا: بسم اللہ میں سین نہ لکھنے کی وجہ سے۔

8-حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں اور ایک خط میں لکھا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ تم تمام لوگوں کو ایک مجمع کی صورت میں اکٹھا کرتے ہو۔

" فاذا جاء ك كتابي هٰذا فاذن لاهل الشرف واهل القرآن والتقوىٰ و الدين فاذا اخذو مجالسهم فاذن للعامة"

فرمایا جب یہ خط تجھے موصول ہو جائے تو آئندہ سب سے پہلے معزز اور صاحب شرافت، علماء کرام، متقی پرہیزگار اور دین دار لوگوں کو (اگلی کرسیوں پر بٹھانے کے بعد) پھر عوام کو اجازت دو۔

9۔جعفر بن برقان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض گورنروں کی طرف خط لکھے اور خطوط کے آخر پر لکھتے تھے۔

"ان حاسب نفسك في الرخاء قبل حساب الشدة فانه من حاسب نفسه في الرخاء، قبل حساب الشدة عاد مرجعه الى الرضا و الغبطة" تنگی سے پہلے خوشحالی میں اپنے نفس کا احتساب کیا کرو، جو شخص خوشحالی میں اپنا

احتساب کرتا ہے وہ بالآخر خوشحال اور قابل رشک ہوگا۔

"ومن الهته حياته و شغلته اهواوه عاد امره الى الندامة والحسرة" جو شخص خوشحالی میں غافل اور خواہشات نفس میں قید ہو گیا بالاخر وہ غفلت اور خواہش نفس اسے ندامت اور حسرت کی طرف لوٹا دے گی۔

لہٰذا میری ان نصیحتوں پر عمل کرو۔ وقت ضرورت کام آئیں گی، عقل مند ہی نصیحت سے فائدہ لیتے ہیں۔

10۔ عروۃ بن زویم لخمی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھا۔ اس کو جابیہ کے مقام پر لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا "الزم خمس خصال، يسلم لك دينك" تو پانچ چیزوں پر پابند ہو جائے تیرا دین محفوظ ہو جائے گا۔

(i) "تحظ بافضل حظلك، اذ حضرك الخصمان، فعليك بالبينات العدول" اگر دو شخص جھگڑا لیکر تیرے پاس حاضر ہو جائیں تو عادل گواہوں اور قسم کے بغیر فیصلہ نہ کرنا۔

(ii) "والايمان القاطعة ثم ادن الضعيف حتى ينبسط لسانه ويجترى قلبه" پھر کمزور شخص کو اپنے قریب کرو، تاکہ وہ کھل کر بات کر سکے اور اس کا دل مضبوط ہو۔

(iii) "وتعاهد الغريب فانه اذا طال حبسه، ترك حاجته وانصرف الى اهله" مسافر آدمی کا خیال رکھنا۔ اگر اس کا کام ہونے میں دیر ہو جائے گی تو وہ اپنے کام اور ضرورت کو چھوڑ کر اپنے بال بچے کی طرف واپس پلٹ جائے گا۔

(iv) "واذا الذى ابطل حقه من لم يرفع به راسا" اور اگر کسی کا حق تلف

کیا گیا تو وہ ناامید ہو کر دوبارہ کسی حکام کے پاس نہیں جائے گا۔

(۷)"واحرص علی الصلح مالم یبن لك القضاء والسلام" اگر معاملہ ظاہر نہ ہو تو صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام

11۔ ابوحریز ازدی کہتا ہے، ایک آدمی اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی ران کا گوشت ھدیہ پیش کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس شخص کے ساتھ کسی کا جھگڑا ہو گیا۔ وہ فیصلہ کے لیے اپنے مخالف کو لیکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

"یا امیر المومنین اقض بیننا قضاء فصلا، کما یفصل الفخذ من سائر الجزور" اے امیر المومنین: ہمارے درمیان اتنا واضح فیصلہ فرمائیں جیسے اونٹ کی ران کو اونٹ کے جسم سے الگ کیا جاتا ہے اور وہ شخص بار بار اس بات کو دہرا رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، مجھے اس کی بات کے تکرار سے خوف لاحق ہوا۔ میں نے فیصلہ اس کے خلاف دے دیا۔ مگر اپنے ماتحت گورنروں کو آڈر لکھ بھیجا کہ کسی کا ھدیہ قبول کرنے سے بچو کیوں یہ بھی رشوت کے زمرے میں شامل ہے۔

12۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر پر تھے دوران سفر دور سے ایک آدمی کو آتے ہوئے دیکھا جو ہماری طرف کسی کام کی غرض سے آرہا تھا۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے رُک گئے، اتنے میں وہ شخص بھی آگیا۔ اُس کی حالت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اس سے پوچھا:" ماشانك؟ "تو کیوں پریشان ہے؟ عرض کرنے لگا۔ اے امیر المومنین" انی شربت الخمر، فضربنی ابوموسی و سود وجھی و طاف بی ونھی الناس ان یجالسونی، فھممت ان آخذ سیفی فاضرب به ابا موسی او آتیك فتحولنی الی بلد، لا اعرف فیه، او الحق بآرض الشرك۔

میں نے شراب پی لی تھی، جس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مجھے کوڑے لگوائے۔ میرا منہ کالا کر کے بازار میں گھومایا۔ اور تمام لوگوں کو میرے پاس اٹھنے

بیٹھنے سے منع کر دیا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ تلوار پکڑ کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دوں یا پھر آپ کے پاس آ جاؤں کہ آپ مجھے کسی ایسے علاقے کی طرف جلاوطن کر دیں کہ وہاں مجھے کوئی نہ پہچانے یا کسی غیر مسلم ملک میں چلا جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ گفتگو سن کر رو پڑے اور فرمایا: "مایسرنی انك لحقت بارض الشرك" مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تم کسی غیر مسلم ملک میں چلے جاؤ۔

پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ فلاں شخص میرے پاس آیا تھا اور یہ باتیں بتائی ہیں، میرے خط پہنچنے کے بعد لوگوں کو حکم جاری کر دو کہ اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیں، اگر یہ شراب نوشی سے توبہ کر لے تو اس کی گواہی قبول کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کپڑے دیئے اور دو سو درہم دینے کا حکم بھی جاری فرمایا۔

13۔ بجالہ کہتا ہے کہ میں حر بن معاویہ کا کاتب تھا جو احنف بن قیس کے چچا تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال پہلے ان کا ایک خط میرے پاس آیا: جس میں لکھا تھا۔

"ان اقتلوا اکل ساحرا وربما قال، وساحرة وفرقوا بین کل محرم من المجوس وانهرهم عن الزمزمة"

تم تمام جادوگروں کو قتل کرو۔ اور مجوسیوں میں دیکھو اگر ان میں سے کسی نے اپنے کسی محرم سے نکاح کیا ہے تو ان کے درمیان جدائی کرا دو، اور کھانا کھاتے وقت منہ بند کر کے آواز نکالنے پر پابندی لگا دو، چنانچہ ہم نے آپ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے تین جادوگروں کو قتل کر دیا اور محارم عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے والوں میں جدائی کر دی اور کھانے کے وقت آواز نکالنے سے منع کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نے کھانے کا اہتمام کر کے انہوں دعوت دی تو وہ آواز نکالے بغیر کھانا کھاتے۔ جبکہ آپ کی ران پر تلوار پڑی تھی۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

14۔ یزید بن عاصم سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس کا تعلق ملکِ شام سے تھا اور اس کے عصاب کافی مضبوط تھے۔ وہ کافی دیر غائب رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق پوچھا: تو آپ کو بتایا گیا کہ شراب پینے کی وجہ سے آپ سے خوف زدہ ہو کر غائب ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے سیکرٹری کو بُلا کر فرمایا: اس کو میری طرف سے ایک خط لکھو کہ میں تیرے سامنے اللہ کا تعارف کراتا ہوں جس کی شان یہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔

"غافر الذنب و قابل التوب شديد العقاب ذی الطول لا اله الا هو اليه المصير" (غافر:۳)

گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا، قوت والا، اس کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں اسی کی طرف واپس پلٹنا ہے۔ پھر اس کے لیے دعا فرمائی اور جس کے پاس وہ شرابی ٹھہرا ہوا تھا، اس کو امن دینے کا حکم دیا اور فرمایا: اس کو توبہ کرنے کا موقعہ دو، تاکہ وہ اپنی حالت میں تبدیلی لا سکے۔ جب خط موصول ہوا تو خط کو پڑھ کر کہنے لگا۔ میرے گناہوں کو معاف کرنے والے اللہ عزوجل نے مجھے معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور سخت عذاب سے مجھے ڈرایا ہے۔ میرا اللہ عزوجل خیر کثیر والا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں اور اس کی طرف پلٹنا ہے۔

یہ جملہ بار بار پڑھتا اور روتا جاتا۔ پھر اس نے شراب نوشی چھوڑ دی اور نیک ہو گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: تم اس طرح لوگوں کی اصلاح کیا کرو۔ جب تم کسی مسلمان بھائی کو گناہ کرتے دیکھو، تو اس کو درست کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے لیے دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کرنے کی توفیق دے۔ تم اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔

15۔عبدالرحمٰن بن عبدالقادر باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو خط لکھا: اما بعد۔

"فالزم الحق یبن لك، الحق منالی اهل الحق، یوم لایقضی الا بالحق و السلام" حق کو لازم پکڑو اور حق کے ساتھ فیصلے کرو۔ فیصلے کے دن (قیامت) اللہ تعالیٰ حق والوں کے ساتھ حشر فرمائے گا۔

16۔رفیع بن حرام بن معاویہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف خط میں لکھا: ان ادبو الخیل، و لا ترفعوا بین ظهرانیکم الصلب، و لا تجاورنکم الخنازیر "ترجمہ: تم گھوڑوں کو سدھارو، اور تم اپنے درمیان سختی دلی کا برتاؤ نہ کرو۔ اور خنزیر کے قریب نہ جاؤ۔

17۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض عمال کی طرف یہ پیغام لکھ بھیجا:

"اکتبوا عن الزاهدین فی الدنیا، مایقولونَ فان الله عزوجل وکل بهم ملائکة، واضعة ایدیهم علی افواههم، و لا یتکلمون الابما هیاه الله لهم" تم دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اور بزرگ لوگ جو کہتے ہیں وہ بھی لکھ لیا کرو کیوں اللہ تعالیٰ نے ان پر فرشتے مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔

18۔حضرت ابوعبداللہ بن ادریس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن ابی بردہ کے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ان خطوط کا مجموعہ تھا۔ جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے نام لکھا تھا۔ میں نے ان کے پاس جا کر وہ خطوط دیکھے ان میں سے ایک خط میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھتے ہیں:

امابعد:۔قاضی کا عہد اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ایک فریضہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواتر ہے۔ اگر کوئی جھگڑا تیری عدالت میں آجائے، تو اس کو حل کیے بغیر محض زبانی کلامی باتوں پر اکتفاء مت کرو۔ اپنی عدالت میں آئے ہوئے فریقین کے

ساتھ برابری کا سلوک کرو، تاکہ کسی طاقتور آدمی کو آپ کے متعلق اپنے ساتھ خصوصی رعایت کرنے کا لالچ اور کمزور آدمی کو اپنی کمزوری کی وجہ سے نا اُمیدی نہ ہو۔ فہم وفراست سے کام لینے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ بعض اوقات کسی معاملے کا قرآن و سنت سے حکم نہ ملنے کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسی صورت حال میں اشباہ وامثال اور اس جیسے ملتے جلتے فیصلوں پر قیاس کر کے معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کرو۔ اپنے پہلے فیصلوں پر قیاس کر کے ان کی مدد سے معاملہ حل کرلو۔ اپنی سمجھ کے مطابق حق کے ساتھ فیصلہ کر کے اس پر پورا اعتماد کرو۔ تمام مسلمانوں کی گواہی قابل قبول ہے سوائے اس شخص کے جس نے کسی پر تہمت لگانے کی وجہ سے سزا پائی ہو۔ یا اس کے جھوٹ بولنے کی عادت معروف ہو۔ جو کسی کے خلاف دعویٰ کرے، اس کو دعویٰ ثابت کرنے اور گواہ لانے کے لیے معین وقت دو۔ اگر وقت مقررہ کے اندر اپنا دعویٰ ثابت کرلے تو اس کا حق اس کو دیدو، اگر اس مقررہ وقت میں ثابت نہ کرسکا تو ”البینة علی من ادعی، والیمین علی من انکر“ مدعی پر دلیل ہے اور انکار کرنے والے پر قسم ہے۔ اس قانون کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے اور مجلس قائم کرنے سے بیزاری اختیار مت کرو۔ کیونکہ اس پر اجر عظیم ملنے کا وعدہ ہے۔ البتہ تیرے اور تیرے رب عزوجل کے درمیان جو معاملہ ہے۔ اس میں اپنی نیت کو خالص کرلو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی۔ لیکن اگر عمل صرف لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کیا اور نیت خالص نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے تیری قدر ختم کردے گا۔

19۔ ابی عمران جونی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا۔ کہ آپ ہمیشہ لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کو پورا کریں اور لوگوں کی قدر کریں اور کمزور مسلمانوں کا عدل وانصاف کے ساتھ حیاء کریں۔

باب:45

لوگوں کے دلوں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب

1۔ صحیح حدیث پاک میں ذکر ہے کہ ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ خواتین بیٹھیں ہوئیں تھیں اور اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے، تو وہ فوراً اُٹھ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اتھبنی ولا تھبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فقلن: نعم، انت افظ و اغلظ" کیا بات ہے کہ مجھ سے ڈرتی ہو اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ عرض کرنے لگیں۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آپ طبیعت کے زیادہ سخت ہیں۔

2۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حجام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر کے بال کاٹ رہا تھا، اور حجام طاقتور آدمی تھا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کھانسی آئی تو حجام کی ڈر سے ہوا خارج ہو گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس درہم دیئے۔ اس حجام (نائی) کا نام سعید بن اُلھیلم تھا۔ (طبقات ابن سعد: ۲۸۷/۳)

3۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارت پیدل چل رہے تھے اور آپ کے پیچھے صحابہ کرام کی بڑی تعداد بھی تھی۔ اچانک آپ نے پیچھے دیکھا تو ان میں کوئی بھی نظر نہ آیا سوائے ایک رسی کے جو گھٹنے کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ یہ دیکھا کر آپ آب دیدہ ہو گئے۔ پھر فرمایا: (اللھم انک تعلم، انی منک اشد فرقا منھم منی) اے میرے اللہ عزوجل: تو جانتا ہے کہ ان لوگوں کی بنسبت میں تجھ سے زیادہ ڈرتا ہوتا، جتنے یہ مجھ سے ڈرتے ہیں۔

4۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک خبر پہنچی کہ فلاں عورت کے پاس کچھ مرد بیٹھ کر گپ شپ لگاتے ہیں، تو آپ نے اس کے پاس ایک آدمی پیغام دے کر بھیجا، جب پیغام ملا تو وہ عورت ڈر گئی اور اتنی ڈری کہ اس کا حمل گر کر ضائع ہو گیا۔ یعنی اس کا بچہ پیدا ہوا اور وہ مردہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ تو انصار و مہاجرین صحابہ کرام علیہ الرضوان کو جمع فرما کر ان سے مشورہ کیا۔ تو مجلس کے پیچھے سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا امیر المومنین! میں مودب تھا اور آپ داعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ماتقول یا فلان ؟" تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ کہنے لگا۔ اگر یہ لوگ آپ کے ڈر کی وجہ سے آپ کی پیروی کریں گے، تو یہ آپ کے ساتھ خیر خواہی نہیں ہے اگر چہ یہ اپنی رائے سے بھی فیصلہ کریں تب بھی درست فیصلہ نہیں کر پائیں گے۔

یا امیر المومنین! آپ اس کی دیت ادا کریں تو یہ بہتر ہوگا۔ کسی نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا! "من الرجل ؟" وہ شخص کون تھے؟۔ فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

5۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ کچھ مسلمان حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیں کہ ہم آپ سے بہت ڈرتے ہیں حتیٰ کہ آنکھ اٹھا کر ان کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ فرمایا کیا انہوں نے حقیقتاً ایسا ہی کیا ہے "واللہ لقد لنت لهم حتى تخوفت الله في ذلك ولقد اشتددت عليهم حتى خفت الله في ذلك و ايم الله لا نالله اشد منهم فرقا مني" (طبقات ابن سعد: ۲۸۵/۳)

اللہ کی قسم: میں اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے ان کے لیے اتنا نرم دل ہو گیا ہوں کہ میری نرمی اور سختی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وہ لوگ جتنا مجھ سے ڈرتے ہیں میں اس سے

زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

6۔ عمر بن مرہ فرماتے ہیں کہ قریش کے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے فرمایا۔ آپ ہمارے ساتھ نرمی فرمایا کریں کیونکہ آپ کی ہیبت سے ہمارے دل ڈرے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''افی ذلك ظلم؟'' کیا اس میں ظلم ہے؟ کہا نہیں پھر فرمایا: ''فزادنی اللہ فی صدورکم مهابة'' اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں میری ہیبت کو زیادہ کیا ہے۔

7۔ حضرت عبداللہ بن جبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک آیت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھنا تھا' لیکن آپ کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے میں ایک سال تک کچھ پوچھ نہ سکا۔

باب:46:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زہد کا بیان

1- مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وجدنا خیر عیشنا الصبر" ہم نے بہترین زندگی صبر میں پائی ہے۔

2- احوص بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موٹا گوشت اور دودھ لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: "کل واحد منهما ادم" ان دونوں میں سے ہر ایک سالن ہے۔

3- ابن سعد نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کان ابی لا یتزوج النساء لشهوة الا طلب الولد" میرے والد نے نہ اولاد حاصل کرنے کے لیے شادی کی نہ عورت سے شہوت پوری کرنے کے لیے۔

4- حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے شہید ہونے تک گھی، چربی اور زیتون کے سوائے کسی اور چیز کا تیل استعمال نہیں فرمایا۔

5- حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق کے کچھ لوگ حاضر ہوئے، ان میں جریر بن عبداللہ بھی شامل تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک تھال میں روٹی اور زیتون لائے اور فرمایا: تم کھاؤ۔ انہوں نے تھوڑا سا کھانا کھایا آپ نے فرمایا: میں نے آپ کو تھوڑا سا کھاتے ہوئے دیکھا ہے کیا تم میٹھا، کھٹا، گرم اور ٹھنڈا یعنی لذیذ کھانوں سے پیٹ بھرنا پسند کرتے ہو؟

6- عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑا تھوڑا

تیار کروا سکتا تھا' لیکن میں نے کچھ حصہ اپنی دنیا سے آخرت کے لیے چھوڑ دیا ہے، ہم اسے آخرت میں پائیں گے، اللہ تعالیٰ نے عیش پرست لوگوں کو اچھے الفاظ میں یاد نہیں کیا ہے "اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا" (احقاف: ۲۰) تم اپنا حصہ پاک چیزوں میں سے دنیا کی زندگی میں لے چکے ہو اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے۔

7۔خلف بن حوشب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس بات میں غور وفکر کیا کہ اگر دنیا چاہتا ہوں تو وہ آخرت کیلئے نقصان دہ ہے اور اگر آخرت چاہتا ہوں تو وہ دنیا کیلئے نقصان دہ ہے جب یہ بات ہے تو ہمیشہ کے فائدہ کو سامنے رکھتے ہوئے فانی دنیا کے نقصان کو قبول کرلیا۔

8۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "خطب عمر الناس وھو خلیفة ازار فیه اثنتا عشرة رقعة" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے لباس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

9۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قمیض میں کندھے کے درمیان چار مختلف رنگ کے پیوند لگے دیکھے، ان میں سے ایک پیوند دوسرے سے نہیں ملتا تھا۔

10۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھے تو آپ ایسا لباس پہنے ہوئے تھے جس کی پشت میں چار پیوند لگے ہوئے تھے آپ نے پڑھا "فاکھة وابا" (عبس: ۳۱) فرمایا "اب" کیا ہے پھر آپ ہی نے فرمایا: یہ محض تکلف کو کہتے ہیں اور تمہیں کیا معلوم کہ (اب) کیا چیز ہے؟

11۔ابوعثمان النھری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تہبند

تعالیٰ عنہ کو طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ کی چادر کو بارہ پیوند لگے ہوئے تھے، ان میں سے ایک سرخ چمڑے کا پیوند بھی تھا۔

12- عبدالعزیز بن ابی جملیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کی نماز کیلئے کچھ دیر سے تشریف لائے تو منبر پر رونق افروز ہو کر لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے صرف اس قمیض نے لیٹ کر دیا میرے پاس اس کے سوا اور کوئی قمیض نہیں تھی اس کو سلائی کرنے میں دیر لگ گئی۔

13- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے خطبہ کیلئے کچھ لیٹ تشریف لائے، تو آپ نے اپنے لیٹ آنے کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا: "وانما حبسنی غسل ثوبی ھذا کان یغسل ولم یکن لی ثوب غیرہ" میرے اس کپڑے کے دھونے نے مجھے لیٹ کر دیا کیونکہ اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں تھا۔

14- زید بن وھب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازار تشریف لے جاتے ہوئے دیکھا کہ آپکے ہاتھ میں درہ (کوڑا) تھا، آپ کی قمیض میں چودہ پیوند لگے ہوئے دیکھے ان میں سے بعض چمڑے کے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رمی جمار (شیطان کو پتھر مارنا) کرتے دیکھا تو آپ پر ایک چادر تھی جسمیں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے ان میں سے بعض چمڑے کے تھے اور بعض پیوند ایک دوسرے کے ساتھ جوڑے ہوئے تھے، جب آپ بیٹھ کر اٹھتے تو بعض پیوند کھل جائے۔

15- ابو محسن طائی فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز ادا کی تو آپ کی قمیض پر پیوند لگے ہوئے تھے حالانکہ آپ امیر المومنین تھے۔

16- حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: قسم بخدا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو کبھی تین کپڑے پہنے ہوئے نہیں دیکھا میں نے حالت احرام میں ایک تہبند اور چادر پہنے ہوئے دیکھا۔ میں نے خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے لباس مبارک میں پیوند لگے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ عبا کی گریبان کانٹوں سے جوڑے ہوئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے جُبہ میں چمڑے سے پیوند لگے ہوئے تھے۔ حالانکہ آپ امیر المومنین تھے۔

17- اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر قحط کی مصیبت آپڑی اور گھی کافی قیمتی ہوگیا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھی کھاتے تھے، آپ کا پیٹ گڑ گڑ کرتا، آپ فرماتے پیٹ جو چاہتا ہے آواز نکال دیتا ہے، اللہ کی قسم: میں گھی اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جبتک لوگ نہ کھائیں کے پھر فرمایا: اے اسلم: آگ کے ذریعے اس کی گرانی توڑ دو، میں زیتون پکا کر لے آیا۔ آپ نے اسے کھایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قحط کے زمانے میں بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ گڑ گڑ کرتا تھا کیونکہ آپ زیتون استعمال کرتے تھے اور گھی کو اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ اپنی انگلیوں سے پیٹ بجا کر فرماتے کہ تو گڑ گڑ کر میرے پاس زیتون کے سوا کچھ نہیں ہے تاوقتیکہ لوگ خوشحال نہ ہو جائیں۔

18- حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”واللہ لا تنخل الدقیق“ اللہ کی قسم: آٹا نہ چھانا۔ یسار بن نمیر کہتے ہیں ”واللہ ما نخلت العمر الدقیق قط الا وانا له عاص“ قسم باخدا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کبھی آٹا نہیں چھانا، اگر ایسا کرتا تو میں نافرمان ہو جاتا۔

(طبقات الکبریٰ: ۳۱۹/۳)

19- ابوامامہ فرماتے ہیں ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ ایک معمولی سی قمیض پیش کی گئی۔ آپ نے گریبان کو گلے میں ڈالتے

ہی فرمایا: ”الحمد الله الذی کسانی ماواری به عورتی واتجمل به فی حیاتی“ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پردہ کرنے اور زینت کے لیے کپڑا عطا فرمایا۔ پھر مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نئے کپڑے پیش کیے گئے، آپ نے ان کو زیب تن فرما کر۔ یہ دعا کی اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: ”والذی بعثنی بالحق مامن عبد مسلم کساه الله ثیابا جددا فعمد سمل من اخلاق ثیابه فکساها عبدا مسلما سکینا لا یکسوه الا الله الا کان فی جوار الله وفی صنما ن الله ما کان علیه منها سلك حیا ومیتا“

اس ذات کی قسم: جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے لباس عطا فرمایا اور وہ بوسیدہ ہونے پر اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کسی اور کو پہنا دے تو جب تک اس کا ایک دھاگہ بھی باقی رہے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں ہو گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پاک بیان کرنے کے بعد بازو کو دراز کر کے دیکھا تو آستین تھوڑی سی بڑی تھی، تو آپ نے ہاتھ کے برابر سے زائد حصے کو کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو چھری لانے کا حکم دیا۔ پھر ہاتھ کے برابر کے زائد حصے کو کاٹ ڈالا۔ کسی نے کہا: آستین کے کٹے ہوئے حصے کی جھالر کو سلائی کرا دیں، فرمایا نہیں ایسا ہی رہنے دیا جائے۔

ابو امامہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا آستین کے دھاگے بار بار آپ کی انگلیوں کو لگتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۱/۴۴)

20- عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک اور مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ تک کا سفر حج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا اس سارے سفر کے دوران آپ نے کوئی مستقل خیمے کا بندوبست نہیں

کیا۔صرف چمڑے کا ایک ٹکڑا درخت کے اوپر ڈال دیا جاتا اور اس کے سائے میں بیٹھ جاتے۔

21-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قمیض زیب تن فرمائی: اس کی آستین لمبی تھی پھر آپ نے چھری منگوا کر حکم دیا: اے میرے بیٹے: اس کی آستین کو ہاتھ کی انگلیوں کے برابر کر کے زائد حصے کو کاٹ دو۔آستین کٹنے کی وجہ سے دھاگے باہر نکلے ہوئے تھے۔میں نے عرض کیا" یا ابت لو سویته بالمقص" اے ابا جان: اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے سی دوں۔

فرمایا: اسے اپنی حالت پر چھوڑ دو میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے اور زیب تن کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے دھاگے نکل کر قدموں تک آجاتے۔

22-علاء بن ابی عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ بغلوں کے بال صاف کرنے کے لیے نائی کو بلوایا۔لوگوں نے ان کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو"ان هذا ليس من السنة" یہ سنت نہیں ہے۔لیکن چونا نرم و نازک چیزوں میں سے ہے اس لیے میں نے اسے استعمال کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ (طبقات ابن سعد:۲۹۱/۳)

23-حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شہد کا شربت لایا گیا، آپ نے چکھا جب کہ وہ پانی اور شہد ملا کر شربت بنایا گیا تھا تو آپ نے فرمایا:"اعزلوا عنی حسابها اعزلوا عنی مونتها" تم اس کا حساب مجھ سے دور کرو اور اس کی مصیبت کو مجھ سے ہٹا دو۔

24-حمید بن ہلال فرماتے ہیں۔کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" والذی نفسی بیده لو لا تنقص حسناتی لخالطتكم فی لین عیشكم" اس ذات کی قسم: جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر نیکیاں کم ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں

تمہارے ساتھ مرغن کھانے کھا کر عیش کی زندگی بسر کرتا۔

25-یحییٰ بن وثاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو عصیدۃ (ایک کھانا ہے جو گھی اور آٹا ملا کر پکایا جاتا ہے) پکانے کا حکم دیا۔غلام نے پکایا حتیٰ کہ وہ تیار ہو کر ٹھنڈا ہو گیا۔تو لوگوں نے اپنی دنیا کی زندگی میں اپنا حصہ لینے میں جلدی کر دی۔

26-حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی ان چھنا آٹا استعمال کیا حتیٰ کہ جہاں فانی سے کوچ کر کے خالق حقیقی سے جا ملے اور اکثر آپ کا پیٹ گڑگڑ کرتا، تو آپ اپنے پیٹ کو ہاتھ سے بجا کر فرماتے تو صبر کر ابھی تجھے کھلانے کیلئے میرے پاس کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ سے ملنے تک صبر کرو۔

27-ابو عمران جونی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے"لنحن اعلم بلين الطعام من كثير من آكليه ولكنا ندعه ليوم" ہم نرم غذا سے واقف تھے لیکن ہم نے اس کو اس دن کیلئے چھوڑ دیا، جس کا ذکر رب تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے۔

"تذهل كل مرضعة عما ارضعت وتضع كل ذات حمل حملها"

(الحج:۲)

جس دن خوف کی وجہ سے مائیں دودھ پلانا بھول جائیں گی اور عورتوں کا حمل (خوف کی وجہ سے) گر جائے گا۔

28-عاصم بن محمد العمری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔آپ کو بھوک لگی تھی، بیوی سے فرمایا:"عندكم شيء" تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ بیوی نے عرض کیا: چارپائی کے نیچے برتن میں کچھ کھجوریں ہیں۔آپ اس میں سے کھالیں، آپ نے اس سے کچھ کھجوریں لی اور پانی پی کر پیٹ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جس کے پیٹ میں آگ داخل ہو۔

29-معن بن بختری کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے ہم مجلس لوگوں سے فرمایا: ''لو لا مخافة الحساب لا مرت بحمل يشوى لنا يا لتنور'' اگر آخرت میں حساب و کتاب کا خوف نہ ہوتا، تو میں ضرور روسٹ گوشت کا حکم دیتا۔

30-حضرت نافع رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے جب کھانا لایا جاتا تو آپ روزانہ پورے دن میں گیارہ لقموں سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے۔

31-مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: یا امیر المومنین، اللہ کریم نے آپ کو وسعت عطا فرمائی ہے۔ اگر آپ موٹے لباس کی بجائے نرم لباس۔ سخت اور ان چھنے آٹے کی روٹی کے بجائے نرم غذا استعمال فرمائیں تو بہتر نہیں ہے؟ فرمایا: میں تجھے خود حکم دیتا ہوں کہ تم مجھے یہ بتاؤ کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی عیش و عشرت کی زندگی کو پسند فرمایا ہے؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں کیا تو میں بھی پسند نہیں کروں گا۔ یہ الفاظ بار بار دہراتے رہے اور روتے رہے پھر فرمایا: واللہ، اگر مجھ سے ہو سکا، تو میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح زندگی بسر کروں گا تا کہ انہی کے ساتھ آخرت کی پُر سکون زندگی کو پا سکوں۔

32-سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو آپ کیلئے وہی وظیفہ مقرر کیا گیا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے کیا گیا تھا، اسی وظیفہ سے اپنی ضرورت زندگی پوری کرتے تھے۔ مگر وہ وظیفہ ضرورت کیلئے کافی نہ تھا بعض حضرات صحابہ کرام نے آپس میں مشورہ کیا ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شامل

جائے اور اس مسئلہ میں ان سے درخواست کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ تم سب میرے ساتھ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم یہ بات آمنے سامنے ان کو نہیں کہہ سکتے البتہ ہم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جائیں گے، وہ ہمارے نام لیے بغیر ہماری طرف سے ان سے درخواست کریں اس پر اتفاق ہوا، وہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات ان کے سامنے رکھی اور ناموں کو ظاہر نہ کرنے کی درخواست کی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (من ھولاء؟) وہ کون ہیں؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: " لا سبیل الی علمھم حتی اعلم ما رایك؟" ان کے ناموں کو چھوڑ دیں اور آپ اپنی رائے دیں کہ آپ کی رائے کیا ہے؟ فرمایا: "لو علمت منھم لسودت وجوھھم" اگر میں ان لوگوں کو جانتا ہوتا تو ان کے چہروں کو کالا کر دیتا پھر فرمایا تم ہمارے درمیان اس طرح فیصلہ کر سکتی ہو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کھانے اور بستر کے متعلق آپ بالکل صحیح معلومات دیں پھر فرمایا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف فرما ہوتے تھے تو آپ کا لباس کیسا ہوتا تھا؟ عرض کیا "ثوبین ممشقین کان یلبسھما للوفدو یخطب فیھما للجمع" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سامنے سے کھلے ہوئے کپڑے ہوتے۔ جنکو جمعہ اور وفود کے آنے کے موقع پر زیب تن فرمایا کرتے تھے پھر پوچھا: آپ کا کھانا کس قسم کا ہوتا تھا؟

فرمایا: "خبزنا خبزۃ شعیر فصببنا علیھا وھی حارۃ اسفل عکۃ لنا فجعلنا ھا ھشۃ دسما حلوۃ" ہم آپ کیلئے جو کی روٹی پکاتے اس پر کبھی تیل اور کبھی کوئی میٹھی چیز لگا کر پیش کرتے آپ اسے تناول فرماتے۔

پھر پوچھا"فای مبسط عندك كان اوطا؟" آپ کا بستر وبچھونا کیسا ہوتا تھا؟، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:"کساء لنا ثخین کنا نربعه فی الصیف فتجعله ثخینا فاذا کان الشتاء ابسطنا نصفه وتدثرنا نصفه"

ایک موٹی چادر ہوتی تھی گرمی کے موسم میں اس کو ڈبل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے بچھاتے اور سردیوں میں آدھا نیچے بچھاتے اور آدھے کو اوپر اوڑھ لیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بیٹی حفصہ، آپ میری طرف سے ان لوگوں کو بتادیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ضابطہ حیات پہلے سے مقرر فرما گئے ہیں، میں بالکل ایسی ہے جیسے تین شخص سفر پر نکلے ہوں اور ایک راستہ پر چل رہے ہوں ان میں سے ایک اپنا زاد راہ لیکر چلا اور منزل تک پہنچ گیا پھر دوسرا بھی اس کے نقش قدم پر چل کر اپنی منزل تک پہنچ گیا پھر تیسرا بھی ان کے راستے پر چلا تو ان تک اس کی رسائی ہو جائے گی اور ان کے ساتھ ہو گا اگر ان دونوں کے راستے کے علاوہ چلا تو کبھی بھی ان تک نہیں پہنچ پائے گا۔

33- ربیع بن زیاد کہتا ہے کہ ایک دفعہ عراق سے ایک وفد کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے وفد میں سے ہر شخص کو ایک ایک جبہ عنایت فرمایا: ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا"یا امیر المومنین اتاك لباب العراق ووجوه الناس فاحسن كرامتهم" یا امیر المومنین: یہ عراق کے چوہدری لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، ان کا اچھے طریقے سے استقبال کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"مازيدهم على العباء يا حفصة" اے بیٹی حفصہ: ایک جبے سے زائد کچھ نہیں دوں گا۔ پھر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بہترین بستر آپ نے استعمال کیا ہے وہ کس طرح تھا؟ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بہترین کھانا جو آپ نے زندگی میں تناول فرمایا تھا بتایئے، وہ کیا تھا؟

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا خیبر کے موقع پر ایک اُون کی چادر دستیاب تھی، جو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بچھاتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اس پر آرام کرتے تھے ایک دن میں نے اس کو چار تہہ کر کے بچھا دیا۔ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یا حفصة اعیدیه لمرتبه الاولی فانه منعتی وطاته البارحة من الصلاة" اے حفصہ رضی اللہ عنہا رات کو میرے نیچے کیا بچھایا تھا اس نے میری نماز میں خلل ڈال دیا۔

میں نے عرض کیا: کچھ نہیں وہی چادر تھی جس کو میں نے چار تہہ کر دیا تھا، فرمایا: ایسا نہ کیا کرو جس طرح پہلے بچھاتی تھی اسی طرح بچھا دیا کرو۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ ترین بستر تھا اور کھانے میں ایک مرتبہ ہمارے پاس سفید جو موجود تھا اس کو پیس کر میں نے روٹی بنائی اور ہمارے پاس کچھ گھی پڑا ہوا تھا۔ اس سے پڑا ٹھا بنا کر پیش کیا، اتنے میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا: یہ گھی تو بہت تھوڑا ہے، میرے پاس تھوڑا سا گھی پڑا ہوا ہے میں اسے لے آتا ہوں چنانچہ وہ گھر سے جا کر گھی لائے اور اس میں سے کچھ روٹی کے ساتھ لگا کر تناول فرمایا یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ ترین کھانا تھا یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوں سے تر ہو گئیں اور فرمایا: "واللہ لا ازیدھم علی العباء شیا وھذا طعام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا فراشه" اللہ کی قسم: ایک چُغے سے زیادہ ان کو نہیں دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اور کھانا دیکھ لیا کس طرح کے تھے۔

34-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے آکر دیکھا کہ لوگوں کے سامنے برتن رکھے ہوئے ہیں اور وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلایا ان کے سامنے ان چھنے آٹے کی روٹی اور تھوڑا سا گھی پڑا دیکھا، میں نے عرض کیا: (یا امیر المومنین) آپ مجھے اپنے پاس بلا کر یہ کھلا رہے ہیں۔ روٹی اور گوشت کھانے کو نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: "انما دعوتك علی طعامی

فاما ھٰذا فطعام المسلمین" میں نے اپنے ذاتی کھانے کی طرف بلایا ہے۔ جو یہ لوگ کھا رہے ہیں یہ تمام مسلمانوں کا کھانا ہے۔

35- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں گشت فرما رہے تھے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا اشعث بن قیس بھی ہمارے ساتھ تھے جب گشت سے تھک گئے تو ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اشعث آپ کے پہلوں میں بیٹھ گیا اتنے میں آپ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں گوشت تھا۔ آپ نے ایک بوٹی اٹھائی تو اشعث نے کہا اگر اس کو گھی میں پکا دیتے تو بہتر ہوتا لذیذ اور مزے دار ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی چھاتی پر ہاتھ مار کر فرمایا: "ادمان فی ادم" دو سالن ایک جگہ اکٹھے ہرگز نہیں ہو سکتے۔

میں نے اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ زندگی گزاری ہے، میں ان کے طریقے کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کر سکتا، ان کے طریقے کے خلاف کر کے ان سے نہیں مل سکتا۔

36- حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے مشروب کی خواہش کی تو شہد ملا ہوا شربت پیش کیا گیا تو آپ اس کو ہتھیلی پر ڈال کر چھاننے لگے فرمایا: میں ایسا اس لئے کر رہا ہوں کہ اس کا ذائقہ ختم ہو جائے اور کڑواہٹ باقی رہ جائے پھر بھی اس کو استعمال نہیں کیا اور پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص کو دے دیا اور اس نے پی لیا۔

37- احنف بن قیس کہتے ہیں ہم حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں کھانے کے وقت صرف تین روٹیاں پیش کی جاتیں کبھی ان کو گھی لگا ہوتا اور کبھی دودھ کے ساتھ اور کبھی گوشت کے ساتھ پیش کرتے مگر لوگ اس کھانے کو نا کافی سمجھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ لوگ اس کھانے کو کم محسوس کر رہے ہیں آپ نے فرمایا: میں

ہے، اگر میں چاہوں تو عمدہ ترین گوشت مرغن خوراک کھا سکتا ہوں لیکن ان کو چھوڑ کر میں نے اپنی نیکی آخرت کیلئے جمع کر رکھی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کا ذکر یوں فرمایا ہے "اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا و استمتعتم بھا"

(الاحقاب:20)، (تفسیر کبیر:۲۸/۲۵)

38-محمد بن قیس نے کہا کہ لوگ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے۔ بے شک امیر المومنین کے کمزوری کی وجہ سے گردن کے پٹھے نظر آرہے ہیں۔ امیر المومنین سے کہو کہ یہ اچھا اور نرم کھانا تناول فرمائیں، نرم نازک لباس زیب تن فرمائیں۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کی چادر پر مختلف قسم کے دھوگے سے پیوند لگے ہوئے ہیں۔ آپ کے لئے نرم بستر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وسعت عطا کی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ سارا ماجرا عرض کیا: آپ نے فرمایا: مجھے یہ بتایئے، کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کبھی نرم بستر بچھایا۔ ام المومنین نے عرض کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمبل کو ڈبل کر کے بچھاتے اگر پھر بھی سخت ہوتا تو میں اسے چار تہ کر کے بچھا دیتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کا عمدہ لباس زیب تن فرمایا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے آپ کے لئے صوف کی ایک چادر کو رنگ کیا تو اس کو ایک شخص نے دیکھا کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چادر مجھے پہنا دو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اسے دے دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کا گچھا لانا کا کہا وہ لایا گیا۔ فرمایا اس کو الگ الگ کرو۔ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے ساری کھجوروں کو کھا کر فرمایا:

تمہاری رائے یہ ہے کہ میرا کھانا مرغوب نہیں ہوتا: میں گھی کھانے والا ہوں اور میرے پاس گوشت بھی ہے، میں زیتون، گھی، گوشت، نمک، اور عمدہ ترین کھانے کھا سکتا ہوں۔ لیکن میرے دو صاحبوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ
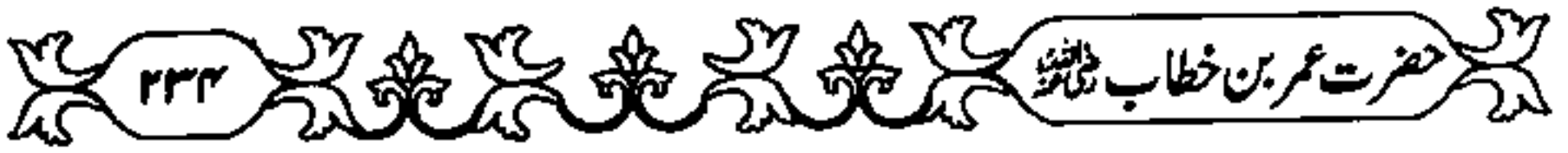
عنہ) کا جو راستہ ہے میں اس کی مخالفت سے ڈرتا ہوں۔ کہ میں اس کے خلاف چلاؤ ں۔

39-علیمی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کپڑوں کے جوڑے آ گئے۔ آپ نے ہر ایک کو ایک کپڑا تقسیم فرمایا پھر آپ منبر پر خطبہ دینے کے لئے جلوہ افروز ہوئے تو آپ کے پاس دو کپڑے تھے تو فرمایا: "ایها الناس الا تسمعون؟" اے لوگو: کیا تم میری بات نہیں سنو گے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لا نسمع" ہم نہیں سنیں گے۔ فرمایا: "ولم یا ابا عبداللہ" اے ابوعبداللہ: کیوں نہیں سنو گے؟ عرض کیا: آپ نے کپڑوں کی تقسیم میں ہمیں ایک ایک کپڑا دیا اور خود دو کپڑے پہن لیے فرمایا اے ابوعبداللہ جلد بازی سے کام نہ لو پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو آواز دی اور فرمایا: اے عبداللہ بن عمر، یہ بتاؤ۔ یہ چادر جو میں نے پہن رکھی ہے یہ کس کی ہے؟ عرض کیا میری ہے پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "الآن فقل نسمع" اب بیان کرو ہم سنیں گے۔

40-ابوعثمان روایت کرتے ہیں جب عتبہ بن فرقد آذربائیجان آئے تو ان کے سامنے خبیص (کھجور اور گھی سے تیار کردہ کھانا) پیش کیا گیا، جب اسے کھایا تو بہت مزیدار لگا۔ کہنے لگے "واللہ لو صنعت لا میر المومنین من هذا فجعل له صفطين عظيمين ثم حملهما على بعير مع رجلين فسرح بهما الى عمر رضي الله عنه فلما قدما عليه فتحهما"

قسم بخدا: میں اس طرح کھانا بنا کر امیر المومنین کو پیش کروں گا چنانچہ انہوں نے خبیص بنا کر دو بڑی دیگیں اونٹ پر لاد کر دو آدمیوں کے ذمے لگا دیا کہ کھانا امیر المومنین کی خدمت میں پیش کرو جب ان حضرات نے اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر کے کھولا تو آپ نے فرمایا: "ای شیئی هذا" یہ کیا ہے؟ عرض کیا۔ یہ خبیص ہے آپ نے اسے چکھا پھر فرمایا: "اکل المسلمین تشبع من هذا فی رحالهم؟" کیا لشکر کے تمام مجاہدین سیر ہو گئے ہیں۔ قاصد نے عرض کیا: نہیں، پھر آپ نے فرمایا: میں

اسے قبول نہیں کروں گا، تم اس کو واپس لے جاؤ اور عتبہ کو خط لکھا" فانه ليس من كدك ولا كدامك اشبع المسلمين مما تشبع منه في رحلك" بے شک یہ تیرے ماں باپ کی کمائی نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کا حق ہے پہلے ان کو کھلاؤ۔

41-عتبہ بن فرقد خود اس کو یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں خبیص بنا کر بڑے بڑے دیگچوں میں بھر کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا:"ما هذه" یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا" طعام اتیتك به" میں آپ کے پاس کھانا لایا ہوں، اس لیے کہ آپ صبح صبح امور خلافت اور مسلمانوں کے معاملات حل کرنے میں مشغول ہوتے ہیں۔میں نے مناسب سمجھا کہ آپ ان کاموں میں سے فارغ ہو کر اس میں سے کچھ کھایا کریں تو آپ کو قوت حاصل ہو گی آپ نے ایک برتن کا منہ کھول کر چکھا اور فرمایا: اے عتبہ، میں تجھے یہ حکم دیتا ہوں کہ جب واپس جاؤ تو لشکر کو بھی اس طرح کا کھانا بنا کر کھلانا میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین اگر میں سارا مال بھی خرچ کر دوں تو پورا نہیں ہوگا فرمایا:" ولا حاجة لي فيه" پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں۔یعنی میں اس کو نہیں کھا سکتا۔پھر آپ نے مجھے کھانے میں اپنے ساتھ شریک کر لیا، جو کہ ان چھنے آٹے کی روٹی اور گردن کے گوشت کا سالن تھا۔میرے ساتھ بڑے مزے سے کھانے لگے۔برتن میں ایک سفید بوٹی نظر آئی میں خوش ہوا کہ شاید یہ کوہان کا گوشت ہوگا۔اُٹھا کر چبانے لگا تو وہ چبائی نہ گئی، معلوم ہوا وہ گوشت کی بوٹی نہیں بلکہ پٹھے کی رگ تھی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نظر بچا کر منہ سے نکال کر دستر خوان کے نیچے چھپا کر رکھ دی۔کھانے سے فارغ ہو کر سرکہ منگایا۔مجھے بھی پیش کیا مگر کڑوا ہونے کی وجہ سے مجھ سے پیا نہ گیا۔لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوشی سے پی گئے۔پھر فرمایا: اے عتبہ: سن لو ہمارے ہاں روزانہ ایک اونٹ ذبح ہوتا ہے۔اس کا گوشت اور چربی باہر سے آنے والے مسلمانوں کے لیے پکتے ہیں۔گردن اور پٹھے عمر کے گھر والوں کے لیے ہوتے ہیں۔یہ عمر کے بال بچوں کی خوراک اور مشروبات ہیں۔کبھی اس سے پیٹ بھی خراب ہو جاتا ہے۔

42-عتبہ بن فرقد سلمی فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں روزانہ ایک اونٹ ذبح ہوتا تھا۔ اس کا گوشت دور سے آنے والے مسلمانوں اور امہات المومنین کو پیش کیا جاتا۔ البتہ گردن کا گوشت اور پٹھے وغیرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کھاتے تھے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ کھانے میں شامل ہوتا۔ تو ان چھنے آٹے کی روٹی اور گردن کی ہڈی کا گوشت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کی خوراک ہوتا تھا۔ میں نے ایک ٹکڑا منہ میں ڈال کر چبانے کی کوشش کی مگر میں اسے چبا نہ سکا پھر ایک سفید رنگ کی بوٹی نظر آئی میں نے کوہان کا گوشت سمجھ کر اسے منہ میں ڈال کر چبانے کی کوشش کی مگر وہ گردن کا پٹھ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ”انہ لیس من بدن اھل العراق، الذی تاکل انت و اصحابك“ یہ عراق کا آٹا نہیں جس کو تم اور تمہارے دوست کھاتے ہیں۔ (یہ عمر کا سفید آٹا ہے)۔

43-حضرت خالد بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ”ر ما من اھل ولا ولد ولا مال الا وانا احب ان اقول علیہ انا للہ وانا الیہ راجعون“۔ مجھے اپنے اہل وعیال اور مال کے ختم ہونے کی کوئی پروا نہیں۔ ان کے ختم ہونے پر میں ” انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھوں گا۔ مگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق میری خواہش ہے کہ میرے بعد وہ لوگوں میں زندہ رہے۔

44-حنیف موذن کا کہنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کچھ کھجوریں کھا کر اوپر سے پانی پی کر فرمایا: ”من ادخلہ بطنہ النار فقد ابعدہ اللہ“ جو شخص اپنے پیٹ میں آگ بھر دے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا۔

باب:47

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع کا بیان

1- جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: (واللہ مارأینا رجلا اقضی بالقسط، واقول بالحق ولا اشد علی المنافقین منك) یا امیر المؤمنین: ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق بات کہنے والا اور منافقین پر سختی کرنے والا آپ سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپ سب سے بہترین ہیں۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (کذبتم) تم نے غلط کہا۔ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے بھی بہتر شخص کو دیکھا ہے فرمایا: "من هو؟" وہ کون؟ جواب دو: فرمایا، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "صدق عوف، وکذبتم واللہ، لقد کان ابوبکر اطیب من ریح المسك"

عوف بن مالک نے بالکل سچ کہا ہے۔ اور تم نے ٹھیک نہیں کہا۔ اللہ عزوجل کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار اور نفیس تھے۔ جبکہ میں اپنے اونٹ سے بھی زیادہ راہ سے ہٹا ہوا تھا۔ یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے میں راہ حق سے دور تھا۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے چھ سال پہلے اسلام لائے۔

2- حضرت مجاہد بن سعید سے روایت ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع

کرنے کے لیے صبح سے لیکر ظہر تک مدینہ سے باہر جانے اور آنے والوں سے معلومات حاصل کرتے رہے، تو دن ڈھلنے کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لاتے۔ ایک دن باہر گئے ہوئے تھے کہ فتح کی خوشخبری لانے والے لوگوں سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا:

اے اللہ کے بندے کہاں سے آ رہے ہو؟ کہنے لگے: ہم قادسیہ سے آ رہے ہیں۔ فرمایا: جنگ کے متعلق کچھ بتاؤ۔ عرض کرنے لگے ''ھزم اللہ العدو'' اللہ کریم نے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ خبر سُن کر خوش ہوئے۔ لیکن خبر دینے والے کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ امیر المومنین ہیں، وہ مخبر اپنی سواری پر سوار ہو کر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیدل مدینہ منورہ کی طرف آنے لگے۔ جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے، تو سامنے سے ہر آنے والا شخص السلام علیکم یا امیر المومنین کہنے لگا۔ تو اس سوار کو پتا چلا کہ یہی امیر المومنین ہیں عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ مجھے بتا دیتے فرمایا: '' لا علیك یا اخی'' میرے بھائی اس کی ضرورت نہیں تھی۔

3- حضرت عبداللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم جاری فرمایا:

'' لا تزیدوا مهور النساء علی اربعین اوقية'' تم اپنی بیویوں کا حق مہر چالیس دراہم سے زیادہ مقرر نہ کرو۔ جو اس سے زیادہ مقرر کرے گا اس سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کروایا جائے گا۔

اسی دوران صف کے آخر سے ایک عورت اُٹھ کھڑی ہوئی کہنے لگی۔ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''ماذاك لك'' تمہیں اس میں (اعتراض کیوں ہوا) عرض کرنے لگی، مجھے اعتراض اور ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اللہ کریم نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔ ''و اتیتم احدا هن قنطارا فلا تاخذوا منه شیا اتاخذونه بهتانا و اثما مبینا'' (النساء: ۲۰)

ترجمہ: اور اگر کو جو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس

نہ لو۔ کیا تم اسے تہمت لگا کر اور صاف ظلم کر کے واپس ہو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (امرأة اصابت ورجل اخطا) ایک عورت نے سچ کہا اور ایک مرد سے غلطی ہوئی۔

4۔ مسروق بن اجدع فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: ''ایھا الناس، ما اکثا رکم فی صدقات النساء؟'' اے لوگو! تم اپنی بیویوں کے مہر زیادہ کیوں مقرر کرتے ہو؟

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ زیادہ مہر مقرر نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے چار سو سے زیادہ مہر مناسب نہیں۔ اگر زیادہ مہر مقرر کرنا تقویٰ اور عزت کے زیادہ لائق ہوتا۔ تو تم ان سے کبھی بھی آگے نہ بڑھ سکتے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ صحابہ کرام نے چار سو زیادہ مہر مقرر کیے ہوں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر سے نیچے اُترے تو ایک قریشی عورت نے اعتراض کیا اور عرض کیا:

" یا امیر المومنین! انھیت الناس ان یزید و االنساء صدقا تھن علی اربع مائة درھم" آپ نے چار سو درہم سے زیادہ حق مہر مقرر کرنے سے لوگوں کو منع کیوں کیا ہے؟ کیا آپ نے قرآن مجید کی آیت نہیں سُنی؟، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کونسی آیت ہے؟ عرض کیا۔ فرمان خداوندی یہ ہے کہ:

"واتیتم احداھن قنطار ا فلا تاخذوا منه شیااتا خذونه بھتا نا و اثما مبینا ۔ (النساء: ۲۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیت سنتے ہی عرض کیا: " اللھم اغفر کل انسان افقه من عمر": اے اللہ تو معاف فرمادے! عمر سے تو ہر انسان سمجھ زیادہ رکھتا ہے۔ آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: "ایھا الناس انی کنت نھیتکم ان تزیدوا النساء فی صدقاتھن علی اربع مائة درھم فمن شاء ان یعطی من ماله ما احب، وطابت به نفسه فلیفعل "اے لوگو! میں نے تمہیں چار سو درہم سے زیادہ حق مہر مقرر کرنے سے منع کیا تھا۔ (اب میں یہ اعلان کرتا ہوں) کہ

اپنے مال سے جتنا مرضی کوئی مہر مقرر کرے، اسے عام اجازت ہے۔

5- ابوالعالیہ سامی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ کے مقام پر تشریف لائے۔ آپ نے سوتی کپڑے کی قمیض پہنی ہوئی تھی۔ جو میلی ہو چکی تھی، گریبان پھٹا ہوا تھا۔ ٹوپی اور عمامہ بھی نہیں تھا، فرمایا: "ادع لی راس القریة فدعوا له الجلوس" اس بستی کے چوہدری کو بلاؤ۔ اس کو بلایا گیا۔ اس سے فرمایا: مجھے عاریۃً ایک قمیض دو اور میری قمیض کو دھو کر سلائی کروا دو۔ چنانچہ کتان کی ایک قمیض پیش کی گئی۔ فرمایا: یہ کس چیز کا بنا ہوا کپڑا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ کتان کا بنا ہوا کپڑا ہے۔ فرمایا: "وما الکتان" کتان کیا ہوتا ہے؟۔ اس کی وضاحت کی گئی کہ کتان کیا ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی قمیض اُتار دی اور کتان والی قمیض پہن لی۔ اس کو دھو کر سلائی کروائی گئی۔ بستی کے چوہدری نے عرض کیا:

"انت ملك العرب و هذه بلاد لا تصلح بها الا بل فاتی ببرذون" آپ عرب کے شہنشاہ ہیں۔ اس علاقے میں سواری کے لیے اونٹ استعمال نہیں ہوتے، بلکہ گھوڑے استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک گھوڑا بغیر زین، کاٹھی اور جھل کے پیش کیا گیا۔ آپ نے اس پر سواری کی پھر فرمایا: "احبسوا احبسوا ما کنت اظن ۔ ان الناس یرکبون الشیاطین قبل ھذا فاتی ۔ بجملہ فرکبہ" تم اسے روکو، تم اسے روکو۔ میرا خیال نہیں تھا کہ لوگ شیاطین پر سوار ہوتے ہیں لہٰذا آپ اپنے اونٹ پر ہی سوار ہوئے۔

6- ھشام بن عروۃ: اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام میں تشریف لائے، تو لشکر کے امراء ملاقات کرنے کے لیے آئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا "این اخی؟" میرا بھائی کہاں ہے؟

لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ہے، کہنے لگے ابھی ...

اور سلام عرض کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دینے اور حال احوال پوچھنے کے بعد دوسرے لوگوں کو جانے کی اجازت دی۔ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے گھر میں دیکھا کہ سوائے ایک تلوار، کمان اور کجاوے کے کچھ بھی نہیں۔ فرمایا: ابوعبیدہ! کچھ اور ساز و سامان بھی رکھتے تو بہتر ہوتا۔ عرض کیا۔ اے امیر المومنین: "ان ھذا سیبلغنا المقیل" یہ ہمیں ہماری آرام گاہ یعنی قبر تک لے جانے کے لیے کافی ہے۔

7۔ طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شام کے سفر میں پانی سے گزرنا پڑا۔ تو سواری سے اُتر کر موزے اور جوتے ہاتھ میں پکڑ کر تہبند اوپر اُٹھا کر سواری کی نکیل ہاتھ میں تھام کر ننگے پاؤں پانی میں داخل ہو گئے، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا امیر المومنین

"قدصنعت صنیعاً عظیما عنداھل الارض" آپ نے اس سرزمین پر آ کر، یہ کیا کام اختیار کیا ہے؟۔ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور اس طریقے کو لوگ پسند نہیں کرتے "فصك فی صدرہ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی چھاتی میں ایک گھونسہ مار کر فرمایا۔ "اوہ لو غیرك یقولھا یا ابا عبیدۃ" اے ابوعبیدہ یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تو اچھا تھا (تمہیں یہ بات زیب نہیں دیتی)

پھر فرمایا: "انکم کنتم اذل الناس و احطر الناس و اقل الناس فاعزکم اللہ بالاسلام فمھما تطلبوا العزۃ بغیر اللہ یذلکم اللہ"

بے شک تم تمام لوگوں میں کمزور اور ذلیل جانے جاتے تھے، تم بے وقعت تھے، اللہ کریم نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے تمہیں عزت و مقام عطا فرمایا: اگر تم اسلامی طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے میں عزت تلاش کرو گے تو اللہ کریم تمہیں ذلیل و رسوا کر دے گا۔

8۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک

مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شام تشریف لے جا رہے تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا ملک شام کے قریب جا کر تھوڑی دیر آرام فرمایا اور آپ اپنی حاجت کے لیے گئے تو میں نے اپنی پوستین اتار کر اپنے کجاوے پر ڈال دی۔ جب ہم چلنے لگے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ میری اونٹنی پر سوار ہوئے اور میں ان کے اونٹ پر سوار ہو کر چل پڑا۔ جب ملک شام میں داخل ہوئے تو لوگ ہمارے قریب ہوئے۔ تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے لوگوں کو بتا تا رہا تو وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تطمع ابصارھم الی مراکب من لا خلاق له . کان عمر یرید مراکب العجم" لگتا ہے کہ تمہاری نظریں ایسے لوگوں کی سواریوں پر لگی ہیں۔ جن کے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد، عجمی لوگوں کی سواریاں ہیں۔

9- اسماعیل بن قیس فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام میں تشریف لائے تو اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے بھرپور استقبال کیا اور ساتھ عرض کیا، یا امیر المومنین: یہاں اونٹ کی سواری کا رواج نہیں ہے اگر آپ گھوڑے پر سوار ہوتے تو بہتر تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "انما الامر من ھھنا" حکم وہاں سے آیا ہے پیچھے ہٹ جاؤ میری اونٹنی کو چلنے دو۔

10- حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کی چھت کے پرنالے کا رخ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستے کی طرف تھا، ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مرغی ذبح کی تو اس کا خون پرنالے سے نیچے بہہ رہا تھا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کپڑے پہنے ہوئے جمعہ پڑھانے جا رہے تھے تو اس خون کی چھینٹیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر پڑ گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پرنالہ اتارنے کا حکم جاری فرمایا حکم کی تعمیل کی گئی پھر گھر واپس جا کر کپڑے

تبدیل کر کے جمعہ کے لیے گئے، جا کر مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں تھے فرمانے لگے "واللہ لموضع الذی وضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یا امیر المومنین: یہ وہ پرنالہ ہے۔ جس کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں خود رکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "فانا اعزم علیك لما صعدت علی حتی تضعه فی هذا الموضع الذی وضعه رسول الله ففعل ذلك العباس رضوان الله علیهما" میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ آپ میری پیٹھ پر کھڑے ہو کر یہ پرنالہ اسی جگہ پر لگا دو، جہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔

11- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ میں بھی ایک دیوار کی آڑ میں آپ کے قریب تھا۔ آپ اپنے آپ کو خطاب کر رہے تھے۔ اے عمر، امیر المومنین "واللہ ابن الخطاب لتتقین اللہ، اولیعذبنك" اللہ کی قسم: اے ابن خطاب! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ورنہ وہ تمہیں عذاب دے گا۔

12- ابو اسحاق فزاری کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ان احب الناس الی من اهدی الی عیوبی" لوگوں میں وہ شخص مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ جو مجھے میرے عیبوں پر آگاہ کرے۔

14- عبدالرحمٰن بن حنظہ یا فصیحہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے قبیلے بنو منبہ کے لوگوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو، اوہ اپنے معاملات کو پورا کر چکے تھے اور مجھے وہاں چھوڑ آئے، میں چھوٹا سا بچہ تھا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر بازار سے گزرنے لگے، تو میں ایک دم جمپ لگا کر آپ کی اونٹنی پر سوار ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے "من انت" تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔ صبی ہوں، فرمایا: جسارت کرنے والا، عرض کیا: ہاں دشمن پر جسارت کرنے والا ہوں، فرمایا: دوست پر اپنی حاجت کیلئے جسارت کرنیوالا ہوں چنانچہ

میری حاجت پوری فرمائی اور مجھ سے کہا ”فرغ لنا ظهر راحلتنا“ اب میری سواری کو چھوڑ دو۔

14- یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج یا عمرہ کے لیے روانہ ہوئے، جب مکہ مکرمہ کی ضجنان نامی پہاڑی سلسلے سے گزرنے لگے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

”لقد رايتني في هذه الشعاب في ابل للخطاب وكان فظا غليظا احتطب مرة على ظهري واحتطب عليها اخرى ثم اصبحت اليوم تضرب الناس تحياتي ليس فوق احد“ ترجمہ: ایک زمانہ تھا، جب میں ان پہاڑی گھاٹیوں میں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور لکڑیاں اکٹھی کرتا تھا اور ان کو اپنی پیٹھ پر رکھ کر گھر لاتا۔ میرا باپ خطاب سخت طبیعت کا آدمی تھا۔ وہ کام نہ کرنے پر مجھے سزا دیتا، آج لوگ میری قوت کی مثال بیان کرتے ہیں پھر یہ اشعار پڑھنے لگے ”لا شيئ فيما ترى تبقى بشاشته . يبقى الا ويودى المال والولد“ اللہ کے علاوہ کسی چیز کا وجود باقی نہیں رہے گا۔ مال اور اولاد سب فنا ہونے والے ہیں۔

15- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں میں اعلان کرادیا کہ جماعت کھڑی ہونے لگی ہے۔ بار بار اعلان ہوتا رہا پھر خود منبر پر بیٹھ گئے جب مسجد ساری لوگوں سے بھر گئی تو آپ کھڑے ہو کر کہنے لگے ”الحمدللہ“ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب میں ایک وقت کے کھانے کے لیے مزدوری کرتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دن بھی دکھائے جو آپ دیکھ رہے ہیں، یہ کہہ کر منبر سے اتر گئے، تو کسی نے کہا: آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ فرمایا: میں نے یہ اظہار تشکر کیلئے ایسا کیا ہے۔

16- حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کے سامنے آپ کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا: ''اتھلکنی وتھلك نفسك'' تو مجھے بھی اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کرنا چاہتا ہے۔

17- محمد بن عبداللہ بن ابی بکر بن حزم قبیلہ جہینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں میرے والد نے مجھے بکری کا ایک بچہ دیکر مدینہ منورہ بیچنے کے لیے بھیجا۔ جب میں مدینہ منورہ کے قریب پہنچا، تو ایک شخص کو دیکھا، جو مدینہ کی طرف جا رہا تھا۔ میرے گدھے پر لدا ہوا سامان گرنے لگا، تو میں نے اس شخص کو آواز دی۔ یا عبداللہ ''اعنی علی حمل خماری'' اے اللہ کے بندے گدھے پر سامان سیدھا کرنے میں میری مدد کرو۔ کہنے لگا ٹھیک ہے پھر میرے ساتھ سامان سیدھا کرانے لگا۔ جب سامان ٹھیک ہو گیا، تو پوچھنے لگا: تو کون ہے؟۔ میں نے کہا: ''فلان جھنیی'' یوں فرمانے لگے، میری طرف سے اپنے والد کو سلام کہنا اور میرا پیغام دینا کہ بکری کے بچے کو ہرگز ذبح نہ کرنا کیونکہ بھیڑ کے بچے کی چربی، بکری کی اوجڑی سے اچھی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا: اللہ تم پر رحمت کرے، آپ کون ہیں؟ تعارف کروادیں، فرمایا: میں امیر المومنین عمر ہوں۔

18- عبدالجبار بن عبدالواحد تنوخی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا (انشد کم اللہ، لا یعلم احد منی عیبا الا عابہ) میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں، تم میں کوئی بھی میرے عیبوں کو نہیں جانتا؟۔ ایک شخص نے کہا: یا امیر المومنین میں آپ کے دو عیبوں کو جانتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: وہ کونسے دو عیب ہیں؟۔ عرض کیا: آپ کے پاس دو چادریں ہیں جو آپ گاہے بگاہے تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسرا یہ ہے کہ آپ دو سالن اکٹھے استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ لوگوں میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ آپ نے یہ سن کر شہید ہونے تک کبھی بھی دو چادریں اور دو سالن جمع نہیں کیے۔

19- سالم افطس کہتا ہے کہ ایک مرتبہ فارس سے ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے پاس ملاقات کیلئے آیا۔ آپ گھر میں نہ مل سکے، تلاش کرتے کرتے وہ مسجد میں پہنچ گئے، ان کو بتایا گیا کہ امیر المومنین مسجد میں ہیں، لہٰذا یہ لوگ مسجد میں ان کے پاس گئے دیکھا کہ ان کے پاس کوئی باڈی گارڈ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی اور شخص ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے۔ "هٰذا هو الملك والله لا ملك كسرى" اللہ کی قسم: بادشاہ تو یہ ہے نہ کہ کسریٰ بادشاہ ہے۔

باب:48

آپ کی بردباری

1- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اپنے بھتیجے الحر بن قیس کے پاس گئے۔ حر بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علماء اکرام اور قراء حضرات کو اپنے قریب رکھتے تھے۔ چاہے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اے میرے بھتیجے، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مجھے ملاقات کے لیے اجازت لے دو۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اجازت دی تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا "یا ابن الخطاب ما تعطینا الجزل وما تحکم بیننا بالعدل" اے ابن خطاب: آپ ہمیں کچھ عطا کرتے ہو نہ ہی کوئی عدل و انصاف سے فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے ہوئے قریب تھا کہ اس کی پٹائی کرتے، اتنے میں عیینہ کے بھتیجے حر بن قیس نے عرض کیا: یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔

"خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين" (اعراف: ۱۹۹): در گزر کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہل لوگوں سے بچو۔ یہ بات سنتے ہی آپ کا غصہ کافور ہو گیا اور اس کو معاف کر دیا۔

2- ابراہیم بن حمزہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ چادریں آئیں۔ آپ نے انہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان تقسیم کر دیا، ان چادروں میں ایک عمدہ قسم کی چادر تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اگر یہ کسی عام شخص کو دوں،

تو اس کے دوسرے ساتھی اعتراض کریں گے کہ ان کو عمدہ چادر دی ہے اور ہمیں عام سی چادر۔ میں یہ چادر ایسے شخص کو دوں گا، جو اچھا اور جس کی پرورش خوشحالی میں ہوئی ہو سب نے حضرت مسور بن مخرمہ کا نام پیش کیا چنانچہ وہ چادر انہیں عطا کر دی گئی۔

حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا مسور (ماھٰذا) یہ کیا ہے؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائی ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے "تکسونی ھٰذا البرد و تکسوا ابن اخی مسورا افضل منه" آپ نے مجھے یہ چادر پہنائی اور میرے بھتیجے کو اس سے عمدہ چادر عطا فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے ابو اسحاق بات اصل میں یہ تھی کہ آپ میں سے کسی کو یہ چادر دیتا تو سب حضرات معترض ہوتے، اسے اس لیے دی کہ اس نے خوشحالی میں پرورش پائی ہے تا کہ کسی کو اعتراض نہ ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے قسم کھائی تھی کہ یہ چادر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر ماروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سر نیچے کر کے فرمایا: یہ لو میرا سر حاضر ہے البتہ ایک بوڑھے کو دوسرے بوڑھے کے ساتھ معاملہ نرمی سے کرنا چاہیے۔

3- حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک شخص کے درمیان ایک مرتبہ تلخ کلامی ہوگئی۔ اس شخص نے کہا "اتق اللہ یا امیر المومنین" اے امیر المومنین اللہ سے ڈرو، پاس ہی ایک آدمی نے کہا، کیا تم امیر المومنین کو ایسی بات کہہ رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "دعه فلیقلها لی نعم ماقال" اسے چھوڑ دیں، ان کو کہنے دو، جو کہتے ہیں۔ انہوں نے اچھی بات کہی ہے پھر فرمایا: "لا خیر فیکم اذا لم تقولوھا ولا خیر فینا اذا لم نقبلھا منکم" جب تک تم ایسی بات نہیں کہو گے، تم میں بھلائی نہیں ہوگی اور اگر ہم ان باتوں کو سن کر قبول نہ کریں تو ہم میں بہتری نہیں آسکتی۔

4- [illegible]

جابیہ کی فتح کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا ''ان اللہ جعلنی خازنا لھذا المال وقاسماله'' بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مال پر خازن اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے بلکہ اس کی تقسیم فرمانے والا اللہ پاک ہی ہے۔ اللہ پاک کے حکم سے سب سے پہلے ان لوگوں کو دوں گا جو اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا ازواج مطہرات کیلئے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی سب کیلئے دس دس ہزار درہم مقرر کیے، تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کان یعدل بیننا عمر رضی اللہ عنہ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان برابری فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے درمیان برابری یعنی دس دس ہزار درہم مقرر فرماتے۔

پھر فرمایا اس کے بعد میں پہلے ھجرت کرنے والوں کو عطا کروں گا کیوں کہ ہم کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ظلماً گھروں سے نکالا گیا تھا ان کے بعد بدری مہاجر صحابہ کرام کے لیے پانچ پانچ اور بدر کے عام حاضرین کو چار چار ہزار اور شرکاء حدیبیہ کو تین تین ہزار عطا فرمایا پھر ہجرت میں مقدم حضرات کو مال عطا کرنے میں مقدم رکھا اور بعد میں ھجرت کرنے والوں کو عطا کرنے میں بھی موخر کیا پھر فرمایا: ''فلا یلومن رجل الامناخ راحلته'' بعد میں ھجرت کرنے والے حضرات کسی کو ملامت نہ کریں بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کریں پھر فرمایا: '' وانی اعتذر الیکم من خالدبن الولید فانی امرته ان یحبس ھذا المال علی ضعفة المهاجرین فاعطی ذا الباس ذالشرف وذا اللسان فنزعته و امرت ابا عبیدة بن الجراح'' میں خالد بن ولید کے متعلق ایک معذرت کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ اس مال کو کمزوروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیں مگر انہوں نے امیروں اور صاحب زبان لوگوں کو بھی مال عطا فرمایا لہٰذا میں نے ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ہے۔

ابو عمرو حفص المغیرہ کھڑے ہو کر بولنے لگے" واللہ ما اعذرت یا عمر" اللہ کی قسم! اے عمر رضی اللہ عنہ میں آپ کا عذر قبول نہیں کروں گا۔ کیونکہ آپ نے ایک ایسے امیر اور عامل کو معزول کیا جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل مقرر فرمایا تھا۔ آپ نے کسی ایسی تلوار کو میان میں بند کر دیا جس کو خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میان سے نکالا تھا آپ نے ایک ایسے جھنڈے کو اتار دیا جس کو رسول اللہ نے بلند فرمایا تھا آپ نے رشتے داری کا خیال نہیں کیا بلکہ اس کو توڑ دیا اور اپنے چچا زاد سے حسد کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" انك قريب القرابة حديث السن تغضب في ابن عم" آپ یہ بات اس کے قریبی رشتہ دار ہونے اور حدیث السن ہونے کی بناء پر غصہ کی حالت میں کہہ رہے ہیں۔

5- اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے باپ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوا، صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہم مدینہ منورہ پہنچے تو لوگ نماز فجر پڑھ کر اپنے اپنے کاموں کیلئے بازار کی طرف جا رہے تھے۔ ہمارے سامنے ایک شخص بازار میں آیا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا، کہنے لگا۔" یا اعرابی اتبیع الغنم؟" (اے پینڈو) تم بکری کو بیچ رہے ہو پھر سودا کرتے کرتے ایک قیمت پر آ کر سودا ہو گیا مگر قیمت ادا نہیں کی تھی، کوڑا ہاتھ میں لئے بازار کا چکر لگائے اور لوگوں کو خوف خدا کی ترغیب دیتے اور بار بار میرے باپ کے پاس آ کر کہتے میں آپ کے حق کی وجہ سے قید ہو گیا ہوں جس کی وجہ سے بازار سے نہیں جا سکتا، تیسری بار جب کہا، تو میرے باپ کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے آپ کا گریبان پکڑ کر ایک گھونسہ سینہ میں دے مارا اور ساتھ کہنے لگے، تو مجھ پر ظلم کر رہا ہے۔ مسلمان لوگوں نے اٹھ کر کہا" یا عدو الله لهذت امير المومنين" اے دشمن خدا: تم امیر المومنین کو مکا مار رہے ہو۔ وہ پینڈو، آپ کو نہیں جانتا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے باپ کو گریبان سے پکڑ کر ایک قصاب کے پاس لے گئے۔ اس سے کہا" لتعطين هذا حقه ولك ربحيي" اس کا حق اسے دے دو اور میرا منافع تم رکھ لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بکری فروخت کرنے کیلئے اس قصاب کو دے دی قصاب نے کہا اے امیر المومنین کوئی بات نہیں میں اس کا حق اسے دے دیتا ہوں آپ اپنا منافع بھی لیں چنانچہ اس نے میرا منافع دے دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”بقي حقنا عليك لهزتك التي لهزتني قد تركتها لله عزوجل ولك“ ہمارے گھونسے والا حق تجھ پر باقی ہے تم نے مجھے گھونسہ مارا تھا، میں نے اللہ تعالیٰ اور تمہارے لیے وہ مکا یعنی گھونسہ معاف کر دیا۔

اصبغ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ بائیں ہاتھ میں گوشت اور دائیں ہاتھ میں کوڑا لیکر چلتے ہوئے گھر تشریف لے گئے

6-حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سخت گرمی میں سر پر چادر لیکر جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک نوجوان گدھے پر سوار ہو کر پاس سے گزرا۔ آپ نے اس سے فرمایا: یاغلام ”احملني معك“ اے نوجواں، مجھے اپنے ساتھ بٹھا لو۔ نوجوان فوراً نیچے اترا اور عرض کرنے لگا۔ ”اركب يا امير المومنين“ یا امیر المومنین آپ سوار ہو جائیں، فرمایا: ”لا اركب واركب خلفك“ میں سوار نہیں ہوں گا مگر آپ کے پیچھے، آپ آگے بیٹھیں میں پیچھے بیٹھوں گا چنانچہ آپ اس کے پیچھے بیٹھ کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

باب:49

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ اور پرہیزگاری

1- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک اونٹ خرید کر چراگاہ میں چھوڑ دیا۔ جب وہ موٹا تازہ ہو گیا تو میں اسے بازار لے گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف لائے، تو موٹا اونٹ دیکھ کر فرمانے لگے "لمن هٰذه الابل السمينة" یہ موٹا اونٹ کس کا ہے؟۔ بتایا گیا: یہ عبداللہ بن عمر کا ہے۔ آپ نے کہنا شروع کر دیا اے امیر المومنین کے بیٹے عبداللہ واہ واہ میں فوراً آپ کے پاس گیا اور عرض کیا "مالك يا امير المومنين" یا امیر المومنین کیا ہوا؟ فرمایا: "ما هٰذا الابل" یہ اونٹ کس کا ہے؟ عرض کیا، میرا ہے۔ میں نے یہ اونٹ خرید کر چراگاہ میں بھیجا تھا جہاں دوسرے لوگوں کے اونٹ چرتے تھے وہاں یہ چرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ تجھے کہتے ہوں گے، اے امیر المومنین کے بیٹا اونٹ کو چرالو۔ اے امیر المومنین کے صاحبزادے اونٹ کو پانی پلالو۔ آپ نے فرمایا: "اغد على راس مالك واجعل باقيه في بيت مال المسلمين" اے عبداللہ اس اونٹ کی اصل قیمت مجھے دو اور اس کی باقی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔

2- جمیع بن عمر التیمی کہتا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں جلولاء کی فتح کے موقع پر حاضر تھا، میں نے مال غنیمت میں سے چالیس ہزار درہم کے بدلے سامان خریدا اور انہیں لیکر مدینہ منورہ چلا آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ "لو انطق بي النار كنت لي مفتدي" اگر مجھے آگ میں ڈالا گیا تو تم فدیہ دیکر مجھے بچالو گے۔ میں نے عرض کیا "نعم بكل

شیئ املك" ہاں میں اپنا تمام مال دے کر بچالوں گا پھر فرمایا تیرے اس مال کے متعلق مجھے ایک شک ہے کہ جلولاء کے مقام پر لوگوں نے آپ کو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین کا بیٹا سمجھ کر کچھ سامان فروخت کرنے میں رعایت کی ہوگی۔ جس کی وجہ سے آپ نے رعایت قیمت پر یہ سامان خریدا ہوگا۔ اس کے بعد سات دن تک خاموش رہے سات دن کے بعد تاجروں کو بلا کر اس سامان کو ان کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور مجھے مناسب نفع دیکر باقی رقم کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ یہ مال جلولاء کے جہاد میں شریک مجاہدین میں تقسیم کر دیں۔ اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا ہو تو اس کے حصے کو ان کے ورثا تک پہنچایا جائے۔

3- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جہاد پر جانے کی اجازت مانگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ای بنی انی اخاف علیك الزنی" اے بیٹا مجھے تمہارے متعلق زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (او علی مثلی تتخوف ذلك؟" ابا جان آپ مجھ سے یہ امید رکھتے ہیں یا مجھ سے اس بات کا خوف رکھتے ہیں۔ فرمایا: بات دراصل یہ ہے کہ تم کفار سے جہاد کرو گے تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ کفار کو قیدی اور ان کے مال کو غنیمت بناؤ گے مال غنیمت میں لونڈیاں بھی ہوں گی اس کو خریدنے کیلئے بولی لگے گی کہ ان کو کون خریدے گا۔ تم ان کو خریدنے کیلئے تیار ہو جاؤ گے۔ لوگ تمہاری حیاء کریں گے کہ یہ امیر المومنین کا بیٹا ہے جبکہ اسمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے داروں اور تمام ایمان والوں کا حق برابر ہے۔ تم اس لونڈی کو خرید کر اس کے ساتھ جماع کرو گے، تو یہ زنا ہوگا۔ جاؤ جا کر آرام سے بیٹھ جاؤ کوئی اجازت نہیں۔

4- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے کستوری اور عنبر آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کوئی ایسی عورت بتاؤ جو اس کا صحیح طرح وزن کرتی ہو اور میں اسے مسلمانوں میں

درمیان صحیح طرح تقسیم کردوں۔

آپ کی بیوی عاتکہ نے کہا: "انا جیدة الوزن فھلم ازن لك" میں اس کا اچھی طرح وزن کرتی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ بیوی نے عرض کیا: یاامیرالمومنین کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اخشی ان تاخذیه ھکذا، فتجعلیه ھکذا و ادخل اصبعیه فی صدغیه۔ تمسحین به عنقك، فاصیب فضلاً عن المسلمین" اس سے خوشبو تیری انگلی پر لگ جائیگی جس کو تم اپنے کانوں میں اسی طرح لگاؤ گی اور اپنی گردن پر ملو گی اس سے مسلمانوں کو ان کا حق پورا نہیں پہنچ پائے گا۔

5- نعیم بن العطارة سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس باہر کے ممالک سے خوشبو آئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی عاتکہ سے کہا کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت مجھے دو تاکہ بیت المال میں جمع ہو سکے۔ نعیم بن عطارۃ ایک مرتبہ خوشبو خریدنے کے لیے اس کے پاس آئی تو وہ دانتوں سے کاٹ کر خوشبو کی کمی بیشی کو پورا کیا کرتی تھی، ایک دن کچھ خوشبو انگلی پر لگی، اس کو اپنے دوپٹے پر مَل دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر آتے ہی پوچھا "ما ھذہ الریح؟" یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے؟ اس کی وجہ بتائی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے "طیب المسلمین تا خذینه انت، فتتطیبین به" تم مسلمانوں کی خوشبو کو استعمال کرتے ہو اور اس سے اپنے آپ کو خوشبو لگاتی ہو۔

پھر سر سے دوپٹہ اتار کر اس پر پانی ڈالنے لگے پھر مٹی اس پر ملنے لگے۔ نعیم بن عطارۃ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ خوشبو لینے کے لیے گئی، تو وزن کی کمی بیشی کو پورا کرنے کے لیے دانت سے خوشبو کو توڑا جس سے خوشبو کا کچھ حصہ انگلی پر بھی لگا جس کو وہ مٹی سے صاف کرنے لگی میں نے کہا! "ما ھذا صنعت اول مرۃ" یہ کیا کر رہی ہو؟ پہلے کبھی ایسا نہیں کیا، کہنے لگی" او ماعلمت مالقیت منه ا لقیت منه کذالقیت کذا"

تمہیں پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ پھر پورا واقعہ بیان فرمایا۔

6-عبدالرحمٰن اشعری سے روایت ہے کہ وہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اونٹنی تھی، غلام اس کا دودھ آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ ایک دن دودھ پیش کیا تو اس کا ذائقہ کچھ مختلف تھا۔ آپ نے فرمایا: "ویحك من این هٰذا اللبن؟" تو برباد ہو جائے، یہ دودھ کہاں سے لایا؟ عرض کیا! یا امیرالمومنین بات اصل یہ ہے کہ "ان الناقة انفلت علیها ولدها فشرب لبنها فحلبت لك ناقة من مال الله" اونٹنی کا دودھ اس کے بچہ نے پی لیا تو ہمیں نے یہ دودھ صدقے کی اونٹنی کا نکال کر لایا ہوں۔

آپ نے فرمایا: "ویحك سقیتنی ناراً ادع لی علیا بن ابی طالب" تو برباد ہو جائے۔ تو نے مجھے آگ پلا دی۔ جاؤ جا کر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان سے مسئلہ پوچھا "ان هٰذا عمد الی ناقة من مال الله فسقانی لبنها افتحله لی؟" اس غلام نے صدقے کی اونٹنی کا دودھ مجھے پلا دیا ہے کیا وہ میرے لیے جائز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نعم یا امیر المومنین هو حلال لك ولحمها" ہاں: امیرالمومنین اس کا دودھ اور گوشت آپ کے لیے حلال ہے۔

باب: 50

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف خدا

1۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: ایک دفعہ آپ کے والد نے میرے باپ سے ملاقات کی تو میرے والد نے ان سے فرمایا: "ابشرك انك خرجت من عملك حيره وشره لالك ولا عليك"

کیا تجھے خوشی ہوگی اگر تیرے اچھے عمل اور بُرے عمل برابر ہوں اور تیرے اعمال کے مطابق تجھ سے کوئی حساب کتاب نہ ہو۔ تو تیرے والد بزرگوار نے فرمایا: "والله يا امير المومنين، لقد قدمت البصرة، وانّ الجفا فيهم لفاش" اللہ کی قسم: اے امیر المومنین۔ میں بصرہ میں حاضر ڈیوٹی تھا۔ وہاں کے لوگ بڑے ظالم تھے" فعلمتهم القرآن والسنة، و غزوت فيهم في سبيل الله واني لا رجو بذلك فضيلة" میں نے ان کو قرآن وسنت کی تعلیم دی اوران کو جہاد فی سبیل اللہ میں شامل کیا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مجھے صلہ عطا فرمائے گا۔ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ولكن وددت اني قد خرجت من عملي خيره بشره وشره بخيره كفافا لا لي و لا علي وخلص لي عملي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم" میں اس بات کو پسند کرتا ہوں اگر میرے اچھے اور بُرے اعمال برابر کر کے مجھے حساب سے نجات مل جائے۔ اور نہ مجھے کچھ ملے نہ مجھ پر کچھ ہو۔ میرا عمل خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ "ان اباك كان خيرا من ابی" آپ کے والد میرے باپ سے بہت بہتر ہیں۔

2۔ مسروق سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن، حضرت ام سلمۃ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے (ان من اصحابی من لا یرانی بعد ان اموت ابدا) کہ بے شک میرے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھے نہیں دیکھے گا میرے وصال کے بعد۔ حضرت عبدالرحمٰن، حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ جو حضرت ام سلمۃ کہتی ہیں وہ آپ نے سنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور پوچھا، پھر فرمایا کہ (انشدك الله امنهم انا؟) میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا میں بھی ان لوگوں شامل ہوں؟۔ حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں شامل نہیں ہیں اور میں آپ کے بعد کسی کی برات کا ہرگز نہیں کہتی۔

3- داؤد بن علی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لو ماتت شاة علی شاطیء الفرات ضائعة لظننت ان الله، عزوجل سائلی عنها یوم القیامة'' (حلیۃ الاولیاء: ۵۳/۱) اگر دریا فرات کے کنارے بکری پیاسی مرگئی تو مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے متعلق بھی مجھ سے پوچھے گا۔

4- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ''لو مات جدی بطف الفرات، لخشیت ان یحاسب الله به عمر'' اگر بکری کا ایک بچہ بھی فرات کے کنارے مرگیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق بھی عمر سے حساب لے گا۔

5- امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اونٹ کے کجاوے میں بیٹھے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ آپ دوڑ رہے تھے۔ میں نے پوچھا ''این تذهب؟ ''یا امیر المومنین۔

کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے میں اس کو تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لقدا ذللت الخلفاء بعدك'' آپ نے اپنے بعد والے خلفاء کے لیے مشکل پیدا کر دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یا ابا الحسن، لا تلمنی فو الذی بعث محمد ا بالنبوۃ لو ان عنا قا ذھبت بشاطئی الفرات، لا خذ بھا عمر یوم القیامۃ''

اے ابوالحسن: آپ مجھے ملامت نہ کریں۔ قسم ہے اس ذات کی: جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ بھیجا۔ اگر بکری کا ایک بچہ بھی دریائے فرات کے کنارے پیاسا مر گیا، تو قیامت کے دن عمر کو اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

6- طارق سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''ای رجل کان عمر؟'' عمر کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا: ''کان کا لطیر الحذری، الذی کان له بکل طریق شر کا'' (وہ خوف خدا میں) اس پرندے کی طرح تھے جس کے تمام راستے میں ہر طرف جال بچھے ہوں اور وہ اسے دیکھ کر خوف زدہ ہو۔

7- ابو سلامہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حرم کعبہ میں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک حوض پر اکٹھے وضو کرنے والے مردوں اور عورتوں کو مار مار کر بھگا رہے تھے پھر میرا نام لیکر کہا: اے فلاں! میں نے عرض کیا: ''لبیك'' امیر المومنین حاضر ہوں۔ فرمایا: ''لا لبیك ولا سعدیك'' تو کوئی حاضر او سعادت مند نہیں۔ میں نے تمہیں مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ حوض بنانے کا آرڈر دیا تھا۔ تم نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا؟ پھر وہاں سے چلتے ہوئے راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے فرمایا: ''اخاف ان اکون قد ھلکت'' مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ما اھلکاك؟'' کس وجہ سے تم ہلاک ہو جاؤ گے؟ فرمایا: ''ضربت رجالا ونساء فی حرم اللہ عزوجل'' میں نے اللہ کے حرم میں

مردوں اور عورتوں کو مارا ہے۔

فرمایا: "یا امیر المومنین: انت راع من الرعاۃ فان کنت ضربتھم علی غش ۔ فانت الظالم المجرم" یا امیر المومنین: آپ قوم کے محافظ اور لیڈر ہیں اگر آپ نے ان کو ان کی اصلاح کے لیے مارا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے سزا نہیں دے گا۔ اور اگر آپ نے ان کو بغیر کسی اصلاحی مقصد کے مارا ہے، تو آپ ظالم اور مجرم ہیں۔

8۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی گلیوں کوچے میں گشت کر رہے تھے اسی دوران یہ آیت ان کے ذہن میں آئی۔ "والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا"

(احزاب:۵۸)، (تفسیر قرطبی:۲۳۸/۱۴)

جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر گناہ کیے ہوئے تکلیف دیتے ہیں۔

یہ آیت تلاوت کرتے گئے، تو دل میں خیال آیا کہ شاید میں ایمان والوں کو تکلیف پہنچاتا ہوں پھر آپ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے تکیہ کو نکال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: نہیں! پھر پاؤں کے ساتھ تکیہ واپس کر کے مذکور بالا آیت تلاوت فرمائی اور کہا: اخشی ان اکون انا صاحب ھذہ الآیۃ ۔ مجھے خوف لاحق ہے کہ میں اس آیت کا مصداق بن گیا ہوں کہ میں ایمان والوں کو تکلیف دیتا ہوں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لاتستطیع الا ان تعاھد رعیتك، فتامر و تنھی" آپ ایسا کرنے والے شخص نہیں ہیں بلکہ آپ تو رعیت کی بہتری کے خواہش مند ہیں۔ انہیں نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے والے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قد قلت واللہ اعلم" آپ نے تو کہہ دیا بس اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ

الخطاب هل على هٰذا صبر ؟" اے خطاب کے بیٹے تجھے اس آگ کو برداشت کرنے کی طاقت ہے یعنی اس پر صبر کر سکے گا؟۔

9۔ضحاک کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی کبھار یہ فرماتے " ليتني كنت كبش اهلي" کاش میں اپنے گھر والوں کا مینڈھا ہوتا۔ وہ مجھے موٹا تازہ کر کے ذبح کرتے اور اپنے ملنے والوں کو کھلا دیتے وہ میرے کچھ گوشت کو بھن لیتے اور کچھ کو خشک کر لیتے پھر وہ مجھے کھا کر فضلہ باہر نکال دیئے۔" ولم اك بشرا" ۔کاش میں انسان ہی نہ ہوتا۔ یہ بات آخرت کے خوف کی وجہ فرماتے تھے۔

10۔عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا:"اخذا تبنة من الارض، فقال ليتني كنت هٰذا التبنة ليتني لم اخلق ليت امي لم تلدني ليتني لم اك شياء ليتني كنت نسياً منسيا"

(طبقات الکبری:۳/۳۶۰)

آپ نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور کہا: کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں پیدا نہ ہوتا۔ کاش میری ماں نے مجھے جنا نہ ہوتا۔ کاش میں کچھ چیز نہ ہوتا۔ کاش میں بالکل مٹ گیا ہوتا۔ تاکہ آخرت کے حساب و کتاب سے بچ جاتا۔

11۔حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو آپ کے لیے ایسا کھانا تیار کیا گیا۔ جو پہلے کبھی نہیں تیار کیا گیا تھا۔ فرمایا: ہمارے لیے ایسا کھانا لائے ہو تو ان مسلمان فقراء کے لیے کیا ہے۔ جن کا جَو کی روٹی سے بھی کبھی پیٹ نہیں بھرا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"لهم الجنة فاغرورقت عيناه" ان کے لیے جنت ہے، تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" ان كان حظنا في هٰذا ويذهب اولئك بالجنة لقد بانوا بونا بعيدا" اگر ہمارے حصہ میں یہ ہے اور ان کے لیے جنت ہے

12۔ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قوم بھوک اور قحط سالی کی شکایت لیکر آئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ پھر آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے"اللھم لا تجعل ھلکتھم علی یدی" اے میرے اللہ عزوجل،ان کی ہلاکت کو میرے ہاتھوں نہ فرمانا: پھران کو گندم دینے کا حکم دیا۔

13۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فتح قادسیہ کے موقع پر روم کے بادشاہ (کسری) کا جبہ اس کی تلوار،شلوار،قمیض،تاج اور اس کے جوتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیے۔ جب یہ سامان عمر رضی اللہ عنہ کو ملا تو آپ نے لوگوں کے چہروں اور جسموں کی طرف دیکھا تو سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی ان میں دراز قد تھے۔آپ نے فرمایا:یا سراق قم فالبس : اے سراق کھڑے ہو کر اس کو پہن لو۔سراقہ کہتے ہیں۔ میں نے اُٹھ کر اسے زیب تن کیا،تو آپ نے فرمایا: آگے پیچھے چل کر دکھاؤ پھر فرمایا: واہ،واہ،بنومدلج کے اعرابی دیہاتی نے کسری کی قمیض،جبہ،اور اس کی تلوار و تاج اور جوتے پہنے پھر فرمایا: انہیں اُتار دو۔ میں نے اُتار دیئے پھر فرمایا:

"اللھم انك منعت ھذا رسولك ونبیك وكان احب الیك منی واكرم علیك منی ومنعته ابابكر وكان احب الیك منی واكرم علیك منی ثم اعطیتنیه فاعوذ بك ان تكون اعطیتنیه لتمكر بی ثم بكی حتی رحمه من كان عنده"

اے اللہ! یہ سامان آپ نے اپنے پیارے رسول اور نبی کو عطا نہیں فرمایا، جو ہم سے مکرم و معزز ہیں۔ پھر ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو ہمارے مقابلے میں آپ کے زیادہ قریب اور عزت والے ہیں ان کو عطا نہیں کیا: اے اللہ عزوجل یہ سامان مجھے عطا فرما کر میری آزمائش کر رہے ہو اور امتحان لے رہے ہو۔ پھر آپ زار و قطار رونے حتیٰ کہ لوگوں کو آپ پر رحم آگیا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں مغرب سے پہلے اس سامان کو فروخت کر کے اس کی قیمت

مسلمانوں میں تقسیم کرو۔

ابی بکر بن عیاش کہتا ہے کہ جب کسریٰ کا تاج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: لوگوں نے یہ مال اپنے امناء کے پاس بھیجے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ان القوم راوك عففت فعفوا ولو رتعت لرتعوا" بے شک آپ نے قوم کے مال سے خود کو بچایا تو انہوں نے تجھے عطا کیا، اگر آپ نہ بچاتے، تو یہ سامان تیرے پاس نہ بھیجتے، بلکہ خود کھا پی جائے۔

14۔ ابو سنان دوئلی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ کے پاس مہاجرین بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق سے ایک کاٹن بھیجا گیا تھا جس میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔ آپ کے کسی ایک بیٹے نے وہ انگوٹھی اٹھا کر اپنے منہ ڈالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس انگوٹھی کو باہر نکالنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی رو پڑے۔ پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین آپ کیوں روتے ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی ہے، اور دشمن پر غلبہ دیکر آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے (لا تفتح الدنیا علی امة، الا القی اللہ بینهم العداوة و البغضاء الی یوم القیامة و انا اشفق من ذلك) جب بھی کسی امت پر دنیا کھولی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کے درمیان عداوت اور بغض کو ڈال دیتا ہے اور میں اس وجہ سے رو رہا ہوں۔

15۔ ابن ابی ربیعہ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے صحن میں نہاوند اور جلولاء کا مال دیکھا حتیٰ کہ سورج کی روشنی پڑنے سے اس کی چمک دمک نظر آئی تو آپ رونے لگے۔ لوگوں نے عرض کیا (یا امیر المؤمنین ما هٰذا بیوم حزن، و بکاء) اے امیر المؤمنین، یہ رونے دھونے کا دن نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ رونے کا دن نہیں ہے، لیکن میں اس لیے آبدیدہ ہو گیا ہوں کہ

جب کسی قوم میں مال ومتاع کی فراوانی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان قیامت تک عداوت اور بغض کو ڈال دیتا ہے۔

16۔ابراہیم بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کا خزانہ لایا گیا۔عبداللہ بن ارقم کہتے ہیں کہ میں نے اس کو بیت المال میں رکھ دیا۔کہ ہم اسے تقسیم کردیں گے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اللہ کی قسم: اس کو مسجد کی چھت کے نیچے نہ رکھنا بلکہ اسے صحن میں رکھو،اور رات بھر اس پر چوکیدار متعین کرو۔جب صبح ہوئی تو آپ نے اس کی چمک دمک اور فراوانی دیکھی تو رو پڑے۔عبدالرحمٰن نے کہا: یا امیرالمومنین۔کیوں رو رہے ہو؟ اللہ کی قسم: آج کا دن تو خوشی،مسرت اور شکر کا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (انہ لم یعط قوم،الا القیت بینھم العداوۃ و البغضاء) کسی قوم کو (مال) نہیں دیا جاتا مگر ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا جاتا ہے۔

17۔حسن سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کا خزانہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کو چھت کی بجائے کھلے آسمان کے نیچے رکھ دو۔اس کو مسجد کے دو حصوں میں ڈالنا،ایک عورتوں کا اور دوسرا مردوں کا۔اس کو فرش پر ڈال کر اس پر رات کو چوکیدار کھڑا کر دو۔صبح کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس مال پر نظر پڑی تو آپ آب دیدہ ہو گئے۔حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: یا امیرالمومنین،آپ کیوں رو رہے ہیں۔کیا آج کا دن شکر کا نہیں ہے؟۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (لا واللہ ما فتح اللہ ھذا علی قوم قط الا جعل با سھم بینھم) نہیں،اللہ کی قسم: اللہ تعالیٰ کسی قوم پر (دنیا کو) نہیں کھولتا مگر ان کے درمیان دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔

18۔حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جلولاء کی فتح کے دن تیس لاکھ مثقال پورے حاصل کیے اور اس میں

سے چھ لاکھ زیاد کی طرف بھیجے۔ مختصر یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو فرمانے لگے اس کو گھر کی چھت کے نیچے نہ رکھنا حتیٰ کہ میں اس کو تقسیم کر دوں۔ حضرت عبد اللہ بن ارقم اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے رات بھر اس کی چوکیداری کی، جب صبح کو یہ مال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آب دیدہ ہو گئے۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (ما یبکیك فو اللہ ان ھٰذا لمن مواطن الشکر) اے امیر المؤمنین، یہ رونے کا مقام نہیں ہے۔ اللہ کی قسم: یہ تو شکر بجالانے کا موقع ہے۔ آپ نے فرمایا: واللہ: مجھے اس بات نے نہیں رولایا۔ بلکہ میں اس لئے رویا ہوں کہ اللہ کی قسم: اللہ تعالیٰ کسی قوم کو مال عطاء نہیں کرتا مگر ان کے درمیان عداوت اور سختی کو ڈال دیتا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر مہاجرین وانصار کے درمیان وہ مال تقسیم کر دیا اور ابتداء بدر والوں کی فرمائی پھر ازواج مطہرات کو دیا۔ جب تقسیم سے فارغ ہوئے تو اپنے بیٹے عبد بن عمر کو عطا کیا۔ بیٹا نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین: آپ نے میری طرف دیکھا بغیر مال عطا کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبد اللہ، تیرے لیے عمر کی زندگی نمونہ ہے۔ اس معاملے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے نہیں پوچھے گا۔

19۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ کے سامنے مال دیکھا جو مختلف اطراف میں پھیلا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (انی وددت انی انجو منه کفافا لا لي و لا علي) میں اس روزی اور حد سے نجات چاہتا ہوں کہ نہ میرے لئے کوئی اجر ہو اور نہ مجھ پر کوئی حساب باقی ہو۔

20۔ عبد الرحمٰن بن سلیط سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے تجھے اس کام کے لئے عامل بنایا تھا کہ تو ان کے ساتھ محنت کرے۔ تو مجھے آزمائش میں نہ ڈال۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (واللہ لا ادعکم جعلتموھا فی عنقی ثم تخلیتم عنی) اللہ کی قسم: میں نہ

تمہیں دعوت نہیں دی تھی کہ تم اس کو میرے گلے میں ڈالو، پھر اس کو مجھ سے جدا کر دو۔

21۔ابی عبداللہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کو خوف رکھتا ہے وہ غصہ نہیں کرتا اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا۔وہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے اس کو ضائع نہیں کرتا۔اگر قیامت کا ڈر نہ ہوتا تو تم اس کے علاوہ کوئی اور معاملہ دیکھتے۔

نوٹ: مذکورہ بالا واقعات سے ملتے جلتے واقعات چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اسی کتاب کے آخر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔طوالت سے بچتے ہوئے صرف حوالہ دے دیا ہے۔

باب 51

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کا بیان

1- علقمہ بن وقاص کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی آخری رکعت میں سورۃ یوسف کی تلاوت فرماتے اور میں آخری صف میں ہوتا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر آتا تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آخری صف میں سن لیتا تھا۔

2- عبداللہ بن شداد بن الہاد کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں سورۃ یوسف پڑھتے اور میں آخری صف میں ہوتا۔ تو آپ کے رونے کی آواز سنائی دیتی اور آپ یہ آیت تلاوت فرماتے۔

" انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ " ۔

(یوسف:۸۶)(التفسیر الکبیر الرازی:۱/۲۰۰،۱

ترجمہ: کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

3- عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں۔ زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے دو لکیریں پڑ گئیں تھیں۔

4- حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بعض اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک آیت کا ورد کرتے کرتے رات گزار دیتے، اور ساتھ روتے رہتے حتیٰ کہ گر جاتے اور بیمار پڑ جاتے اور لوگ عیادت کے لیے آتے۔

5- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو

دیکھا کہ آپ اس قدر روتے کہ ہچکی بند جاتی۔ جس سے آپ کی پسلیاں حرکت کرتیں تھیں۔

6- ابی عثمان النھدی کہتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کعبہ کا طواف کرتے تو زاروقطار روتے ہوئے عرض کرتے "اللھم ان کنت کتبتنا عندك فی شقوۃ و ذنب، فانك تمحو ما تشاء و تثبت وعندك ام الكتاب فا جعلها سعادۃ و مغفرۃ،، اے اللہ: اگر تو نے مجھے بد بخت اور گنہگار لکھ رکھا ہے۔ تو بے شک تو ہی اسے مٹانے اور برقرار رکھنے والا ہے۔ اور تیرے پاس ام الکتاب (اعمال نامہ کا ریکارڈ ہے) پس تو اسے سعادت مندی اور مغفرت میں بدل دے۔

7- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے خوف کا غلبہ طاری ہو گیا اور میں نے نماز کی تیسری صف میں ان کے رونے کی آواز سن لی۔

8- عمر بن شیبہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: (اے عمر) کیا تجھے وہ حدیث یاد ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ فرمایا کونسی حدیث؟ فرمایا، یہ حدیث پاک: " لیکن بلاغ احدکم من الدنیا، کزاد الراکب " تم میں سے ہر ایک دنیا میں ایسے زندگی گزارے جیسے ایک مسافر گزارتا ہے۔ فرمایا: ہاں یاد ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد ہم نے کیا تیاری کی ہے؟ اس کے بعد دونوں ساری رات آہ و بکاء کے ساتھ گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

باب 52

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عبادت وریاضت کا بیان

1- اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صائم الدھر یعنی ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

2- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو روزہ رکھنے کی وجہ سے آپ کا رنگ متغیر تھا۔

3- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے دو سال قبل مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید الاضحیٰ، عید الفطر اور سفر کے علاوہ اکثر روزہ رکھتے تھے۔

4- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آدھی رات کو نماز پڑھنا محبوب مشغلہ تھا۔ (الطبقات الکبریٰ:۲۸۶/۳)

5- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حاجیوں پر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا۔

6- اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے جب رات کا پچھلا پہر ہوتا تو گھر والوں کو اٹھاتے اور کہتے: الصلاۃ۔الصلاۃ نماز، نماز پھر یہ آیت تلاوت فرماتے۔ وامر اھلك بالصلوۃ واصطبر

(طٰہٰ:۱۳۲)(تفسیر ابن کثیر المختصر:۵۰۰/۲)

7- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک باغ

کی طرف تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو لوگ نماز عصر پڑھ چکے تھے۔ فرمایا: باغ جانے کی وجہ سے جماعت چھوٹ گئی۔ پھر آپ نے وہ باغ مساکین کیلئے صدقہ کر دیا۔

8- ابو مسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ یا جس شخص نے آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی اس نے انہیں بات بیان فرمائی کہ شام کا وقت ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے تو دو ستارے طلوع ہو گئے یعنی نماز میں تاخیر ہوئی۔ تو آپ نے اس کے کفارے میں دو غلام آزاد کر دیئے۔

باب:53

اعمال کو ریا کاری سے بچانا

حضرت نافع کہتے ہیں کہ ہم میں سے اکثر لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کی نیکی کو نہیں جانتے تھے۔ جب تک وہ خود اسے بیان نہ کرتے یعنی اعمال صالح میں ریا کاری نہیں کرتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ:۳/۲۹۱)(حلیۃ الاولیاء:۱/۵۳)دارالکتاب

باب 54

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اور مناجات کا بیان

1- سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدفین سے فارغ ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہو کر رات کے وقت خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک راستہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مقرر فرمایا ہے۔ وہ ہمارے لیے کافی ہے۔ بس ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے اس راستہ کی پیروی ضروری ہے۔ تمام حمد وثناء اس خدا کیلئے جس نے مجھے آپ کا ذمہ دار اور آپکو میرا تابع بنایا۔ تمام حمد وثناء اس خدا کیلئے جس نے مجھے تم میں باقی رکھا اپنے دو صاحبوں کے بعد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق) میری اور میرے دو پیش رو، حضرات کی مثال ان تین افراد کی طرح ہے جو ایک سفر پر نکلے اور ان میں سے ہر ایک منزل کی طرف جانے کیلئے راستے کی علامات اور نشانات کی پیروی کرتے ہوئے چلا حتیٰ کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ گیا اور دوسرے نے بھی پہلے والے کی اتباع کی اس کے نقش قدم پر چلتا رہا حتیٰ کہ وہ بھی اپنی منزل تک پہنچ گیا تیسرا اگر اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلے گا تو ان سے مل جائے گا۔ اگر ان کے راستے سے ہٹ کر چلا تو ان کے قرب کو کبھی نہیں پہنچ پائے گا۔ بے شک عرب پر حکمرانی کرنا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہوں پھر فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہو۔

"اللھم انی شحیح فسخنی، اللھم انی غلیظ فلینی، اللھم انی

ومعونتك وابرني بمعاداة عدوك من آلافات"

(الطبقات الكبرى:۳/۲۷٤)

2. حضرت اسود بن ھلال محاربی سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے منبر پر جلوافروز ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: اے لوگوں: میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہنا" اللھم انی غلیظ فلینی، و شحیح فسحنیی، و ضعیف فقونی" اے اللہ عزوجل میں سخت ہوں مجھے نرم کردے، اور میں کنجوس ہوں مجھے سخی کردے۔ میں کمزور ہوں مجھے قوت عطا فرما۔

3- عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے " اللھم توفنیی مع الابرار، ولا تخلفنیی مع الاشرار، والحقنی بالاخیار" اے اللہ عزوجل تو مجھے نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اور تو مجھے شریروں میں نہ چھوڑ اور تو مجھے اخیار کے ساتھ ملا دے۔

4- ابی عبدالرحمٰن نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے" اللھم لا تکثر لی من الدنیا فاطغی، ولا تقل لی منھا، فاننی انہ قل و کفی، خیر مما کثر والھی" اے اللہ عزوجل میرے لئے دنیا اتنی زیادہ نہ کرنا کہ میں بھٹک جاؤں اور نہ ہی اتنا کم کرنا۔ پس جو تھوڑی مجھے کفایت کرے وہ اس زیادہ سے بہتر ہے جو مجھے سرکش بنائے۔

5- شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے لئے بارش طلب کرنے کے لئے نکلے اور استغفار کی کثرت فرمائی اور واپس لوٹ آئے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین، ہم نے تو آپ کو بارش طلب کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: بارش آسمان کے کناروں سے آرہی ہے حتیٰ کہ بارش اتر آئی ۔

(ابن سعد فی طبقات الکبریٰ:۳/۳۲۰)

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی" استغفروا ربکم انہ کان غفارا،

يرسل السماء عليكم مدرارا .

(نوح:۱۰،۱۱)(تفسیر طبری: لہٰذہ الآیات:۵۸/۲۹)

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی " استغفروا ربكم ثم توبوا اليه" (هود: ٥٢)

6-اسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا " اللهم لا تجعل قتلي على يد عبد قد سجد لك سجدة، يحاجني بها يوم القيامة" اے اللہ مجھے ایسے شخص کے ہاتھ قتل نہ کروانا جو تجھے سجدہ کرنے والا ہو، کہ وہ قیامت کے دن مجھ سے جھگڑ کرے۔

7-سلیمان بن حنظلۃ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے " اللهم انى اعوذبك ان تاخذني على غرة، او تذرني في غفلة، او تجعلني من الغا فلين' اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے غفلت میں پکڑے یا مجھے غفلت میں چھوڑے یا تو مجھے غافلین میں سے بنادے۔

8-عبداللہ حراش اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ کے دوران یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے " اللهم اعصمنا بحفظك، وثبتنا على امرك" اے اللہ عزوجل تو ہمیں اپنی حفاظت کے ساتھ بچا اور تو ہمیں اپنے حکم پر ثابت قدم فرمایا۔

باب 55

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات کا بیان

1- اسلم اور یعقوب دونوں سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نماز جمعہ کیلئے تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہو کر آواز دی ''یا ساریة بن زنیم الجبل ! یا ساریة بن زنیم الجبل ! ظلم من استرعی الذئب الغنم''

اے ساریہ بن زنیم پہاڑ یعنی پہاڑ کی طرف دیکھ یہ جملہ دو مرتبہ کہا پھر فرمایا۔ جس نے بھیڑیا کو بکریوں کا رکھوالا بنایا اس نے ظلم کیا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ساریہ کا خط موصول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کے دن فلاں ٹائم فتح دی یہ وہی ٹائم تھا جب آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر ساریہ کو آواز دی تھی۔

حضرت ساریہ نے لکھا میں نے ایک آواز سنی ''یا ساریة بن زنیم الجبل' جس نے بھیڑیئے کو بکریوں کا رکھوالا بنایا اس نے ظلم کیا. میں اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑ پر چڑھ گیا اس قبل سے ہم نے نیچے وادی میں دشمن کا محاصر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح سے نوازہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے متعلق پوچھا گیا جو آپ نے منبر پر کہے تھے فرمایا!'' واللہ ما القیته له بالا شیئ القی به علی لسانی'' اللہ کی قسم! جو چیز میرے دل میں ڈالی جاتی ہے وہ میری زبان پر آجاتی ہے۔

2۔ حضرت نافع جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام تھا اس سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ ''یا ساریة بن زنیم الجبل'' لوگ اس کا مطلب نہ سمجھ سکے حتیٰ کہ حضرت ساریہ مدنیہ منورہ تشریف لائے اور عرض کیا: یا امیرالمومنین'' کنا محاصری العدو، و کنا نقیم الایا م لا یخرج علینا منهم

احد،نحن فی خفض من الا رض و ھم فی،حصن عال" اے امیرالمو منین: ہم دشمن کے محاصرے میں تھے اور ہم اس دن رک گئے۔ہم میں سے کوئی بھی (دشمن) کی طرف نہ نکلا،ہم زمین کی گہری وادی میں تھے اور دشمن بلند قلعہ میں تھا اچانک میں نے آپ کی آواز سنی۔اے ساریہ بن زنیم الجبل میں اپنے لشکر سمیت پہاڑ پر چڑھ گیا تو اسی لمحہ اللہ پاک نے ہمیں فتح سے نواز دیا۔

3- نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ مدینہ منورہ میں آواز دی "یا سارية بن زنیم الجبل، من استرعى الذئب الغنم فقد ظلم" اے ساریہ بن زنیم پہاڑ پر چڑھ۔جس نے بھیڑیئے کو بکریوں کا رکھوالا بنایا،اس نے ظلم کیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ نے ساریہ کو آواز دی ہے حالانکہ وہ تو عراق میں ہیں یعنی لوگ آپ کی آواز

کا مطلب نہ سمجھ سکے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اے لوگو! تم ہلاک ہو جاؤ گے،عمر کی بات پر بحث

نہ کیا کرو کیونکہ عمر کے دل میں جو بات القا ہوتی وہ کہہ دیتے ہیں اس کے چند دنوں بعد حضرت ساریہ مدینہ منورہ آئے اور کہنے لگے۔فلاں وقت (عین خطبہ کے وقت) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز میں "یا ساریۃ الجبل" کے الفاظ سن کر پہاڑ کی طرف چڑھ گیا۔

4-قیس بن حجاج کہتا ہے جب عمرو بن عاص کی قیادت میں مصر فتح ہوا تو مصری لوگ گورنر مصر حضرت عمرو بن عاص کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا۔اے امیر۔دریائے نیل خشک ہو گیا ہے اس کو چلانے کا ایک طریقہ ہے اس کے بغیر نہیں چلتا۔فرمایا۔ وما ذاك؟ وہ کیا طریقہ ہے؟ عرض کیا: وہ طریقہ یہ ہے،اس ماہ کی جب تیرہ تاریخ ہوتی

اور عمدہ زیورات سمیت دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔اس پر گورنر مصر حضرت عمرو بن عاص نے جواب دیا۔ یہ رسم اسلام میں ہرگز جائز نہیں۔اسلام تو اس سے پہلے کی غلط اور غیر شرعی رسومات کو مٹانے کیلئے آیا ہے۔آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان حالات کی رپورٹ بھیجی، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً خط لکھا۔ کہ تمہارا جواب بالکل درست ہے کہ اسلام تمام غیر شرعی رسومات کو مٹانے آیا ہے۔اس خط کے اندر ایک اور چھوٹا سا خط دریائے نیل کے نام لکھا۔جس کا مضمون یہ تھا۔ ''من عبداللہ عمر امیر المومنین الی نیل مصر'' مصر کے دریائے نیل کے نام اللہ کے ایک بندے عمر جو کہ امیر المومنین ہے اس کا خط، امابعد: اگر تو اپنے اختیار و قوت سے بہتا ہے تو ہرگز نہ بہنا اور اگر اللہ تعالیٰ نے تجھ جاری کیا ہے تو میں اللہ واحد قہار کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

چنانچہ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مقررہ تاریخ سے ایک رات پہلے وہ خط دریائے نیل میں ڈالا تو مصری لوگوں نے صبح اٹھ کر دیکھا تو اسی رات میں اللہ تعالیٰ نے سولہ ہاتھ گہرا پانی نیل میں جاری کر دی اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو غیر شرعی رسم خاتمہ کر دیا۔

5-خوات بن جبیر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوئے تو آپ نے نماز استقا پڑھائی۔ پھر اپنے دونوں کندھوں کے درمیان اپنی چادر اُلٹ پلٹ کی۔ دائیں کندھے والی چادر کے حصے کو بائیں کندھے پر ڈالا اور بائیں کندھے والی چادر کو دائیں کندھے پر ڈالا پھر اپنے ہاتھ کو دعا کیلئے اٹھایا اور عرض کیا

''اللھم انا نستغفر و نستسقیك'' اے اللہ عزوجل! بے شک ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور بارش کے خواستگار ہیں ابھی آپ دعا مانگ کر اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہوئے تھے کہ بارش اتر آئی۔ راوی کہتا ہے جو ہمارے دیہاتی لوگ تھے وہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین، ہماری وادی میں فلاں دن، فلاں وقت بادلوں نے ہم پر سایہ کر لیا اور ہم نے اس میں ایک آواز سُنی (کوئی کہنا والا کہہ رہا تھا) ابا حفص (حضرت عمر کی کنیت ہے) کی بارش تمہارے پاس آئی ابا حفص کی بارش تمہارے پاس آئی پھر اس بات کو شعر میں یوں بیان کیا گیا'' اتا ك فتی الخطاب غوث فصو قا'' خطاب کے نوجوان (عمر) کی بارش تمہارے پاس آئی پس اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق فرمائی۔

باب:56

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ

چند احادیث کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث کو روایت کرنے میں بہت زیادہ احتیاط فرماتے تھے اس کے باوجود بھی آپ سے کثیر احادیث مبارکہ مروی ہیں نفی بن مخلد نے آپ سے روایت کردہ احادیث مبارکہ کی تعداد پانچ سو سینتیس 537 بیان کی ہے۔

1- علقمۃ ابن وقاص لیثی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔

"انما الاعمال بالنیات، ولکل امریء مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الدنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا، فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ"

ترجمہ: بے شک اعمال کا دارمدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کیلئے وہی ہوتا ہے جس کی اس نے نیت کی۔ جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے ہی شمار ہوگی۔ جس کی ہجرت حصول دنیا یا کسی عورت سے شادی کرنے کی تھی اس کی ہجرت اس مقصد کیلئے ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

یہ حدیث پاک بخاری و مسلم میں ہے اور یہ روایت یحیٰی بن سعید کے علاوہ کسی سے روایت نہیں ہے۔ یہ حدیث پاک کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں ہے۔

2۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔جو ہم عمل کرتے ہیں یہ پہلے سے ہمارے لئے لکھا جاچکا ہے یا نہیں؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" فیما قد فرغ منہ" یہ پہلے سے لکھا جاچکا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" الا نتکل؟" (پھر ہم اس لکھے ہوئے پر) بھروسہ کر کے بیٹھ نہ جائیں؟ عمل کرنے کا کیا فائدہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اعمل یا ابن الخطاب،فکل میسر لما خلق لہ،اما من کان من اھل السعادۃ،فیعمل للسعادۃ،واما من کان من اھل الشقاء فیعمل للشقاء" اے ابن خطاب: عمل کرتے رہو۔اہل جنت کے لئے جنت کا عمل ہوگا اور اہل دوزخ کے لئے دوزخیوں والے عمل آسان کردیئے گئے ہیں چنانچہ جو جنتی ہوگا وہ جنتیوں والے عمل کرے گا اور جو دوزخی ہوگا وہ دوزخیوں والے عمل کرتا رہے گا۔

3۔بنی عباس رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت آگے بڑھی تو وہ کہتے ہیں تھے کہ فلاں شہید ہوگیا،فلاں شہید ہوگیا،حتیٰ کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا،فلاں بھی شہید ہوگیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" کلا انی رایتہ یجر الی النار،فی عباء غلھا،اخرج یا عمر،فناد فی الناس،لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون' میں نے اس کو ابھی دیکھا ہے کہ اسے ایک چادر میں لپیٹ کر آگ میں ڈالا گیا ہے:اے عمر،باہر نکل کر لوگوں میں اعلان کردو کہ ایمان والوں کے علاوہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔آپ باہر نکلے اور اعلان کیا (اے لوگو،سن لو) ایمان والوں کے علاوہ کوئی بھی جنت نہیں جائے گا۔

4۔ابی تمیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا" لو توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما

یرزق الطیر،تغدو خماصا و تروح بطانا" اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو جس طرح بھروسہ کرنے کا حق ہے۔تو وہ تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہوتے ہیں۔(مسند احمد:۱/۴۷)

5- ابی سنان دوَلی سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر ہوئے،تو آپ کے پاس مہاجرین اولین رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔آپ کے پاس ایک کاٹن بھیجا گیا،جس میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔وہ آپ کے بیٹے نے پہن لی تو آپ نے اس انگوٹھی چھینی اور رو پڑے۔حاضرین نے عرض کیا؛ یا امیر المؤمنین؛ آپ کیوں روئے ہو۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی،اور دشمن پر غلبہ دیا اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے" لا تفتح الدنیا علی احد،الا القی اللہ بینھم،العداوۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ" کہ دنیا کسی نہیں کھولی جاتی مگر اللہ تعالیٰ ان کے درمیان بغض اور دشمنی ڈال دیتا ہے۔میں اس وجہ سے آب دیدہ ہو گیا ہوں۔

6-نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب کوئی چیز پانا مشکل ہو جاتا تو آپ ردی کجھوروں سے اپنا پیٹ نہیں بھرتے تھے۔

7-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ کے منہ مبارک سے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز سنائی دیتی،ایک دن آپ پر وحی نازل ہوئی ہم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے،پھر آپ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی،آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور دعا کے لئے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور یہ دعا مانگی" اللھم زدنا ولا تنقصنا،واکرمنا ولا تھنا،و آثرنا ولا تؤثر

کر، ہمیں عزت دے، ہمیں رسوائی نہ کرنا، اور ہم کو عطا کر اور ہمیں محروم نہ کرنا، ہمیں ترجیح دے اور ہم پر ترجیح نہ دے۔ ہم سے راضی ہو جا اور ہم کو راضی کر دے، پھر آپ نے فرمایا: مجھ پر دس آیات نازل ہوئیں ہیں۔ جس نے ان دس آیات کے احکام پر عمل کر لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ نے سورۃ المومنون کی پہلی دس آیات پڑھیں۔

(مسند احمد: ۱/۳۴، سنن الترمذی، رقم: ۳۱۷۳، مصنف عبدالرزاق رقم: ۶۰۳۸، النسائی رقم: ۲۲۳)

8- ابوعلاء شامی سے روایت ہے کہ ابوامامۃ جب نیا کپڑا پہنتے تو ابھی وہ ہنسلی کی ہڈی تک نہیں پہنچ پاتا۔ تو آپ یہ دعا پڑھتے۔ (الحمد لله الذی کسانی ما أواری به عورتی و أتجمل به فی حیاتی) پھر فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پائے تو اسے پہنے۔ جب وہ ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جائے تو یہ مذکورہ بالا دعا پڑھے۔ جب وہ کپڑا پرانا ہو جائے اور اسے اتارنے کا ارادہ ہو تو اسے جو شخص صدقہ کر دے تو وہ (کان فی ذمة الله، وفی جوار الله، وفی کنف الله حیا و میتا) اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اور وہ زندہ اور مردہ دونوں حالت میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ راجع مسند احمد: ۱/۴۴

9- سالم نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص بازار میں یہ دعا پڑھے "لا اله الله وحده لا شریك له، له الملك، و له الحمد بیده الخیر، وهو علی کل شیء قدیر، کتب الله له بها الف الف حسنة، ومحی عنه بها الف الف سیئة، وبنی له بیتا فی الجنة" اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں۔ وہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ایک ایک ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے ایک ایک ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

(مسند احمد: ۱/۴۷)

10-عثمان بن عبداللہ بن سراقہ عدوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من اظل راس غاز، اظلہ اللہ یوم القیامة، ومن جهز غازيا، حتى يستقل بجهازه، كان له مثل اجره، ومن بنى مسجدا، يذكر فيه، اسم الله تعالىٰ، بنى الله عزوجل له بيتا في الجنة" جس نے کسی غازی کے سر پر سایہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کے سر پر سایہ کرے گا۔ اور جس نے کسی مجاہد کو سامان دیا اگر چہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی مثل اس کو اجر عطا کرے گا۔ جس نے مسجد بنائی کہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(مسند احمد: ۵۳/۱)

باب 57

زہد وریاضت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان

1- ثابت بن حجاج فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" حاسبوا نفوسکم قبل ان تحاسبوا، وزنوا نفوسکم قبل ان توزنوا، اھون علیکم فی الحساب غدا، ان تحاسبوا انفوسکم الیوم، و تزینوا للعرض الا کبر (یو مئذ تعرضون لا تخفیٰ منکم خافیۃ) (الحاقۃ:۱۸ تفسیر الامام الطبری:۲۹/۳۸)

ترجمہ: اپنے نفسوں کا احتساب کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا احتساب کیا جائے۔ اپنے نفسوں کے اعمال کا وزن کرتے رہو، اس سے قبل کہ ان کا وزن کیا جائے۔ کیونکہ کل بروز قیامت حساب دینے کے مقابلے میں آج حساب دینا آسان ہے۔ اس بڑی پیشی کیلئے خود کو تیار رکھو جس دن تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہوگا۔

2- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں گوشت دیکھ کر فرمایا "ماھذا یا جابر؟" اے جابر، یہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا، یہ گوشت ہے اور آج گوشت کھانے کو دل چاہ رہا تھا، اس لیے خرید کر لے جا رہا ہوں۔ فرمایا: کیا تم دل کی ہر خواہش کو پورا کرتے ہو۔ کیا تم اس آیت سے نہیں ڈرتے ہو۔"اذھبتم طیبا تکم فی حیا تکم الدنیا" (الاحقاف:۲۰) (کافروں سے کہا جائے گا) تم اپنا حصہ پاک چیزوں میں سے اپنی دنیا کی زندگی میں لے چکے ہو۔

3- حسن نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے عبداللہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا وہاں گوشت موجود ہے فرمایا "ماھذا اللحم؟" یہ گوشت کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا، آج گوشت کھانے کو دل کر رہا تھا۔

فرمایا:" وکلما اشتھیت شیاء اکلته کفی بالمرء شرا ان یا کل کل ما اشتھی "جب بھی دل چاہے گا گوشت کھاؤ گے؟ انسان کے فضول خرچ ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو دل میں آئے کھائے۔

4- حسن نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مرتبہ گندگی کے ڈھیر کے پاس سے گزرہوا۔ آپ وہاں کچھ دیر کیلئے رک گئے ساتھیوں نے بدبو سے پریشانی کی شکایت کی آپ نے فرمایا" ھٰذا دنیا کم التی تحر صون علیھا" یہ تمہاری دنیا ہے جس کو حاصل کرنے کیلئے تم کوشش کر رہے ہو۔

5- احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" یا احنف من کثر ضحکه قلت ھیبته" اے احنف!

زیادہ ہنسنے سے ہیبت ودبدبہ ختم ہوجاتا ہے" ومن مزح استخف به" زیادہ مزاح کرنے والا ہلکا سمجھا جاتا ہے۔

"ومن اکثر من شیئی عرف به" بندہ جو کام زیادہ کرے گا وہ اس کام سے پہچانا جائے گا" و من کثر کلامه کثر سقطه؟" زیادہ باتیں کرنے والے کی ہرزہ سرائی زیادہ ہوتی ہے اس کے اندر شرم وحیاء کی کمی ہوتی ہے" ومن قل حیاء قل ورعه، ومن قل ورعه مات قلبه" جس میں حیاء کی کمی ہوگی اس میں تقویٰ پرہیزگاری بھی کم ہوگی جس میں تقویٰ و پرہیزگاری کم ہوگی، اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔

6- عبداللہ شیبانی نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:"یا بنیی اتق الله یقلك واقرض الله یجزك، واشکره یزدك، و اعلم انه لا مال، لمن لا رفق له ولا جدید لمن لا لاخلق له ولا عمل لمن لا نیة له "(اصول التشریع الاسلامی لعلی حسب اللہ:۳۵۲)

اے میرے بیٹا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتے رہنا، اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے رہو

تیری نعمتوں میں اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائے گا۔ یہ بات یاد رکھنا جس میں نرمی نہیں اس کا مال کوئی مال نہیں ہے۔ جس کیلئے پرانا نہیں اس کیلئے نیا بھی نہیں اور نیت کے بغیر کوئی عمل نہیں۔

7- یزید نے کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے مقام سے نہیں بچاتا تو وہ اپنے متعلق بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرے۔ جو اپنے راز کو چھپاتا ہے وہ خیر و بھلائی کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ اپنے بھائی کے متعلق اچھا گمان رکھا کرو، اس کا معاملہ بھی تیرے ساتھ اچھا ہوگا۔ اپنے مسلمان بھائی کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو اگر ٹھیک ماننے کی گنجائش ہو غلط بات پر محمول نہ کرو، بلکہ اچھا گمان کرو، نیک لوگوں کے ساتھ دوستی کرو اور اس میں اضافہ کرتے رہو، کیونکہ ایسے دوست خوشی میں تیرے لیے باعث فخر اور مصیبت کے وقت تیرے مددگار ثابت ہوں گے۔ اللہ کے نام کی بار بار قسم کھا کر توہین مت کرو۔ ایسا کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ بھی تیرے ساتھ توہین کا معاملہ کرے گا

8- مجاہد نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین چیزیں محبت کا باعث ہیں" ان تسلم علیه اذا لقیته" اپنے بھائی سے سلام میں پہل کرو، جب اس سے ملاقات کرو" وان تو سع له في المجلس" مجلس میں کسی کو جگہ دینا" وان تدعوه باحب اسمائه الیه" اپنے بھائی کو اچھے نام سے پکارنا

تین چیزیں نفرت کا باعث ہیں" ان تجد علی الناس فیما تاتی" جو کام تم کرتے ہو جب کوئی دوسرا کرے تو اس پر غصے ہونا۔

" وان تری من اخیك او من الناس ما یخفی علیك من نفسك" اپنے بھائی یا لوگوں میں وہ چیز دیکھنا جس کو خود چھپاتے ہو۔" وان تؤذی جلیسك فیما لا یعنیك" اور اپنے ہم مجلس کو بے مقصد تنگ کرنا۔

خائن دوست سے خود کو محفوظ رکھو، البتہ امین دوست کا کوئی جوڑ نہیں کسی بدکار آدمی سے دوستی مت کرو، کیونکہ وہ تجھے بھی بدکاری کی تعلیم دے گا اور اپنے راز پر کسی کو مطلع مت کرو اور اپنے معاملات کے متعلق خوف خدا رکھنے والے لوگوں سے مشورہ کرو۔

9-ودیعہ انصاری کہتا ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: تم فضول باتیں مت کرو اور اپنے دشمن سے دور رہا کرو اور خائن دوست سے بچو اور فاجر آدمی کے ساتھ نہ چلو کیونکہ وہ تمہیں بھی اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرے گا، اسے اپنا راز نہ بتاؤ اور بے دین لوگوں سے اپنے معاملات میں مشورہ نہ کرو۔

10-سلیمان بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کسی مسلمان سے کوئی سخت بات نکل جائے تو اگر اس میں کوئی بہتر تاویل کی گنجائش ہو تو اسے غلط گمان مت کرو۔

11-ابن ابی نجیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' انی احب ان یکون الرجل فی اھلہ کالصبیی فاذاحتیج الیہ کان رجـلا'' میں پسند کرتا ہوں اس بات کو کہ انسان اپنے گھر والوں (بیوی) کے ساتھ بچے کی طرح ہو جائے۔ جب اس کی ضرورت پڑے تو مردانگی دکھائے۔

12-ابن سلام نے کہا ایک دن ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے، تو سامنے دیکھا ایک آدمی بڑا اکڑ اکڑ کر جا رہا تھا اور یہ کہتا جا رہا تھا کہ میں بطحاء مکہ کا بیٹا ہوں، میں کدی اور کداء (یہ پہاڑوں کے نام ہیں) ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ان یـکـن لک دیـن، فـلـک کـرم، وان یکن لک عقل، فلک مروءۃ، وان یکن لک مال، فلک شرف، والا فانت والحمار سواء "اگر تو دیندار ہے تو پھر تو قابل احترام ہے، اگر تو عقل مند ہے تو یہ مروت ہے، اگر تو مالدار ہے پھر تو

صاحب شرف ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی تیرے پاس نہیں پھر تو اور گدھا دونوں برابر ہو۔

13-عبداللہ بن عبید نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یا معشر المهاجرين لا تكثر وا الدخول على اهل الدنيا،فانها مسخطة للرزق'' تم دنیا والوں پر کثرت سے داخل نہ ہو کیونکہ یہ رزق کے لئے ناپسندیدگی کا سبب ہے۔

14-مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ايها الناس، ايا كم و البطنة من الطعام، فا نها مكسلة عن الصلا ة مفسدة للجسم، مورثة للسقم وان الله عز وجل، يبغض الحبر السمين ولكن عليكم بالقصد فى قو تكم،فانه ادنى من الاصلاح،وابعدمن السرف،واقوى على عبادة الله عزوجل،ولن يهلك عبد،حتى يؤثرشهوته على دينه''

اے لوگو! اپنے آپ کو شکم سیری سے بچاؤ کیونکہ اس سے نماز میں سستی ہوتی ہے جسم خراب ہوتا ہے۔ بیماری کا باعث بنتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو ناپسند فرماتا ہے کھانے میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ یہ قوت کا ذریعہ ہے فضول خرچی سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ عبادت میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنی خواہشات کو دین پر ترجیح دے گا وہ یقیناً تباہ و برباد ہوگا

15-مالک بن حرث کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''التودة فى كل شىء خير الا ما كان من امر الاخرة'' ہر چیز میں مہلت بہتر ہے سوائے آخرت کے معاملہ کے۔

16-ہشام اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تعلموا ان الطمع فقر، وان الياس، غنى وان المرء اذا يئس من شيئى،استغنى عنه " جان لو، لالچ فقر کو لاتا ہے اور کسی سے کوئی امید نہ رکھنا امیری ہے، جب انسان ہر چیز سے امید ختم کر لیتا ہے تو وہ بے نیاز ہو جاتا ہے۔

17-عون بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جالسوا التو ابین، فا نھم ارق افئدۃ'' توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو بے شک ان لوگوں کے دل نرم ہوتے ہیں

18-سمیر بن واصل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' اذا کان الرجل مقصرا فی العمل، ابتلی بالھم لیکفر عنہ'' جب انسان عملی کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ان کو غم و پریشانی میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

19-عبید اللہ بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''لا ینبغی لمن اخذ با لتقویٰ و و زن بالو رع ان یذل لصاحب الد نیا "جو شخص تقویٰ اور ورع کی دولت سے آراستہ ہے اس کا کسی دنیا دار کیلئے پست ہونا مناسب نہیں۔

20-عمران بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' علیکم بذکر اللہ، فانہ شفاء، و ایا کم و ذکر الناس، فانہ داء'' اللہ تعالیٰ کے ذکر کو لازم پکڑو کیونکہ یہ شفاء ہے اور لوگوں کے ذکر سے بچو کیونکہ یہ ہلاکت کا باعث ہے۔

21-حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو مسلمان بندہ کسی زمین کی کھلی فضاء میں جا کر چاشت کی دو رکعتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں دعا کے الفاظ درجہ ذیل ہیں۔ "اللھم لك الحمد ۔ اصبحت عبدك علی عھدك وو عدك خلقتنی ولم اك شیاء استغفر ك لذینی فا نی قدار ھقتنی ذنو بی و احاطت بی، الاان تغفر ھا، فا غفر ھا یا

اے اللہ عزوجل، تمام خوبیاں تیرے لیے ہیں، تیرے بندے نے تیرے عہد و پیان پر صبح کی، تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا حالانکہ میں کچھ چیز بھی نہ تھا، اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، میں اپنے گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں، تیرے علاوہ ان کو کوئی معاف کرنے والا نہیں۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے میرے گناہ معاف فرمادے۔

22-حفص بن عاصم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" خـذوا بحظکم من العزلة " کچھ دیر گوشہ نشین ہوکر اپنے رب کو یاد کرلیا کرو۔

23-محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" احذر ان تجعل لك كثير حظ من امر دنياك، اذا كنت ذا رغبة فی امر آخر تك" دنیا کو اپنا مقصد زندگی بنانے سے ڈرو، اگر تیرے اندر آخرت کی فکر کی رغبت ہے

24-ابی عبد اللہ الخراسانی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" من اتقى الله لم يشف غيظه، و من خاف الله لم يفعل مايريد و لو لا يوم القيامة لكان غير ما ترون" جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ غضبناک نہیں ہوتا اور جو خوف خدا رکھتا ہے وہ اپنی مرضی پر عمل نہیں کرتا اور اگر قیامت کے دن (کا خوف) نہ ہوتا تو معاملات تو اس سے مختلف دیکھتا۔

25-علی بن حسین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"ماجرح عبد جرعة احب الى الله من جرعة غيظ

ترجمہ۔ جو گھونٹ انسان پیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند نہیں جتنا غصہ کا گھونٹ پینا پسند ہے

26-اجلح فرماتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"انی لا علم اجود الناس، واحلم الناس، اجود الناس، من اعطى من حرمه واحلم الناس من عفى عن ظلمه " ترجمہ۔ بے شک میں جانتا ہوں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور بردبار کون ہے؟ فرمایا: لوگوں میں زیادہ سخی وہ ہے جو اسے محروم کرے لیکن وہ اس کو زیادہ

عطا کرے اور سب سے زیادہ حلیم و بردبار وہ ہے جو اپنے اوپر ظلم کرنے والے کو معاف کر دے۔

27- اسماعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کونوا اوعیة الکتاب، وینا بیع للعلم، وسلوا اللہ رزق یوم بیوم، وعدوا انفسکم فی الموتی، ولا یضرکم ان لا یکثر لکم " ترجمہ۔ کتاب کیلئے برتن بنو، علم کیلئے چشمہ بنو اور اللہ تعالیٰ سے ہر دن کے رزق کا سوال کرو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، مال کی کمی تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گی۔

28- نافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس یہ خبر پہنچی کہ یزید بن ابی سفیان مختلف قسموں کے کھانے کھاتا ہے۔ آپ نے اپنے غلام یرفا کی ڈیوٹی لگائی کہ جب اس کے سامنے کھانا رکھا جائے تو مجھے اطلاع دینا جب کھانا لگ گیا تو یرفا نے اطلاع دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کر کے اندر آنے کی اجازت لی۔ اندر آ کر دیکھا کہ گوشت کا سالن ہے اس کو کھانے کے بعد بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ یزید نے کھانے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پیچھے کر لیا، پھر فرمایا، اے یزید بن ابی سفیان کھانے کے بعد پھر کھانا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" والذی نفس محمد بیدہ، لئن خا لفتم عن سنتھم لیخالفن بکم عن طریقھم " قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے خلاف چلو گے تو ان کی سنت سے دور ہو جاؤ گے۔

29- عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہلاکت ہے ان حکمرانوں کیلئے جو عدل و انصاف اور حق کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اور رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور جو حکمران عدل و انصاف اور حق کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور اپنی

خواہش اور رشتہ داری اور کسی رعب و دبدبہ کی پروا کیے بغیر فیصلے کرتے ہیں وہ اس وعید میں شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کتاب اللہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے آئینہ بنایا ہے۔

30- ہشام بن عروہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اذا رایتم الرجل، یضیع من الصلاۃ، فھو الغیر ھا حق اللہ اشد تضییعا" ترجمہ۔ جب تم ایسے شخص کو دیکھو! جو نماز کو ضائع کرتا ہے وہ اس کے علاوہ بھی یقیناً دوسرے احکام یعنی حقوق اللہ میں بھی کوتاہی کرتا ہوگا۔

31- عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ای الناس افضل؟" لوگوں میں افضل کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نمازی، فرمایا: نمازیوں میں سے بعض نیک اور بعض فاجر ہوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: روز رکھنے والے افضل ہیں، فرمایا: روزداروں میں بھی بعض اچھے اور بعض برے ہوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: راہ خدا میں جہاد کرنیوالے، فرمایا: مجاہدین میں بھی نیک و بد دونوں ہوتے ہیں پھر آپ نے خود بیان فرمایا۔" لکن الورع فی دین اللہ یستکمل طاعۃ اللہ عزوجل" ورع و پرہیزگاری اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو ماننے سے مکمل ہوتی ہے

32- مجاہد نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے خط لکھا یا امیر المؤمنین! کیا وہ آدمی افضل ہے جس میں گناہ کرنے کوئی خواہش ہی نہیں یا وہ آدمی افضل ہے جو گناہ کی خواہش اور طاقت رکھنے کے باوجود گناہ سے بچے۔ ان دونوں میں افضل کون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا وہ آدمی افضل ہیں جو گناہ کرنے کی خواہش اور طاقت رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو گناہ سے بچاتا ہے۔

"اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوىٰ لهم مغفرة واجر كريم"

(الحجرات:۳)

ترجمہ۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کیلئے جانچ لیا ان

33- عطاء رد عجلان نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا " اوشك ان يقبض هذا العلم قبضا سريعا، فمن كان عنده منه شيي فلينشره غير العالي فيه ولا الجافي عنه " یہ علم بہت جلدی اٹھا لیا جائے گا پس جس کے پاس علم کی کوئی چیز ہے اسے چاہیے کہ وہ اسے عام کر دے اس میں بغیر کمی بیشی کیے ہوئے۔

34- عدی بن سہیل انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اس کے علاوہ باقی سب فنا ہو جائینگے وہ اپنی اطاعت کرنیوالے دوستوں کو انعامات سے نوازتا ہے اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے جان بوجھ کر گمراہی کو ہدایت سمجھنے والے کیلئے بر بادی ہے اور اس کا کوئی عذر قابل قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور حق سچ کو گمراہی تصور کرنے والوں کا بھی کو عذر قابل قبول ہوگا حق واضح ہو چکا ہے اور حاکم وقت پر لازمی ہے کہ وہ اپنی قوم کی دین کے معاملات میں نگرانی کرے۔ ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم ان احکام کو پورا کرنے کا حکم دیں۔ جن کو پورا کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور ان تمام کاموں سے منع کریں جن سے اللہ تعالیٰ منع کیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو سب پر نافذ کریں اس معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں کریں گے اور کسی کی مخالفت کی پرواہ بھی نہ کریں گے تاکہ جاھل کو بھی پتہ چل جائے اور نافرمانوں بھی سن لے اور ماننے والے اس پر عمل کریں مجھے ایسے لوگوں کے متعلق بھی علم ہے جو میری باتوں کی مختلف تاویلات کرتے ہیں اور کچھ صرف دلی چاہت کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نماز بھی ادا کریں کے مجاہدین کے سا تھ مل کر دشمن کا خاتمہ بھی کریں گے۔ جبکہ عملی طور پر کرتے نہیں ہیں۔ ایمان صرف چاہت کا نام نہیں بلکہ ایمان حقائق کو دل و جان سے تسلیم کر لینے کا نام ہے۔ جو فرائض کو پورا کرے اور اپنی نیت ٹھیک کر لے اور اس پر اجر و ثواب ملنے کا یقین رکھے وہ نجات پانے والا یعنی ناجی ہے۔ اور جو جتنی اطاعت کریں گا اتنا اجر و ثواب پائے گا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔ اس لیے کہ تمام اعمال میں افضل ترین

عمل جہاد ہے یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ کامل مجاہدین وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے دور رہتے ہیں۔ کچھ لوگ دشمن سے لڑائی کر کے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جہاد کیا جبکہ جہاد فی سبیل اللہ دشمن سے مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ احکام سے اجتناب کرنے کا نام ہے اور کچھ لوگ صرف ثواب کے لئے اور کچھ لوگ صرف شہرت کے لئے قتال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ تھوڑے عمل پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ اور اس تھوڑے عمل پر بھی بہت زیادہ اجر عطاء فرما دیتا ہے۔ فرائض پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ، یہی عمل جنت میں لے جانے کے لیے کافی ہے، سنت کو لازم پکڑو، اس سے نجات نصیب ہو گی۔ فرائض و سنن کی ادائیگی میں کمزوری مت دکھاؤ۔ جان لو، بدعت بدترین کام ہے، سنت پر میانہ روی عمل کرو، کیونکہ یہ زیادہ بدعت سے کئی گناہ افضل ہے۔ اور جو نصیحت کی جاتی ہے اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ اصل غریب اور نادار وہ لوگ ہیں جن کے اندر دین داری نہ ہو۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے، سنتوں اور فرمانبرداری پر سختی سے عمل کرلے اللہ تعالیٰ نے ان دو کاموں کو انجام دینے والوں کے لئے عزت کا فیصلہ فرمایا ہے، نافرمانی اور فرقہ بندی سے بچتے رہو اللہ تعالیٰ نے ان دو کاموں کے ساتھ ذلت کو جوڑ دیا ہے۔

35- حضرت اعمش بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہا تھا ''اللهم انی استنفق نفسی ومالی فی سبیل اللہ عزوجل'' اے اللہ عزوجل، میں نے اپنی جان اور مال کو آپ کے راستے میں صرف کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''افلا یسکت احدکم، فان ابتلی صبر، وان عوفی شکر'' تم کو ایسی باتیں کرنے سے چپ رہنا چاہیے۔ اگر مشکل میں مبتلا ہو تو صبر سے کام لینا چاہیے۔ اگر عافیت نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

36- عبداللہ بن عبید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لا تدخلوا

علی اهل الدنیا،فانه مسخطة فی الرزق" دنیاوالوں کے پاس نہ جایا کرو، کیونکہ یہ رزق کوکم سمجھنے کا باعث ہے۔

37-محمد بن مرة بسری کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" الزهد فی الدنیا،راحة القلب والبدن" دنیا سے کنارہ کشی دل اور جسم کے لئے راحت کا سبب ہے۔

38-حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" علیکم بالغنیمة البارده،والصوم فی الشتاء،وقیام اللیل فی الصیف" غنیمت بارده کولازمی پکڑو،یعنی سردی کے روزے اور گرمی کی رات میں قیام پر عمل کرو۔

39-حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" تعاهدوا الرجال فی الصلاة،فان کانوا مرضی فعودوهم،وان کانوا غیر ذلك فعاتبوهم" نمازوں میں لوگوں کی نگرانی کرو، اگر وہ بیمار ہیں تو ان کی عیادت کرو، اگر کسی اور وجہ سے حاضر نہ ہوں تو ان پر عتاب کرو۔

40-ابی فراس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور وحی نازل ہوتی تو اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق ہمیں بتا دیتا تھا۔اب چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ فرما چکے ہیں اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔اب تمہاری اس طرح ہوگی کہ جو شخص تم میں سے بھلائی ظاہر کرے گا ہم اس سے بھلائی کا گمان کریں گے اور جو تم میں سے برائی ظاہر کرے گا ہم اس سے برا گمان رکھیں گے۔تمہاری راز داریاں تمہارے اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں۔اب ایسا وقت آئے گا کہ میرے خیال یہ ہے کہ جو قرآن کی تلاوت کرے اسے چاہیے کہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کرے تو آخرت میں اسے ایسا ہی خیال کیا جائے گا۔بے شک مرد قرآن کی تلاوت کر کے لوگوں سے مال حاصل کرنے کا ارادہ کریں گے۔پس تم اس وقت اپنی قرات اور اعمال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ

رکھنا۔

41-عبداللہ بن حکیم کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''انه لا حلم احب الی الله من حلم امام و رفقه،ولا جهل ابغض الی الله من جهل امام وخرفه،ومن یعمل بالعفو بین ظهر انیه،تاته العافیة من فوقه،ومن ینصف الناس من نفسه،یعطی الظفر فی امره،والذل فی الطاعة،اقرب الی البر،من التعزز فی المعصیة'' اللہ تعالیٰ کو حکمرانوں کے حلم اور بردباری سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں،اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حکمرانوں کی جہالت اور بداخلاقی سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں۔جو لوگوں کو معاف کرے گا اس کے لئے معافی کا اعلان آسمان سے ہو گا۔جو لوگوں کے ساتھ اپنے لئے انصاف کرے گا تو وہ اپنے معاملات میں کامیابی اس کا مقدر بنے گا۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے بے وقعت ہونا نافرمانی کے ساتھ عزت مند ہونے سے کئی گناہ بہتر ہے۔

42-سلمۃ بن شہاب عبدی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایها الرعیة ان لنا علیکم حقا،النصحیة با لغیب،والمعاونة علی الخیر،وانه لیس شیء احب الی الله تعالیٰ واعم نفعا،من حلم امام و رفقه، ولیس شیء ابغض الی الله تعالیٰ،من جهل امام وخرقه'' اے لوگو: ہم حکمرانوں کا تم پر ایک حق ہے وہ یہ کہ عدم موجودگی میں خیر خواہی چاہنا،اچھے کاموں میں ہماری معاونت کرنا،اور بے شک امام کی نرمی اور بردباری سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز پسند نہیں،اور حکمرانوں کی بداخلاقی اور جہالت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز مبغوض نہیں۔

43-حضرت سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو خط میں لکھا'' ان الحکمة لیست من کبر السن،ولکنه عطاء الله،یعطیه من یشاء،فایاك ودناءة الامور '' حکمت ودانائی عمر یعنی بڑھاپے کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نعمت ہے جسے چاہے عطا فرما دے اور تم گھٹیا کاموں

سے اپنے آپ کو بچاتے رہو۔

44-عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "الطمع فقر، وان المرء اذا ایس من شیء استغنی عنہ" طمع فقر ہے، جب انسان کسی سے ناامید ہوتا ہے تو یہ اس کا استغنی ہے یعنی امیری ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ "علیکم بالیاس مما فی ایدی الناس، فما یئس عبد من شیء الا استغنی عنہ، وایاکم والطمع، فان الطمع فقر" جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے نہ امید ہونے کو لازمی جانو۔ کیونکہ جب بندہ اس چیز سے امید نہیں رکھتا تو یہ اس کی امیری ہے۔ اور تم لالچ سے بچو، کیونکہ لالچ فقر کو لاتا ہے۔

45-علاء بن میتب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والحلم، وتواضعوا لمن تعلمون، تعلمون منہ، ولا تکونوا جبابرۃ العلماء، فلایقوم علمکم بجھلکم" تم علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لیے تم سکینہ اور بردباری اختیار کرو، جن سے علم حاصل کرو ان کا ادب واحترام کرو، اور تم جابر علماء نہ بنو۔ اور تمہارے علم کی بنیاد جہالت پر نہ ہو۔

46-حضرت مجاہد نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: "یا اھل العلم والقران، لا تاخذوا للعلم والقران ثمنا، فتسبقکم الدناۃ الی الجنۃ" اے اہل علم، اے اہل قرآن: تم تعلیم اور قرآن سیکھا کر اجرت نہ لو، پس تم سے کم تر لوگ جنت میں جانے میں تم سے پہل کر جائیں گے۔

47-قیس بن ابی حازم کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا "من مؤذنکم؟" تمہارے ہاں مؤذن کس طرح کے لوگ ہیں؟ ہم نے عرض کیا "عبیدنا و موالینا" ہمارے غلام اور نوکر مؤذن ہیں۔ بڑی تعجب کے ساتھ ہاتھ ہلاتے ہوئے فرمانے لگے تمہارے غلام اور نوکر۔ پھر فرمایا: یہ بڑے افسوس کی بات ہے، اگر مجھے وقت ملے تو میں اپنی خلافت کے ساتھ اذان

دوں۔

48-ابی عثمان نہدی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''الشتاء غنیمة العابدین'' سردی کا موسم عبادت گزاروں کے لئے غنیمت ہے۔

49-حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان خفق النعال خلق الاحمق، قلما یبقی من دینه''

بے شک جوتے کا پھٹا ہوا ہونا حماقت کو پیدا کرتا ہے اور وہ شخص بہت کم ہی دین سے بچتا ہے۔

50-عبداللہ بن بریدۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیں ننگے پاؤں چلنے کا حکم دیتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن بریدۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی ایک بستی سے دوسری بستی تک ننگے پاؤں پیدل چلا کرتے تھے۔

51-نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ توبۃ النصوح کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، توبۃ النصوح یہ ہے کہ'' ان یتوب الرجل من العمل السیء، ثم لا یعود ابدا'' آدمی جس گناہ سے توبہ کرلے پھر اس گناہ کی طرف دوبارہ نہ جائے۔

52-زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا'' استغفر اللہ و اتوب الیه'' فرمایا: ارے تو اس کے ساتھ یہ جملہ ملا کر پوری طرح یوں کہو' فاغفرلی وارحمنی''

باب:58

بطور مثال اشعار کا استعمال کرنا

1- حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر یہ شعر بطور مثال پڑھا کرتے تھے۔

لا یغرنك عشاء ساكن قد یوافی بالمسیات السحر

عشاء کا سکون تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے بعض اوقات صبح موت کا پیغام بھی لیکر آتی ہے۔

2- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی کبھار یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔

ان شرخ الشباب والشعر الا سود ما لم یعاص كا ن جنونا

جوانی کا نشہ اور کالے بال جنون ہوتا ہے، جب تک ذمہ دار نہ ہو۔

3- مسروق سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئی کا جبہ زیب تن کیے ہوئے تشریف لائے تو لوگوں کی نظریں آپ پر لگی ہوئیں تھی۔ تو فرمایا۔

لا شيء فیما تری الا بشاشته یبقی الاله و یودی المال والولد

کسی چیز کی بشاشت باقی نہیں رہے گی مگر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بقاء ہے مال اولاد سب ختم ہو جائیں گے۔

لم تغن عن هر مز یوما خزائنه والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا

ہرمز کے خزانے ایک دن بھی اس کے کام نہ آئے، عاد کی قوت بھی ان کو ہمیشہ نہ

رکھ سکی

ولا سليمان اذا تجرى الرياح له والانس والجن فيما بينها ترد

اور نہ سلیمان علیہ السلام قائم رکھ سکے، حالانکہ ہوائیں اور جن وانس آپ کے حکم کے تابع تھے۔

اين الملوك التي كانت نوافلها من كل اوب اليها راكب يفد

کہاں گئے وہ بادشاہ جن کی سخاوت آنے والے سواروں کے لئے دریا کی طرح بہتی تھی۔

حوضا هنا لك مورودا بلا كذب لا بد من ورده يوما كما وردوا

اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں کہ جہاں وہ اتر گئے وہاں ہر کوئی اتر کر ہی رہے گا۔

4-عمر مدینی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم: میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکثر یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

من يسع كي يدرك افعاله يجتهد السد بارض فضاء

والله لا يدرك افعاله ذو منزر ضاف ولا ذور داء

انسان وسیع عریض زمین میں محنت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ مال متاع کمائے، اللہ کی قسم: بڑے بڑے مالدار لوگ اپنے مقصود کو نہیں پہنچ سکے۔

5-ابی عبیدہ کہتا ہے کہ حضرت ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے:

لا تاخذوا عقلا من القوم انني ارى الجرح يبقى والمعاقل تذهب

قوم سے دیت نہ لو کیونکہ دیت ختم ہو جاتی ہے اور زخم باقی رہتا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر یہ شعر بطور تمثیل پڑھا کرتے تھے۔

6-امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی شاعر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان من الشعر لحكمة وان من البيان لسحرا" بے شک بعض شعر حکمت ہیں اور بے شک بعض بیان جادو ہیں۔

باب 59

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال وافعال کا بیان

1- محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز میں نسیان لاحق ہوتا تو پیچھے کھڑا شخص سجدہ اور قیام کا لقمہ دیتا تو آپ اس کے مطابق نماز ادا کرتے۔

2- یحییٰ بن جعدہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ لولا انی اسیر فی سبیل اللہ، او اُضع جنبی للہ فی التراب، او اُجالس او اُجاور قوماً، یلتقطون طیب القول، کاملتقط طیب الثمر، لا حببت ان اکون قد لحقت باللہ ۔ (طبقات ابن سعد:۳/۲۸۶)

اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہ کروں، یا میں اپنی پیشانی زمین پر اپنے رب تعالیٰ کے حضور نہ جھکاؤں یا نیک لوگوں کی سنگت میں بیٹھ کر ان کی پاکیزہ پھولوں کی خوشبو جیسی باتوں کو حاصل نہ کروں تو میں ایسی زندگی سے موت کو پسند کرتا ہوں۔

3- ابن سعد نے کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" واللہ ما ادری انا خلیفۃ ام ملک؟" واللہ! مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ، اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ میرے لیے بہت مشکل معاملہ ہے، تو کسی نے عرض کیا" یا امیر المؤمنین ان بنیھما فرقا" اے امیر المومنین، ان دونوں یعنی بادشاہت اور خلفیہ میں فرق ہے۔ فرمایا" ماھو؟" وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا! خلیفہ تو لوگوں سے بغیر حق کچھ لیتا نہیں اور حق کے خلاف اسے خرچ نہیں کرتا آپ تو بحمد اللہ، ایسے ہی ہیں اور بادشاہ زبر دستی لوگوں سے مال وصول کرتا اور حق کے خلاف خرچ کرتا ہے اس کی یہ بات سن کر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

3- امام زہری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم مجلس لوگوں اکثریت سے اہل قرآن ہوتے تھے خواہ وہ چھوٹی عمر کے ہوں یا بڑی کے

5- محمد بن منکدر کہتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سخت گرمی میں گورکنوں کے پاس سے گزر ہوا جو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر کھود رہے تھے آپ نے ان کیلئے خیمہ کا بندوبست کیا یہ سب سے پہلا خیمہ تھا جو قبر پر لگایا گیا۔

6- عبداللہ بن بریدۃ نے کہا کہ کبھی کبھار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کسی بچے کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے: " ادع لی فانك لم تذنب بعد" تم میرے لیے دعا کیونکہ تم نے ابھی گناہ نہیں کیا ہے۔

7- محمد نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر کام میں مشورہ کرتے حتیٰ کہ عورتوں سے مشورہ لے لیتے۔

8- یحییٰ بن سعید نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت تو تشریف لایا کرو۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: (من این جئت) تم کہاں سے آرہے ہو؟۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی اجازت مانگی تھی لیکن مجھے اجازت نہیں ملی۔ یہ بات سن کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ واپس آگئے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا (ما منعك یا حسین ان تاتینی ؟) اے حسین، میرے پاس آنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں آپ کے پاس آیا تھا، لیکن عبداللہ بن عمر نے مجھے بتایا کہ آپ نے اجازت نہیں دی، اس لئے میں واپس چلا گیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (و انت عندی مثله، وھل انبت الشعر علی الراس غیرکم) (اے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما) تو میرے ہاں

عبداللہ بن عمر کی طرح ہے۔ کیا یہ بال سر پر تمہارے بغیر نکل سکتے ہیں؟ یعنی میرے سر پر جو بال نکلے ہیں یہ تمہارے گھرانے کی بدولت ہیں۔

9- ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے سُنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ" احرق بیت خمار قال له رشید" آپ نے ایک شراب بنانے والے کے گھر کو جلا ڈالا اسے رشید کہا جاتا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے خود اس شرابی کے گھر میں آگ کی چنگاریاں اور سرخ کوئلے دیکھے۔

10- ابی مخلد نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" ما ابالی علی ما اصبحت، علی ما احب او علی ما اکره، لانی لا ادری الخیرة لی، فیما احب او ما اکره" ترجمہ:

11- ابی عمران الجونی کہتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ایک راہب کی عبادت گاہ کے پاس سے ہوا تو آپ رو پڑے، راہب نے پوچھا " یا امیر المومنین ما یبکیك من هذا" اے امیر المومنین کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت نے، ارشاد خداوندی ہے" عاملة ناصبة ۔ تصلی نارا حامیة" (الغاشیہ:۳،۴)

12- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا" لم یکن یکبر، حتی یسوی الصفوف و یو کل رجلا بذلك "جب تک صفیں برابر نہیں ہوتی تھی اس وقت تک تکبیر نہیں کہتے۔ بلکہ صفیں سیدھی کروانے کیلئے ایک شخص مقرر فرمایا تھا۔

13- ابی عثمان نہدی نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب نماز کیلئے اقامت ہوتی تو لوگوں کی طرف رخ کر کے فرماتے فلاں تھوڑا آگے ہو، فلاں تھوڑا پیچھے ہو۔ نام لیکر صف سیدھی کرواتے جب صفیں بالکل برابر ہو جاتیں پھر

14-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے "تعلم عمر بن الخطاب رضوان اللہ علیہ، سورۃ البقرۃ فی ثنتی عشرۃ سنۃ فلما ختمھا نحر جزورا" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ سال میں سورۃ بقرہ کی تعلیم (رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے) حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے پر آپ نے ایک اونٹ ذبح کیا۔

15-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکٹھی ایک صاع کھجوریں لاتے اور اس سے کھاتے حتیٰ کہ وہ پرانی یعنی باسی ہو جاتی۔

16-سوید بن غفلۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کبھی اندھیرے میں اور کبھی روشنی ہونے کے بعد اور کبھی ان کے درمیان وقت میں پڑھاتے تھے اور نماز فجر میں سورہ ھود اور سورۃ یوسف اور کبھی قصار مفصل پڑھتے تھے۔

17-حضرت معمر نے کہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تین شخصیات سے علم حاصل کیا ہے حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہم۔

18-یوسف بن یعقوب ماجشون نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت ابن شہاب نے مجھے اور میرے بھائی کو اور میرے چچا کے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا۔ تم اپنے آپ کو بچہ ہونے کی وجہ سے گھٹیا اور حقیر نہ سمجھنا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی مشکل معاملہ درپیش آتا تو آپ بچوں سے بھی مشورہ لیتے کیونکہ بچوں کی عقل تیز اور جلدی کام کرتی ہے

19-حضرت حسن نے فرمایا ایک آدمی اکثر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی داڑھی سے کوئی چیز پکڑتا ایک روز آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا دکھاؤ کیا ہے؟ دیکھا تو اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا آپ نے فرمایا "ان الملق من الکذب، من ا خذ من لحیۃ اخیہ المومن شیافلیرہ ایا ہ "بے شک چاپلوسی بھی جھوٹ کے زمرے میں آتی ہے جو کوئی اپنے ایمان والے بھائی کی داڑھی سے کوئی چیز پکڑے تو اس کو دکھا بھی دے۔

20-حسن سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ " کان یذکر الاخ من اخوانه باللیل، فیقول: یا طولها من لیلة، فاذا صلی لغداة غدا الیه، فاذا لقیه التزامه او اعتنقه"

21-عبداللہ بن خلیفہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مرتبہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ نے استرجع پڑھا یعنی

"انا لله وانا الیه راجعون" (البقرہ: ۱۵۶) پھر آپ نے فرمایا "کل ماسائك مصیبة" جو چیز تجھے بری لگے وہ مصیبت ہے۔

ابی بکرۃ نے کہا کہ ایک دیہاتی شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگا:

یا عمر الخیر جزیت الجنة اکس بنیا تی وامهنه

اقسمت بالله لتفعلنه "

اے عمر، اللہ تعالیٰ تجھے جنت کی صورت میں جزائے خیر عطا فرمائے میری بچیوں اوران کی ماں کو کپڑا پہنا دے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ کام تم ضرور کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ "فان لم افعل، یکون ماذا؟ اگر میں نہ کروں، تو کیا ہوگا؟

اعرابی نے عرض کیا" اذا ابا حفص لا مضینه" اے ابوحفص پھر میں ضرور واپس چلا جاؤں گا، آپ نے پوچھا

" فا ذا ذهبت یکون ماذا" جب تو چلے گا پھر کیا ہوگا؟ اعرابی نے اشعار سُنانا شروع کردیئے جو کہ درجہ ذیل ہیں

یکون عن حالی لتسا لنه یوم تکون الا عطیا ت هنه

امالی نار واما جنة

میری حالت کے متعلق تجھے ضرور پوچھا جائے گا جس دن جزاء ملے گی، تجھے جنت یا جہنم میں بھیجا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ اشعار سن کر رو پڑے حتیٰ کہ آپ کی

داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گی اور اپنے غلام سے فرمایا، اُس دن کیلئے آج میری قمیص اسے دے دو نہ کہ اس کے شعروں کی وجہ سے پھر فرمایا" واللہ ما املك غیرہ"
اللہ کی قسم، اس وقت میرے پاس اس قمیص کے سوا کچھ نہیں۔

22-حضرت امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھر سے رونے کی آواز سنی تو آپ اس گھر میں تشریف لے گئے آپ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے، جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو ایک عورت نوحہ کر رہی تھے آپ نے اسے مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کا دوپٹہ گر گیا پھر فرمایا میں نے اس کو اس لیے مار اہے کہ یہ نوحہ کر رہی تھی حالانکہ نوحہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں رو رہی جبکہ اس کے آنسو بہہ رہے ہیں بے شک تمہارے مردوں کو ان کے قبروں میں اور تمہارے زندہ لوگوں کو ان کے گھروں میں رونے سے تکلیف ہوتی ہے اور یہ عورت تمہیں صبر سے روک رہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صبر کا حکم دیا ہے اور یہ جزع فزع کی ترغیب دے رہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جزع فزع سے منع فرمایا ہے۔

باب 60:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ ملفوظات کا بیان

1- یحییٰ بن عبدالملک سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" لا مال لمن لا رفق له ولا جديد لمن لا خلق له" جو شخص نرم مزاج نہیں اس کیلئے مال نہیں اور اس شخص کے لئے نئی چیز نہیں جس کیلئے پرانی نہ ہو۔

2- محمد بن سیرین اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نماز مغرب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور میرے پاس کپڑے کا گٹھا تھا، آپ نے پوچھا" ماھذا معك؟" یہ تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کیا" رزيمة لی اقوم فی ھذا السوق، فا شتری وابيع" میرے پاس کپڑے کا گٹھا ہے میں اسے بازار میں فروخت کر کے اس سے کاروبار کروں گا۔ آپ نے موجود قریش کی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا، یہ لوگ تجارت میں تم سے غالب نہیں ہونے پائیں گے کیونکہ تجارت حکومت کا تیسرا حصہ ہے۔

دوسری حدیث پاک میں یوں فرمایا: یہ لوگ اور ان کے ساتھی تجارت میں تم پر غلبہ حاصل نہیں کر پائیں گے بے شک تجارت حکومت کا تیسرا حصہ ہے۔

3- جواب التیمی سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا"یا معشر القراء، ارفعوا رؤوسكم، فقد وضح الطريق، فاستبقوا الخيرات ولا تكونوا عيالا على المسلمين "اے قراء کی جماعت یعنی اہل علم کی جماعت اپنے سروں کو بلند کرو کیونکہ تمہارے سامنے ہر چیز واضح ہے اور تم نیکی میں پہل کرو اور مسلمانوں پر بوجھ نہ بنو۔

4- حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ انتہائی حکمت کی بات بتائی، فرمایا جو شخص تین بار کسی چیز کی تجارت کرے مگر وہ اس میں ناکام ہو جائے تو اس کو چھوڑ کر کوئی اور کام کرے

5- شیخ نے قریش سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لو کنت تاجرا، ما اخترت علی العطر شیا، ان فاتنی ربحه، لم تفتنی ریحه "اگر میں تجارت کرتا تو میں عطر کی تجارت کو اختیار کرتا کیونکہ اگر اس کا منافع فوت ہو جاتا تو اس کی خوشبو تو مجھ سے فوت نہ ہوتی یعنی میں اس کی خوشبو سے مستفید ہوتا رہتا۔

6- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا:

"نعم الرجل فلان لو لا بیه" فلاں شخص بڑا اچھا ہوتا اگر اس کا کاروبار نہ ہوتا حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: اس آدمی کا کاروبار کیا ہے؟ فرمایا، طعام (گندم) کا۔ اس نے پوچھا: کیا گندم کا کاروبار ٹھیک نہیں ہے؟ فرمایا: اس کا کاروبار کرنے والے بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو اس کے بھاری ہونے کو پسند نہ کریں۔ یعنی مارڈھاڑ کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

7- اکدر العاص سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" تعلموا المهنة، فانه یوشك ان یحتاج احدکم الی مهنه "تم کوئی ہنر سیکھو، کسی وقت بھی تمہیں اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

8- ابوبکر بن عبداللہ نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا"مکسبة فیها بعض الدناءة خیر من مسالة الناس " گھٹیا جگہ کھڑے ہو کر روزی کمانا لوگوں سے مانگنے سے بہتر ہے

9- ذکوان سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اونٹ خریدے تو اسے

چاہیے کہ وہ موٹا تازہ اور قد آور اونٹ خریدے۔ اگر ان اوصاف کو اختیار کرنے میں غلطی کرے تو کم از کم اس کی خوبصورتی کو اختیار کرنے میں غلطی نہ کرے۔

10- احنف بن قیس نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" تفقھوا قبل ان تسودوا "افسر بننے سے پہلے تم فقہ حاصل کرو یعنی کسی بھی منصب عالی پر فائز ہونے سے پہلے علم حاصل کرو۔

11- احنف بحادۃ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

" اعقل الناس، اعذرھم لھم "

لوگوں میں زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جو لوگوں سے معذرت خواہ ہو۔

12- کھمس بن حسن سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گرم گرم سانس لینے شروع کیے تو آپ نے اسے مکا مارا۔

13- زید بن وہب نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک شخص کی تابعداری کرتے ہوئے دیکھا تو ان پر درہ (کوڑا) اٹھا لیا، تو لوگوں نے عرض کیا" یاامیر المومنین اتق اللہ" اے امیر المومنین اللہ سے ڈریئے۔ آپ نے فرمایا" اما علمت انھا فتنۃ للمتبوع، مذلۃ للتابع" کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ یہ عمل متبوع کیلئے فتنہ کا باعث ہے اور تابع کیلئے ذلت کا باعث ہے۔

14- مجاہد نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اونٹوں کے کجاوے میں سوار لوگوں کو عورتوں کی باتیں کرنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ وہ حالت احترام میں تھے۔

15- سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ غیلان ابن سلمۃ ثقفی مسلمان ہوئے تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اختر منھن اربعاً؟" ان میں سے چار عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دی

اور اپنی جائیداد کو بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: میرا خیال ہے کہ جہاں شیطان چھپ کر لوگوں کے آسمانی فیصلے سنتا ہے وہاں اس نے تیری موت کے متعلق بھی فیصلہ سن لیا ہوگا۔ جو تیرے دل میں ڈال دیا ہے کہ تم عنقریب مرنے والے ہو۔ پھر آپ نے حکم فرمایا "وایم اللہ لترا جعن نساء ك ولترجعن في مالك، او لاورثهن منك، او لآمرن بقبرك، فيرجم كما رجم قبرابي رغال" اللہ کی قسم: تم اپنے بیویوں سے رجوع کرو اور مال کی تقسیم منسوخ کر دو، ورنہ میں تمہاری بیویوں کو تیری جائیداد میں سے حصہ دوں گا اور حکم بھی دوں گا کہ وہ تیری قبر پر پتھر ماریں جس طرح ابو رغال کی قبر پر پتھراو کیا گیا تھا۔

16- ابو عثمان سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یاتی علی الناس زمان، يكون صالح الحيي، من لايامر بالمعروف، ولا ينهي عن المنكر، ان غضوا، غضبوا لا نفسهم، وان رضوا رضوا لا نفسهم، لا يغضبون لله، ولا يرضون لله عزوجل" عنقریب لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ علاقے کا نیک آدمی لوگوں کو نیکی کا حکم اور برائیوں سے منع نہیں کرے گا، اس کا غصہ کرنا اور خوش ہونا صرف اپنی ذات کیلئے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کیلئے نہ غصہ کرے گا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کیلئے خوش ہوگا۔

17- نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب سے یہ آیت سنی "واذ النفوس زوجت" التکویر: ۷

جس کی تفسیر میں فرمایا برا آدمی برے کے ساتھ اور نیک آدمی نیک کے ساتھ ہوگا۔

پھر میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی برے عمل سے اس طرح ڈرے کہ دوبارہ اس کی طرف کبھی نہ لوٹے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل رجوع کرے یہ توبۃ النصوح ہے۔

امام طبری فرماتے ہیں کہ نیک آدمی نیک کے ساتھ جنت میں ہوگا اور برا بندہ

برے کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔

18- ابراہیم نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ایاکم والمعاذیر فان کثیرا منها کذب"

تم بہانے کرنے سے بچو کیونکہ بہت سارے بہانے جھوٹ ہوتے ہیں

19- امام شعبی کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہنے لگا میں نے ایک بچی کو زندہ قبر میں دفن کردیا تھا مگر مرنے سے پہلے اس کو زندہ نکال لیا تھا وہ ہمارے ساتھ ہی مسلمان بھی ہوئی پھر اس نے ایک جرم کیا جس کی وجہ سے اس نے خودکشی کرنے کی کوشش کی چھری پکڑ کر اپنا گلا کاٹنے لگی تو ہم نے اسے پکڑ لیا لیکن پھر بھی اس کی ایک رگ کٹ گئی لیکن علاج کروانے سے ٹھیک ہوگئی اور اس جرم سے بچی توبہ کرلی۔ اب لوگ اسے نکاح کا پیغام دے رہے ہیں آپ ان لوگوں کو اس متعلق کیا فرمائیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کہا" اتعمد الی ماستره الله فتبدیه، والله لئن اخبرت بشانها احدا من الناس، لا جعلنك نكالا لا هل الامصار، انكحهانكاح العفيفة المسلمة"

ترجمہ اللہ تعالٰی نے اس کے عیب پر پردہ ڈالا اور تم اس کو اچھال رہے ہو۔ اگر تم نے آئندہ کسی کے سامنے اس کے عیب کا ذکر کیا تو میں تجھ کو پورے شہر کے سامنے عبرت ناک سزا دوں گا۔ ایک پاکدامن مسلمان عورت کی طرح اس کا نکاح کرادو۔

20- سعید بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مجھے تمہاری معیشت کے متعلق ڈر رہتا ہے کیونکہ فساد کے ساتھ کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور صلح کے ساتھ کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔

21- حنش بن حارث نخعی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ وہ قادسیہ کی جنگ میں شریک تھا جب ہم قادسیہ سے واپس لوٹے تو ہم میں سے ایک شخص کی گھوڑی نے بچہ دیا۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے اسے ذبح کردیا جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو

آپ نے ہماری طرف خط لکھ بھیجا اور فرمایا جو رزق اللہ پاک نے تمہیں دیا ہے اس کی حفاظت کرو، اور یہ گھوڑا ذبح کرنا تمہاری نفس پرستی ہے۔

22-ابوالعالیہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یکتب للصغیر حسناته، ولا یکتب علیه سیئاته" بچوں کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ان کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

23-ابوامامہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کرتے تھے۔"

ادنوا الخیل، وتسوکوا، وانتضلوا وا قعدوا فی الشمس ولا یجاورنکم الخنازیر ولا یرفع صلیب ولا تاکلوا فی مائدة یشرب علیها الخمر، وایاکم واخلاق العجم، ولایحل لمؤمن ان یدخل الحمام، الا بمئزر، ولا یحل لا مراة ان تدخل الحمام الا من سقم"

ترجمہ: تم اپنے گھوڑوں کو سدھائے رکھو، مسواک استعمال کرتے رہو، نیز بازی کرتے ہو دھوپ میں بیٹھا کرو، خنزیر کو ہرگز اپنے قریب نہ آنے دو۔ تمہارے ہوتے ہوئے صلیب نہ اٹھائی جائے۔ ایسے دستر خواں پر کھانا نہ کھاؤ۔ جس پر شراب نوشی ہو۔ عجمیوں کے اخلاق اپنانے سے بچتے رہو۔ کسی مومن کیلئے حمام کے اندر بھی ننگا ہونا اچھا نہیں ہے، عورتوں کیلئے حمام میں علاج کے بغیر جانا جائز نہیں ہے" اذا وضعت المراة خمار هافی غیر بیت زوجها هتکت سترها بینها وبین الله" جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کسی دوسرے گھر میں اپنا دوپٹہ اتارے اس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردے کو پھاڑ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا تھا

"وکان یکره ان یصور الرجل نفسه کما تصور المراة نفسها وان لا یزال کل یوم مکتحلا وان یحف لحیته وشاربه کما تحف المراة" مرد کا اپنی شکل کو عورتوں کی طرح بنانا مکروہ ہے اور فرمایا روزانہ سرمہ استعمال کرو اور داڑھی

کے بالوں کو خوب صاف ستھرا رکھو

24- ابن مسیّب بن دارم نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کو یہ کہتے ہوئے سُنا "من یعشی السائل یرحمه الله" جو سائل کی حاجت پوری کرتا ہے اس پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "من یعشی السائل؟" اس سائل کی حاجت پوری کون کرے گا؟ پھر آپ اونٹ پر سوار ہو کر کسی دوسری جگہ تشریف لے گئے وہاں بھی یہی سائل یہ صدا لگا رہا ہے۔ "من یعشی السائل یرحمه الله" جو سائل کی ضرورت پوری کرے گا، اللہ پاک اس پر رحمت فرمائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "الم آمر ان تعشوا السائل" میں نے اس کو کچھ دینے کیلئے تمہیں نہیں کہا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا "قد عشيناه" ہم نے اس کو دیدیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سائل کو بلایا، تو اس کے پاس روٹیوں سے بھرا ہوا ایک چمڑے کا تھیلا تھا آپ نے فرمایا "انك لست سائلا، انت تاجر تجمع لاهلك" تو سائل نہیں ہے بلکہ تو تاجر ہے کیونکہ تو اپنے گھر والوں کیلئے مال جمع کر رہا ہے، پھر تھیلے کو ایک کونے سے پکڑ کر اونٹ کے سامنے جھاڑ دیا، فرمایا ان کو شمار کرو اور وہ اونٹ صدقہ کا تھا۔

25- احنف نے قیس سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "من مزح استخف به" جس نے مزاح کیا اس نے اپنے آپ کو ہلکا کیا۔

26- لیث بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"هل تدرون لم سمي المزاح؟

قالوا لا قال: لانه زاح عن الحق" کیا تم جانتے ہو؟ کہ مزاح کو مزاح کیوں کہا جاتا ہے لوگوں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا یہ زاح (ہٹنا الگ ہونا) سے بنا ہے۔ مزاح کرنے والا حق سے ہٹنا والا ہوتا ہے

نے فرمایا" لن یعطی احد بعد کفر باللہ عزوجل شیاء شرا من امراۃ حدیدۃ اللسان سیئۃ الخلق، لا ودود ولا ولود" اللہ کا انکار کرنا یعنی کفر کے بعد انسان کو دنیا میں جو سب سے بری چیز ملتی ہے وہ زبان دراز اور بد خلق عورت (اور ایمان کے بعد انسان کو جو سب سے اچھی چیز ملتی ہے وہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت ہے۔

حدیث پاک:" ان منھن غنما لا یجدی منہ، و ان منھن غلالا یفادی منہ" بے شک ان میں سے کچھ ایسی ہیں جو مال غنیمت ہیں جس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔اور کچھ گلے کا طوق ہیں جن کو فدیہ دیکر جان چھوڑ نا ہوگی۔

28- ابوعثمان نھدی نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "امافی المعاریض مایغنی المؤمن عن الکذب" تعریض میں مومن جھوٹ (بولنے) سے بچ نہیں سکتا۔

29-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ان شقائق الکلام من شقائق الشیطان" بے شک (بعض دفعہ) فصیح و بلیغ کلام شیطان کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔

30-حفص بن عثمان نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ" لا تشغلو اانفسکم بذکر الناس، فانہ بلاء وعلیکم بذکر اللہ تعالیٰ فانہ رحمۃ" ترجمہ: تم اپنے آپ کو لوگوں کے ذکر میں مشغول نہ کرو۔اس میں مصیبت ہے تم کثرت سے اللہ کا ذکر کرو، اسمیں رحمت ہے۔

31-جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" انہ لیعجبنیی الشاب الناسك نظیف الثوب، طیب الریح" عبادت کرنے والا، صاف کپڑے پہنے والا اور اچھی خوشبو والا جوان مجھے پسند ہے۔

32-محمد بن عبداللہ قرشی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو سر جھکائے دیکھا اور اسے کہا، اے فلاں اپنا سر اوپر اٹھا۔ بے شک عاجزی دل میں ہوتی ہے۔ جو شخص لوگوں کیلئے عاجزی کرتا ہے وہ اوپر سے عاجزی کر رہا ہوتا لوگوں کیلئے عاجزی کرنا یہ منافقت پر منافقت کرنا ہے۔

33-عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں دیکھنے سے پہلے تمہارے اچھے نام مجھے محبوب ہیں اور دیکھنے کے بعد تم میں اچھے اخلاق والے مجھے محبوب ہیں اگر تمہاری آزمائش کروں، تو تم میں سے سچ بولنے والے اور امانت دار مجھے محبوب ہونگے۔

34-ابی عبدالرحمٰن بن عطیۃ بن دلاف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" لا تنظروا الی صیام امریء ولا الی صلاته، ولکن انظر والی صدق حدیثه اذا حدث والی ورعه اذا اشفی والی امانته اذا اؤتمن " تم انسان کا نماز، روزہ نہ دیکھو بلکہ اس کی بات کی سچائی دیکھو اور جب وہ دنیا میں بلند مرتبہ ہو تو اس کے ورع (تقوع پرہیزگاری) کی طرف دیکھو اور جب اسے امانت دی جائے تو اس کی امانت داری کی طرف دیکھو۔

35-عروۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"لا تنکحوا لمراۃ الرجل الذمیم القبیح فانهن یحببن لا نفسهن ماتحبون لانفسکم " تم عورتوں کا نکاح بداخلاق اور بدنما مردوں سے مت کرو کیونکہ وہ بھی اپنے لیے (خوبصورت شوہر) پسند کرتیں ہیں جس طرح تم اپنے لیے (خوبصورت عورت) پسند کرتے ہو۔

35-اسلم نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اذا تم لون المرأة و شعرها فقد تم حسنها" جب عورت کا رنگ اور بال پورے ہوں تو اس کا حسن مکمل

ہو جاتا ہے۔

37-عبداللہ بن عدی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہوئے سُنا: "ان العبد اذا تواضع لله رفع الله حكمته، يقال له: انتعش انعشك الله فهو في نفسه صغير، وفي اعين الناس عظيم"

جب بندہ اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدر و منزلت کو بلند کر دیتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا سر اٹھا، اللہ تعالیٰ تجھے بلند کرے، حالانکہ وہ اپنے آپ میں چھوٹا ہوتا ہے، لیکن لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوتا ہے۔

" واذا تكبر وعتى و هصه الله الى الارض، وقال: اخسا، خساك الله فهو فى نفسه عظيم، وفي اعين الناس حقير، حتى يكون عند هم احقر من الخنزير"

اور جب بندہ تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقام و مرتبہ کو گرا دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے، دور ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تجھے دور کر دیا ہے حالانکہ وہ اپنے آپ میں بڑا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک خنزیر سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔

38-اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین چیزوں کیلئے علم حاصل نہ کرو۔

۱ " لا يتعلم ليمارى به" بحث مباحثے میں لوگوں پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے علم حاصل نہ کرو۔

۲-" ولا يباهى به" علم پر فخر کرنے کیلئے علم حاصل نہ کرو۔

۳- ولا يراء ى به" دکھلاوے کیلئے علم حاصل نہ کرو۔

اور تین چیزوں کی وجہ سے علم کو نہ چھوڑو۔

۱ " ولا يترك حياء من طلبه" شرم و حیاء کی وجہ سے علم کو نہ چھوڑ د

۲ ”ولا زهادة فيه“ بے رغبتی کی وجہ سے علم کو نہ چھوڑو

۳ ” ولا رضی بالجهل منه“ جہالت پر راضی ہوتے ہوئے علم کو نہ چھوڑا جائے

39- ہشام نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”تعلموا انسابكم التصلوا ارحمكم“ تم اپنے (خاندانی) حسب نسب کو جانو، تا کہ اس کی وجہ سے تم صلہ رحمی کر سکو۔

40- عمارۃ القعقاع نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا” تعلموا من النجوم ماتهتدون بها، و تعلموا من الا نساب ما تواصلون بها“ تم اتنا علم حاصل کرو کہ اس سے رہنمائی حاصل کر سکو اور تم نسب کی پہچان کرو تا کہ اس کے ذریعے سے تم صلہ رحمی کر سکو۔

41- عبداللہ بن حطب نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو آمیوں سے مجھے کوئی خطرہ نہیں ایک وہ مومن جس کا ایمان واضح ہے اور دوسرا وہ کافر جس کا کفر بالکل واضح ہو البتہ میں اس منافق سے خوف زدہ ہوں ”يتعوذ بالا يمان ويعمل بغيره“ جو ایمان کی آڑ لیکر کام کافروں کا کرتا ہے۔

42- زیاد بن حدیر نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین چیزوں کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچے گا ”زلة عالم، وجدال منافق بالقرآن وائمة مضلون“ عالم کی خطاء اور منافق آدمی کا قرآن کے ذریعے بحث ومباحثہ کرنے اور گمراہ کرنے والے حکمران کی وجہ سے اسلام کی عمارت کو نقصان ہوگا۔

43- ہشام سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تم پر زیادہ خوف تین آدمیوں سے ہے۔

(۱)۔ اس منافق سے جو قرآن پڑھے گا اور اس میں واو کی بھی غلطی نہیں کرے گا اور

قرآن کے معانی میں تاویل کرے گا تا کہ وہ لوگوں کو یہ ظاہر کرے کہ وہ ان سے زیادہ عالم ہے تا کہ وہ لوگوں کو حق کی راہ سے گمرا کرے (۲) عالم دین کی عملی کوتاہی۔(۳) گمراہ کرنے والے لیڈروں سے۔

44-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: زمانے کے بدلنے کے ساتھ مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف عالم دین کا حق سے پھرنے کا ہے اور منافق کا قرآن کے ذریعہ لوگوں سے جھگڑنے کا اور ایسے حکمرانوں کا جو لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کریں گے ان تینوں کا مجھے زیادہ خوف ہے۔

45-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ان اللہ تعالیٰ "یضل من یشاء ویھدی من یشاء " بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کرے۔قس (آدمی کا نام) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے۔یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے پیغام بھیجا" بـل اللہ اضلك ولولا عھدك لضربت عنقك "اللہ تجھے برباد کرے اگر تیرے ساتھ عہد نہ کیا ہوتا تو میں ضرور تیری گردن اڑا دیتا۔

46-ابووائل نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم مقام خانقین میں تھے تو دن کے وقت عید الفطر کا چاند دیکھا ہم میں سے کچھ نے چاند دیکھ کر روزہ افطار کر لیا اور کچھ نے افطار نہ کیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی، تو خط کے ذریعہ پیغام بھیجا "ان الا ھـلـة بعضھا اکبر من بعض فاذا رایتم الھلال نھارًا، فلا تفطروا، الا ان یشھد رجلان انھما اھلاہ بالامس"

بعض دفعہ چاند بڑا ہوتا ہے۔اگر دن کے وقت اسے دیکھو، تو روزہ افطار نہ کرو جب تک دو عادل آدمی یہ گواہی نہ دیں کہ ہم نے گذشتہ دن اس کو دیکھا تھا۔

47-ابراہیم نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن فرقد سے

فرمایا جب تم نے چاند کو دن کے پہلے حصہ میں دیکھ لیا، تو روزہ افطار کرو کیونکہ یہ پہلی رات کا چاند ہے اور اگر تم دن کے آخری حصہ میں چاند دیکھو، تو روزہ پورا کرو کیونکہ یہ آنے والی رات کا چاند ہے۔

48- ابراہیم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے زوال شمس کے بعد چاند دیکھا تو روزہ افطار کر لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی، آپ نے خط کے ذریعہ لوگوں کو ملامت کیا اور حکم فرمایا اگر زوال شمس سے پہلے چاند دیکھو۔ تو روزہ افطار کر لو اور اگر سورج کے زوال کے بعد دیکھو تو روزہ افطار نہ کرو۔

49- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا " ان الرجف من كثرة الزنا وان قحوط المطر من قضاة السوء وائمة الجور" ترجمہ: زلزلے زنا کی کثرت کی وجہ سے آتے ہیں اور بادلوں کا نہ برسنا بُرے ججوں اور نافرمان حکمرانوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

50- حارثہ بن مضرب نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا " استعينوا على النساء بالعرى، فان احداهن اذا كثرت ثيابها، وحسنت زينتها، اعجبها الخروج" ترجمہ: تم عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے پر کپڑوں کی کمی پر پابندی کرو کیونکہ اگر ان کے پاس کپڑے زیادہ ہوں، تو ان کی خوبصورتی میں بناؤ سنگھار ہوگی تو ان کو باہر جانے کا شوق ہوگا۔

51- حسان عبسی نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " ان الجبت السحر، والطاغوت الشيطان، والشجاعة والجبن تكون غرائز في الرجال، ويقاتل الشجاع عن من لا يعرف، ويفر الجبان عن امه، وان كرم الرجل، دينه وحسبه خلقه، وان كان فارسياً او نبطيا "

ترجمہ: بے شک الجبت سے مراد جادو اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ انسان میں بہادری اور بزدلی یہ دو فطری چیزیں ہیں

بہادر آدمی جس کو نہیں جانتا اس سے بھی مقابلہ کرتا ہے اور بزدل آدمی تو اپنی ماں سے بھی ڈر کر بھاگ جاتا ہے۔ بے شک انسان کی عزت اُس کے دین اور اچھے اخلاق کی وجہ سے ہے۔ اگر چہ وہ فارسی یا عجمی نسل کا ہی کیوں نہ ہو۔

52-مسروق عجلی نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" تعلموا السنن و الفرائض اوللحن کما تتعلمون القرآن "ترجمہ: تم فرائض، سنن اور خوش آوازی سیکھو، جس طرح قرآن سیکھتے ہو۔

53-حسن نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "علیکم بالتفقه فی الدین وحسن العبادة و التفهم فی العربیة" ترجمہ: دین میں سوجھ بوجھ رکھنے اور اچھی عبادت کرنے اور عربی کو اچھی طرح جاننے کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

54-ابن عمرو بن العلاء نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' تعلموا لعربیة، فانهاتثبت القلوب، و تزید فی المروء ة" ترجمہ: عربی سیکھو، اس سے دل (عقل) پختہ ہوتا ہے اور انسان کا وقار بڑھتا ہے۔

55-زید بن عقبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مرد تین طرح کے ہوتے ہیں

(۱) عقل مند مرد وہ ہوتا ہے جو تمام امور میں مشورے سے کام لیتا ہے اور اپنی رائے پر بھی عمل کرتا ہے۔ (۲) ایسا مرد جو حیران و سرگرداں ہوتا ہے۔ (۳) ایسا مرد جو نہ کسی سے مشورہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی کی رہنمائی پر عمل کرتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: عورتیں بھی تین طرح کی ہوتی ہیں۔

(۱) نرم مزاج، پاک دامن، محبت کرنے والی اور بچوں کو جنم دینے والی اور مشکل حالات میں اپنے گھر والوں کا ساتھ دینے والی نہ کہ زمانے کا ساتھ مگر ایسی بہت کم عورتیں ہیں۔ (۲) صرف بچے جننے والی ہو، اس کے علاوہ کوئی خوبی اس کے اندر نہ ہو۔ (۳)

کینہ وراور لالچی عورت ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ کسی کے گلے میں ڈال دیتا ہے اور جس کے گلے سے چاہے اتار دیتا ہے۔

55- حفص بن عمر نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" من رق وجهه، رق علمه" جس نے شرم کی اس کا علم کم ہو گیا۔

ابی عمرو شیبانی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے متعلق بتایا جو ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا آپ نے اسے مارا اور فرمایا"کل یا دھر، یا دھر" اے ہمیشہ روزہ رکھنے والے کھاؤ۔

56- ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم کسی بے وقوف آدمی کو عورتوں کی عزت چاک کرتے دیکھو، تو اس کی مذمت کرنے سے نہ ڈرو۔ لوگوں نے عرض کیا، ہم اس کی زبان درازی سے ڈریں گے۔ فرمایا: یہ کم تر ہے کہ تم اس پر گواہ بن جاؤ۔

57- حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ان الناس لن یزالوا مستقیمین ما استقام ائمتھم و ھداتھم" جب تک قوم کے لیڈر اور رہنما ٹھیک رہیں گے اس وقت تک قوم ہمیشہ سیدھے راستے پر رہی گی۔

58- حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" عجلوا الفطر، ولا تنطعوا تنطع اھل العراق "تم روزہ افطار کرنے میں جلدی کرو۔ عراق والوں کی طرح تاخیر مت کرو۔

حضرت ابن میتب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ کے پاس شام سے ایک شخص آیا تو آپ نے اس سے شام کے لوگوں کے حالات پوچھے، فرمایا کیا روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے ہو، کہا

بھلائی کے ساتھ رہو گے۔

60- حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" کل من الحائط ولا تتخذ جنة" ترجمہ: تم ہر دیوار کو ڈھال نہ بناؤ۔

61- حضرت سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے تم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنے نفس پر کنٹرول کرنیوالے اور عفیف نہیں ہو۔

62- حمید بن نعیم سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ تو انہوں نے قبول فرمائی۔ جب دونوں دعوت کے چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا (لقد شهدت طعاما، وو ددت انی لم اشهده) قال: و ما ذاك؟ قال: (خشيت ان يكون جعل مباهاة) آپ دعوت کھانے کے لئے چلے جائیں اور میں اس دعوت میں حاضر نہیں ہونا چاہتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کیا بات ہے؟ (یعنی آپ دعوت میں کیوں نہیں جانا چاہتے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ریا کاری، یا، دکھلاوے سے ڈرتا ہوں۔

63- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، آپ نے اس کے سلام کا جواب دیکر اس سے پوچھا "کیف انت" تو کیسا ہے؟ اس نے کہا "احمد الله اليك" میں اللہ کی حمد کرتا ہوں تیری طرف۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" هذا ما اردت منك" میں تجھ سے یہی چاہتا تھا۔

64- اسلم نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھر کے اندر شور کی آواز سنی، تو پوچھا" ماهذه الضو ضاء؟ یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، عرس یعنی اس گھر میں شادی ہے۔ فرمایا" فهلا حركوا غرا بيلهم يعنى الد فوف" دف بجا کر

اعلان کیوں نہیں کرتے۔

65-حسن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے پیٹ والے شخص کو دیکھا، تو فرمایا "ماھذا" یہ کیا ہے۔اس شخص نے عرض کیا: یہ برکت اللہ کی طرف سے ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" بل عذاب من اللہ" (یہ برکت نہیں) بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہے۔

66-علی بن ندیمۃ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔آپ نے فرمایا" رد القضاء یورث الشنآن" فیصلہ واپس لوٹا دو یعنی جھگڑے کو عدالت میں لے جاؤ کیونکہ فیصلہ کے بعد انسان میں دشمنی جنم لیتی ہے

67-ابو حصین نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اذا رزقك الله مودة امری ء مسلم، فتشبث بها ما استطعت" اگر اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کے ساتھ تمہیں محبت کرنے کی توفیق دے تو کوشش کریں یہ موقع ہاتھ سے نہ جائے۔

68-مصعب بن سعد نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا"
الناس بزمانهم اشبه منهم بآبائهم"
لوگ زمانے کے ساتھ دیکھیں گے کہ اکثر اولا د ماں کے مشابہ ہوتی ہے۔

69-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا(یا ایها الناس ان الله جعل ما اخطات ایدیکم، ز حمة لفقر ائكم، فلا یعودوا فيه، قال بقية ما اخطا المنجل) اے لوگو: بے شک، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ کی خطاؤں کو تمہارے فقراء کے لئے زحمت بنایا ہے۔پس تم ان گناہوں میں نہ پلٹو۔بقیۃ نے کہا کہ خطا زخم دینے والا تیر ہے۔

70-عب قرظی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا"
ماظهرت نعمة علیی، الا و جدت لها حاسدا، ولو ان امر اء كان اقوم من

قدح، لو جدت له غامزا" جب بھی کوئی نعمت ملتی ہے تو اس کا حسد کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور اگر کوئی کام ٹھیک ہو جاتا ہے تو اس میں عیب نکالنے والے بھی ہوتے ہیں۔

71- محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت الخلا سے باہر نکلے اور وضو کرنے سے پہلے قرآن کی تلاوت کرنے لگے، تو ابو مریم نے کہا: یا امیر المومنین! کیا آپ قرآن پڑھ رہے ہیں حالانکہ آپ نے وضو نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا "مسیلمة امرك بهذا؟ کیا یہ مسئلہ تجھے مسیلمہ کذاب نے بتا یا ہے؟ مطلب یہ تھا کہ یہ مسئلہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بیان نہیں فرمایا کہ تم بغیر وضو تلاوت نہیں کر سکتے۔ کیا تجھ مسیلمہ کذاب نے حکم دیا ہے؟

72- نعیم بن ابی ھند نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "من قال انا مومن فهو كافر ومن قال هو عالم فهو جاهل، ومن قال هو فی الجنة فهو فی النار" جو شخص مؤمن ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے، جو کہے میں عالم ہوں وہ جاہل ہے جو کہے میں جنتی ہوں تو وہ دوزخی ہے۔

73- حضرت جبیر بن مطعم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا، آپ نے فرمایا "تعلموا انسابكم، ثم صلوا ارحامكم" تم اپنے نسب کی پہچان کرو تا کہ تم آپس میں صلہ رحمی کر سکو۔

74- ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ہم ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص نے ایک شخص کے منہ پر اس کی تعریف کر دی، تو آپ نے فرمایا "عقرت الرجل، عقرك الله" تم نے اس شخص کو ذبح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تجھے ذبح کرے۔

75- قبیصة بن جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لا يرحم من لا يرحم ولا يغفر لمن لا يغفر ولا يتاب على من يتوب، ولا من

لا یوقی" جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو معاف نہیں کرتا اُسے معاف نہیں کیا جاتا، جو توبہ نہیں کرتا اُس کی توبہ قبول نہیں ہوتی، جو اپنی حفاظت نہیں کرتا اُس کی حفاظت نہیں کی جاتی۔

76- عبدالرحمٰن بن عجلان کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر دو آمیوں کے پاس سے ہوا جو تیراندازی کر رہے تھے ایک نے دوسرے کو کہا تو نے غلط تیر چلایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" سوء اللحن اشد من سوء الرمی" یعنی غلط لہجے سے سمجھانا، یہ غلط تیر چلانے سے زیادہ خطرناک ہے۔

77- عمار بن سعد تجیبی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" من ملاء عینیه من قاعة بیت، قبل ان یؤذن له، فقد فسق" جس نے اجازت لینے سے پہلے کسی کے گھر میں جھانکا تو وہ فاسق یعنی گناہ گار ہے۔

78- زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ن ایک دن میرے گھر میں تشریف لائے تو میرا سر میر لونڈی کے ہاتھ میں تھا اور وہ مجھے کنگھی کر رہی تھی۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کر سر اٹھانے لگا تو آپ نے فرمایا چھوڑو کنگھی کرنے دو پھر میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ نے تکلیف کیوں مجھے حکم فرماتے میں حاضر ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا" انما الحاجة لی" ضرورت مجھے تھی اس لیے میں آ گیا۔

79- احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا" تفقهوا قبل ان تسودوا" سردار بننے سے پہلے تم تفقہ حاصل کرو یعنی دین کے معاملہ کی سوجھ بوجھ حاصل کرو۔

80- حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جب ایک شخص کو دین کی سوجھ بوجھ حاصل ہو جاتی ہے تو وہ سرداری اور حکمرانی کو طلب کرنے کا خواہش مند نہیں ہوتا۔

81- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم

نوجوان آدمی ہو اور فصیح اللسان اور کشادہ سینہ رکھنے والے ہو، یاد رکھنا کہ انسان کے اندر دس خصلتیں ہوتی ہیں (۹) نو اخلاق اچھے اور ایک اخلاق برا ہوتا ہے، تو ایک بُری خصلت باقی نو اچھے اخلاق پر غالب آجاتی ہے پس تم جوانی اور زبان کی لغزش سے بچتے رہو۔

82۔یونس بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"بحسب امریء من الغی، ان یوذی جلیسه فیمالا یعنیه، اویجد علی الناس فیما یاتی وان یظهر له من الناس مایخفی علیه من نفسه"

گھٹیا آدمی کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے ہم مجلس کو بلاوجہ تکلیف پہنچاتا ہے اور جو کام خود کرتا ہو وہ کام کسی دوسرے کو کرتے دیکھ لے تو وہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ لوگوں کی ایسی باتوں پر نظر رکھنے کی کوشش کرے جو اپنی ذات میں پائی جائیں تو اسے چھپاتا پھرے۔

83۔ ابوعثمان النہدی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"

اخترسوا من الناس بسوء الظن"

لوگوں پر بدگمانی کرنے سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرو۔

84۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک جنگ کے موقع پر میں سلمان بن ربیعہ کے ساتھ تھا اور مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شہر حرام میں کسی کام کے لیے بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا" ایصوم سلمان؟ "اے سلمان کیا روزہ رکھا ہے؟ عرض کیا" نعم" ہاں، تو فرمایا" لا یصوم فان التقوىٰ له علی الجهاد، افضل من الصوم" روزہ نہ رکھو بلکہ جہاد کیلئے طاقت حاصل کرو کیونکہ جہاد کیلئے طاقت حاصل کرنا روزہ رکھنے سے افضل ہے۔

85۔عبید بن ام کلاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے سُنا آپ نے

فرمایا" لا یعجبنکم من الرجل طنطنته، ولکن من ادی الا مانة الی من ائتمنه، ومن سلم الناس من یده ولسانه" تم کو کسی شخص کی گرج دار آواز تعجب

میں نہ ڈالے۔لیکن جو شخص امانت کو مالک کے حوالے کر دے اور جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں۔

86-ابو قلابۃ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" لا تنظروا الی صیام احد و لا صلاته، ولکن انظروا الی صدق حدیثه اذا حدث، واما نته اذا ائتمن و ورعه اذا اشفی"

ترجمہ: تم کسی شخص کے نماز روزہ کو نہ دیکھو بلکہ اس کی بات کی سچائی کی طرف دیکھو جب کہ وہ بات کرے،اس کی امانت داری دیکھو، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے جب اُسے منصب ملے تو اس کے ورع (تقوی) کو دیکھو۔(یہ کامل مومن کی نشانی ہے)

87-ابو صالح نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" الراحة فی ترك خلطاء السوء" ترجمہ: تیری مجلس کو چھوڑنے میں سکون ہے۔

88-مسروق صالح بن امیہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ان فی العزلة راحة من خلطاء السوء" بری مجلس سے گوشہ نشینی میں سکون ہے۔

89-مسروق نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے حسب کا ذکر کیا آپ نے فرمایا" حسب المرء دینه واصله عقله و مروءته خلقه" ترجمہ: انسان کا حسب اس کا دین ہے۔اس کی اصلیت عقل ہے اور خلق اس کا وقار و مروت ہے۔

90-حسن نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" الکرم التقوی، والحسب المال" کرم تقوئی ہے اور حسب مال ہے۔

91-محمد بن عاصم نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات مجھے پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب کوئی نوجوان ملاقات کرتا اور اُسکا حال آپ کو پسند آتا تو اس سے پوچھتے، کیا کام کرتے ہو؟ اگر کہتا، کوئی کام نہیں کرتا تو آپ فرماتے تم میری نظروں میں گر گئے ہو۔

92-ابراہیم بن ادہم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ساتھیوں سے پہلے دستر خوان سے ہاتھ اٹھانا بھی قابل ملامت ہے۔

93-مسور سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص کی تعریف کرنے لگا آپ نے اس سے پوچھا "اصحبة فی السفر؟" کیا تو نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا "فعا ملته ؟" اس کے ساتھ تو نے کوئی معاملہ کیا ہے؟ اُس نے کہا۔نہیں، تب آپ نے فرمایا "فانت القائل مالا تعلم" جس کو تو جانتا نہیں اس کے متعلق کیا بتا سکتا ہے۔ یعنی تو اس کی تعریف کیا کر سکتا ہے جس کو تو پوری طرح جانتا نہیں۔

94-طاء کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لان اموت بین شعبتی رحل، اسعی فی الا ض، ابتغیی من فضل اللہ کفاف و جهیی، احب الیی من ان اموت غاز یا" مجھے دو ٹیلوں میں سفر کے درمیان موت نہ آئے، تا کہ میں زمین میں عمل کر سکوں اور اپنی پیشانی جھکا کر اللہ کا فضل طلب کر لوں۔ یہ مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں غازی ہو کر مروں۔

95-حضرت حسن علیہ الرحمۃ فرماتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں درہ (کوڑا) تھا، لوگ بھی آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں الجارود نامی شخص آیا۔ اہل مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا یہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ۔

96-حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات بھی ہم تک پہنچی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے "من احب ان یصل اباه فی قبره، فلیصل اخوان ابیه من بعده" ترجمہ: جو شخص اپنے باپ کی قبر میں خدمت کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کے بھائیوں کی خدمت کرے۔

97-عبید اللہ بن کریز کہتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں

اپنی رائے اور تمہاری خود پسندی کو ٹھیک کہنے

اور اسی کو حتمی جاننے کا خوف رکھتا ہوں۔ یاد رکھو" فمن قال انه عالم فهو جاهل و من قال انه في الجنة، فهو في النار" جو شخص کہے میں عالم ہوں وہ جاہل ہے جو کہے کہ میں جنتی ہوں وہ جہنمی ہے۔

98-حضرت کعب بن علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اپنی نعمت سے مالا مال کرتا ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ اس کا حسد کرنے والے نہ ہوں۔ اگر کوئی کام تیر سے بھی زیادہ سیدھا ہو۔ اس میں بھی عیب نکالنے والے ہوں گے جو شخص اپنی زبان کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔

99-حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" الدعاء يحجب دو ن السماء حتى يصلي على محمد فاذا صلي على محمد، صعد الد عا ء الى الله" ترجمہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کے بغیر دعا اور آسمان کے درمیان پردہ رہتا ہے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ تو دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے۔

100۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اياكم و كثرة الحمام و كثر ة اطلاء النور ة والتوطي وعلي الفراش فان عبادالله ليسوا من المتنعمين" ترجمہ: تم کثرت حمام (یعنی نہانے کی جگہ پر زیادہ نہ جاؤ۔ کیونکہ وہاں اور لوگوں نے بھی غسل کرنا ہوتا ہے اس سے ان کی بے پردگی ہوتی ہے) کثرت سے پتھر کا چونا یعنی پوڈر موئے زیر ناف کے لئے استعمال کرنے سے بھی بچو۔ اور بچھونے پر پست ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے مالدار نہیں ہوتے۔

نوٹ: پرانے زمانے میں نہانے کے لئے دیہاتوں میں مساجد کے قریب کنوئیں ہوتے تھے اور لوگ غسل کے لئے وہاں جاتے تھے۔ اور وہاں کافی ہجوم ہو جاتا تھا اور زیادہ غسل کرنے اور موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے پتھر کا پوڈر استعمال کرتے

جس پر کافی ٹائم لگتا تھا جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی۔ یہ فرمان صرف اس وقت کے لئے تھا۔ جبکہ آج ہر گھر میں غسل کرنے کی جگہ موجود ہے۔

101 عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "من کتم سرہ، کانت الخیرۃ فی یدہ ومن عرض نفسہ للتھمۃ فلا یلومن من أساء بہ الظن" ترجمہ جس شخص نے اپنے راز کو چھپائے رکھا اس نے بھلائی کو اپنے قبضہ میں رکھا اور جس نے اپنی ذات کو تہمت کی جگہ سے نہیں بچایا وہ ان لوگوں کو ملامت نہ کرے جو اس کے متعلق بدگمانی رکھتے ہے۔

102۔ صفوان بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے ایفع بن عبد کو کہتے ہوئے سُنا کہ ایک مرتبہ عراق سے خراج کا کافی مال آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کا ایک غلام اونٹوں کو گننے لگے وہ مال بڑی تعداد میں تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "الحمد للہ" کہا۔ غلام نے عرض کیا "یا امیر المومنین ھذا واللہ من فضل اللہ ورحمۃ" یا امیر المومنین: اللہ کی قسم، یہ اللہ کا فضل اور رحمت میں سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے غلط کہا، ایسا نہیں ہے وہ جو قرآن پاک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

"قل بفضل اللہ ورحمتہ فبذلك فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون" (یونس: آیت ۵۸) و ھٰذا مما یجمعُوْن" ترجمہ: اے محبوب فرمادیجئے جب اللہ کا فضل اور رحمت ہوتو اس پر خوب خوشی مناؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہو۔

نوٹ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "فضل اللہ" سے مراد قرآن ہے اور "ورحمتہ" سے اسلام مراد ہے۔

103۔ محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھر سے دف بجنے کی آواز سن کر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ لوگوں نے عرض "عرس او ختان" اس گھر میں شادی یا بچہ کے ختنہ کا پروگرام ہے، تو آپ خاموش ہو گئے۔

عنہ کے ساتھ حج کیلئے روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں ایک شخص کو گاتے ہوئے سنا تو عرض کیا گیا: اے امیر المومنین یہ شخص حالت احرام میں گا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "دعوه فان الغناء زاد الركب" اس کو چھوڑ دیں کیونکہ سریلی آواز میں گانا یہ مسافر کا زادہ راہ ہے۔

105-زید بن اسلم نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا" زوجوا اولادكم اذا بلغوا، ولا تحملوا آثامهم" جب اولا بالغ ہو جائے تو ان کی شادی کر دو، اور تم ان کے گناہ کا بوجھ مت اٹھاؤ۔

106-ابراہیم نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (يثغر الغلام لسبع سنين و يحتلم لاربع عشرة سنة و يلتقي طوله لاحد و عشرين سنة و ينتهي عقله الى ثمان و عشرين سنة و يكمل ابن اربع سنة)

ترجمہ: جب بچہ سات سال کا ہوتا ہے تو اس کے دانت ٹوٹتے ہیں اور چودہ سال کی عمر میں بالغ ہوتا ہے اور اکیس سال تک قد بڑھتا رہتا ہے۔ اٹھائیس سال میں جا کر عقل پوری ہوتی ہے اور چالیس سال میں بچہ پختہ اور مکمل ہو جاتا ہے۔

107: لیث نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تجھ میں تین وصف پائے جائیں تو تیرا بھائی تجھ سے پیار کرے گا۔ یعنی تو لوگوں میں قابل عزت بن جائے گا۔ (۱) ملاقات کے وقت سلام کرنا۔ (۲): اپنے بھائی کیلئے مجلس میں جگہ بنانا۔ (۳) جب بھی تو اسے بلائے تو اس کے اچھے نام کے ساتھ پکارے۔

کمینہ شخص کی علامات یہ ہیں:

(۱) اپنے بھائی کے لیے ان چیزوں کو ظاہر کرے گا جن کو اپنی ذات کے لیے چھپاتا ہے۔ یعنی ایک چیز بندہ کو اپنے لئے پسند ہے لیکن دوسرے کیلئے ظاہر نہ کرے۔

(۲) جو کام خود کرتا ہے اگر وہ کام کسی دوسرے کو کرتا دیکھ لے تو اس پر ناراض ہونا۔

(۳) اپنی مجلس میں دوست کو بلاوجہ تکلیف دینا۔

باب: 61

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صدقات، وقف اور آزادی کا بیان

1- نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین (کا قطعہ) ملا۔ تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا: "انی اصبت ارضا بخیبر، واللہ ما اصبت مالا قط، ھو انفس عندی منہ، فما تامرنی؟" مجھے خیبر میں ایک ایسی زمین ملی ہے کہ اللہ کی قسم، اس طرح کی (قیمتی) زمین پہلے کبھی نہیں ملی اور آپ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان شئت تصدقت بھا، وحبست اصلھا" اگر چاہو تو اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو، اور اس کی اصل زمین کو روک لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا اور فرمایا کہ اس کی اصل کو نہ فروخت کیا جائے اور نہ ہی ھبہ کیا جائے، اور نہ ہی وراثت بنایا جائے۔ بلکہ اس کو فقراء، رشتہ داروں، قرضداروں، اور غلاموں کو آزاد کروانے میں صرف کیا جائے۔ جہاد، مسافروں، اور مہمانوں کی خدمت کے لئے وقف کیا جائے۔ اور جو اس کا اصل متولی ہے وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور اس میں سے غیر متمول دوستوں کو بھی کھلائے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی وصیت ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمائی اور ام المؤمنین نے اس کی وصیت اپنے وصال کے قریب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے اکابرین کے لئے فرمائی۔ الطبقات الکبری: (۳ / ۳۵۸)

نوٹ: اسی مضمون سے ملتی جلتی روایت اسی کتاب کے اس مقام پر حضرت ابن عمر

رضی اللہ عنہما سے بھی ہے۔

2- حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار کی وصیت کی اور وہ اس دن اس مال کا چوتھا حصہ تھا۔

3- وسق رومی سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، تو انہوں نے مجھے فرمایا: "اسلم، فان اسلمت بك على امانة المسلمين، فانه لا ينبغي لي ان استعين على امانتهم من ليس منهم" تو مسلمان ہو جا، اگر تو اسلام قبول کرے گا، تو میں مسلمانوں کی امانتوں کے ساتھ تیری مدد کروں گا۔ حالانکہ مجھے جائز نہیں ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں سے نہیں، اس کی مدد مسلمانوں کی امانتوں سے کی جائے۔ اس غلام نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا: "لا اكراه في الدين" دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ رومی غلام کہتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور فرمایا: "اذهب حيث شئت" جہاں دل کرتا وہاں چلا جا۔ قاسم کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا شخص یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا جس کا نام مھجع تھا۔

باب:62

رعیت کے زیادہ ہونے کے خوف سے موت کی تمنا

1- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وادی بطحا سے (واپسی پر) پتھروں کے ٹکڑے اکٹھے کر کے ڈھیر لگایا اور اس پر اپنی چادر بچھا کر لیٹ گئے۔ اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کرنے لگے" اللھم کبرت سنی، وضعت قوتی، وانتشرت رعیتی، فاقبضنی الیک غیر مضیع ولا مفرط" اے اللہ عزوجل: میرا بڑھاپا زیادہ ہو گیا ہے اور قوت کم ہے اور رعیت پھیل گئی ہے۔ لھذا تو مجھے بغیر ضائع کئے اور گھٹائے اپنے پاس بلا لے۔

ایک روایت میں ہے کہ ذی الحجہ کا مہینہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

2- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منی سے واپس ہوئے تو مقام ابطح میں اونٹ بٹھایا اور پتھر جمع کر کے ایک چبوترہ بنایا پھر اس پر چادر ڈال کر چت لیٹ گئے، اور آسمان کیطرف ہاتھ اٹھا کر حسب سابق دعا مانگی۔ ابھی حج کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

3- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ منی سے واپس پلٹے پھر وہی حسب سابق روایت ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے۔ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو لوگوں کو خطبہ دیا" ایھا الناس، قد فرضت لکم الفرائض، وسننت لکم السنن، وترکتکم علی الواضحۃ، ثم صفق بیمینہ

آیة الــرجــم" اے لوگو: تم پر کچھ کام فرض کیے گئے ہیں اور سنت کو مسنون قرار دیا گیا ہے۔تم لوگوں کو کھلے راستہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔پھر دایاں ہاتھ بائیں پر مارا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو دائیں بائیں کر کے گمراہ کرنے سے بچنا۔اور آیت رجم کر چھوڑ کر ہلاک نہ ہونا جانا۔اور کوئی یہ نہ کہے کہ کتاب اللہ میں ہم پر دو حدیں (سزائیں) مقرر کی گئیں ہیں۔کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رجم کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ہم نے بھی رجم کیا ہے۔یعنی زانی کو سنگسار کیا ہے" فـوالله لـولا ان يـقـول الناس، احدث في كتـاب الله، لـكـتبتها في الصحف فقد قرانا ها (والشيخ والشيخة اذا زنيا فـارجـمـوهـا) اللہ کی قسم: اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں نئی بات شامل کردی ہے تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا کیونکہ ہم نے اس کو (قرآن) میں پڑھا ہے کہ بوڑھا اور بوڑھیا جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو۔

حضرت سعید فرماتے ہیں حج کا مہینہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کر شہید کر دیا گیا۔(طبقات ابن سعد: ۳/۳۳۴، ۳۳۵)

5- کعب کا بیان ہے (ایک بنی اسرائیلی بادشاہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ مشابہ تھا) جب ایک کا تذکرہ کیا جاتا تو دوسرا خود بخود یاد آجاتا تھا۔اس بنی اسرائیلی بادشاہ کے زمانہ میں ایک نبی تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تم اس بادشاہ سے کہہ دو کہ تمہارے مرنے میں صرف تین دن باقی ہیں۔جو تم وصیت کرنا چاہتے ہو کر دو۔چنانچہ تیسرے دن تخت سے اتر کر دیوار سے ٹیک لگا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اللهم ان كنت تـعـلـم انی عدلت فی الحكم واذا اختلفت الامور اتبعت هداك، وكنت وكـنـت فـزدنی فی عمری حتی يكبر طفلی" اے اللہ عزوجل: تو جانتا ہے کہ میں نے احکام کو نافذ کرنے میں ہمیشہ انصاف کیا ہے اور اختلافی معاملات میں تیری ھدایت کی پیروی کی اور میں نے یہ یہ اچھے کام کیے ہیں۔اللہ عزوجل، میری عمر اتنی بڑھا دے کہ میرا لڑکا جوان ہو کر تربیت یافتہ ہو جائے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ

السلام کو وحی کی کہ اس بادشاہ نے ہم سے دعا کی ہے اور حقیقت حال بیان کی ہے۔ لھذا ہم نے اس کی عمر پندرہ سال بڑھا دی ہے۔ تا کہ اس کا لڑکا جوان ہو کر تربیت یافتہ ہو جائے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر گھونپا گیا تو حضرت کعب نے یہ واقعہ بیان کر کے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں بھی مزید اضافہ کر دے گا۔ جب اس واقعہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا: " اللھم اقبضني اليك غير عاجز ولا ملوم" اے اللہ عز وجل مجھے عاجز اور غمزدہ کیے بغیر اپنے پاس طلب فرما لو۔ (طبقات ابن سعد: ۳/۲۵۴)

6- ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو حضرت کعب حاضر ہوئے اور دروازے پر ٹھہر کر رونے لگے اور کہنے لگے " واللہ لو ان امير المؤمنين يقسم على الله ان يؤخره لاخره" اللہ کی قسم: اگر امیر المؤمنین اللہ عز وجل پر قسم کھاتے کہ وہ اس معاملے کو مؤخر کر دے تو ضرور مؤخر کر دیا جاتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو عرض کرنے لگے۔ یا امیر المؤمنین یہ کعب ہیں جو اس طرح کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فریا "اذا واللہ لا اسالہ ثم قال: ويل لی ولامی ان لم يغفر الله لی" اللہ کی قسم: میں اس پاک ذات سے اس کی دعا نہیں کروں گا پھر فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ بخشا تو میری اور میری ماں کی ہلاکت ہو گی۔

باب:63

طلب شہادت اور محبت شہادت

1- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے " اللھم قتلا فی سبیلك، ووفاة فی بلد نبیك" اے اللہ عزوجل مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ) میں وفات عطا فرما۔ میں نے عرض کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ چاہے تو ہو سکتا ہے۔ (طبقات ابن سعد: ۳۳۱/۳)

2- صالح سے مروی ہے کہ حضرت کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا" اجدك فی التوراة كذا و كذا واجدك تقتل شهيدا" میں نے تورات میں آپ کے متعلق اس طرح پایا ہے کہ آپ شہید ہو جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے شہادت کس طرح ملی گی کیونکہ میں تو جزیرہ عرب میں رہتا ہوں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ " انا نجدك شهيدا، وانا نجدك اماما عادلا، ونجدك لا تخاف فی الله لومة لائم" ہم نے آپ کے متعلق یہ پایا ہے کہ آپ شہادت کی موت پائیں گے اور امام عادل ہوں گے اور ہم نے آپ میں یہ بات پائی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آخری بات جو ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق کسی کی ملامت کا خوف نہیں کرتا، یہ تو درست ہے لیکن شہادت میرے لئے کس طرح ہوگی۔

باب: 64

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر جنات کی زبانی

1- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آخری حج جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین کے ساتھ کیا جب ہم وادی محصب (منی اور مکہ کے درمیان یہ جگہ ہے) سے واپس پلٹے تو ایک شخص کو اپنی سواری پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ امیر المؤمنین کہاں ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا، امیر المؤمنین یہاں پر ہی ہیں۔ پھر اونٹ سوار نے اپنا اونٹ بیٹھا کر یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیا۔

عليك سلام من امام وبارکت يد الله في ذاك الاديم الممزق

اے امام تم پر سلام ہو اور اللہ کی مدد اس پھیلی ہوئی اور کشادہ زمین میں برکت کرے۔

فمن يسع او يركب جناحي نعامة ليدرك ما قدمت بالامس يسبق

پھر جو شخص تیرے مقام کو حاصل کرنے کی یا وہاں پہنچنے کی کوشش کرے گا وہ ہرگز اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا

قضيت امورا لم غادرت بعدها بوائق في اكمامها لم تفتق

آپ نے تمام معاملات کو مکمل کر کے ایک ایسی مثال قائم کردی ہے جیسا کہ کلیوں میں بند خوشبو۔

(طبقات ابن سعد: ۳ / ۳۷٤، الفاروق عمر، ۲۷۹/۲، الاستيعاب لابن عبد البر حاشيه (الاصابه، ج۸، ۲۷۰، ۲۸۱ - وزاد على هذه الابيات ابن عبد ربه العقد الفريد، ۲۸٤/۳،

ما كنت اخشى ان تكون وفاته بكفى سبنتى ازرق العين مطرق

اس سوار نے وہاں سے حرکت بھی نہ کی اور معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کون ہے؟ ہم لوگ بیان کرتے تھے کہ وہ جنات میں سے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حج سے واپس آئے اور آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

حیرہ بنت دجاجۃ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں بیان کی کہ میں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان چاندنی رات میں سفر کیا تو ہاتف غائبی سے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔

لبيك على الاسلام من كان باكيا فقد احدثو اهلكاوما قدم العهد

اسلام کے لئے حاضر ہے جو بھی رونے والا ہے انہوں نے ہلاکتوں کو پیدا کیا جو پہلے زمانے میں نہیں تھیں

وقد ولت الدنيا وادبر خيرها وقد ذمها من كان يوقن ناوعد

دنیا حاکم بن گئی تو اس کی بھلائی نے پیٹھ پھیر لی جو وعد پر یقین رکھتا ہے وہ اس دنیا کی مذمت کرے۔

2- ام المؤمنین نے فرمایا کہ تم لوگ دیکھو یہ کون ہے لوگوں نے دیکھا تو کوئی بھی نظر نہ آیا۔ اللہ کی قسم: ابھی دن نہیں نکلا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ ہم وادی محصب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پاس موجود تھے۔ ایک سوار آگے بڑھا ہم اس کی آواز سننے کے لئے ابھی تیار ہی ہوئے تھے کہ اچانک ایک زوردار آواز آئی، کوئی کہہ رہا تھا۔

۱ — ابعد قتيل بالمدينة اظلمت له الارض واهتز العضاه باسوق

۲ — جزى الله خيرا من امام وباركت يدالله فى ذاك الاديم الممزق

۳ — قضيت امورا ثم غادرت بعدها بوائق فى اكمامها لم تفتق

۴- وكنت تشوب العدل بالبر التقى وحكم صليب الدين غير مزوق

۵- فمن يسع او يركب جناحي نعامة ليدرك ما قدمت بالامس يسبق

۶- امين النبي في وحيه وصفيه كساه المليك جبة لم تمزق

۷- من الدين والاسلام والعدل والتقى وبابك من كل الفواحش مغلق

۸- نرى الفقرا من حوله في مفازة سباعاعا روا ليلهم لم تورق

۱- مقتول مدینہ سے ابھی بڑا دور ہے اس کے لئے زمین تاریک ہوگئی ہے اور بڑے بڑے خاردار درختوں کی ٹہنیاں کانپ اٹھیں گی

۲- اللہ تعالیٰ امام کو بہتر جزا دے اللہ تعا کی مدد اس پھیلی ہوئی اور کشادہ زمین پر برکت دے۔

۳- میں نے سارے کام مکمل کر لئے ہیں پھر اس کے بعد نے اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ کلیاں جو اپنے غلاف میں بند ہیں اور چٹکی نہیں ہیں۔

۴- عدل، نیکی اور پرہیز گاری کے ساتھ پروان چڑھتا ہے۔ دین کا حکم سخت ہوتا ہے بغیر عیب لگانے کے۔

۵- پھر جو کوشش کرے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو کر پھر بھی تیرے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

۶- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وحی اور اپنے وصف میں امین ہیں، ملائکہ نے ان کو ایسا جبہ پہنایا جو کبھی نہ پھٹا۔

۷- دین اسلام، عدل اور پرہیز گاری نے ہر برائی کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

۸- ہم [illegible]

3-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم واپس آئے تو وہاں کوئی چیز بھی نظر نہیں آئی تو لوگوں نے کہا؛ یہ مزرد ہے۔ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انکی ملاقات مزرد سے ہوئی تو آپ نے پوچھا: کیا تو شعر کہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ اللہ کی قسم: میں نے ان عورتوں کو کچھ نہیں کہا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض جنات دیہات اور ویرانوں میں قیام پزیر ہوتے ہیں۔

باب: 65

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت کا بیان

1- معد بن ابی طلحہ العمری سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت وثناء کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کا تذکرہ کیا پھر فرمایا میں آج رات خواب دیکھا لگتا ہے کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے دو مرتبہ چونچ ماری، میں نے اس کی تعبیر حضرت اسماء بنت عمیس سے پوچھی۔ انہوں تعبیر بیان فرمائی کہ عجمی شخص آپ کو قتل کرے گا۔ آپ نے فرمایا لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ اپنا خلیفہ مقرر کر دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اگر کسی وجہ سے خلیفہ مقرر کرنے سے پہلے موت آجائے تو یاد رکھنا۔ ان چھ آدمیوں میں سے ایک کو خلیفہ بنالینا۔ جن سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی تھے۔ تم ان میں سے جس کی بھی بیعت کرو اس کا حکم مانو اور اطاعت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ خلافت کے مسئلہ میں مجھ پر طعن وتشنیع کریں گے۔ وہ لوگ اسلام کے دشمن ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے بھی۔ بے شک میں تمام شہر کے امراء کی بیعت پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں گے اور انہیں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بتائیں گے۔ جو معاملہ مشکل ہو جائے اس کو میرے پاس لے آنا۔ اس خطبہ کے بعد ذی الحجہ کے چار دن اور چار راتیں باقی تھیں۔ مسند احمد: ۱ : ۴۸، المکتب الاسلامی

2- ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی بھی مشرک کو حالت جنابت

میں مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ کوفہ میں رہتے تھے۔ ان کا ایک غلام (ابولؤلؤ فیروز) جو بڑا کاریگر تھا۔ ان کو مدینہ میں داخل کرنے کی اجازت چاہتے تھے۔ یہ شخص مدینہ میں داخل ہو کر مختلف قسم کی کاروبار کرتا تھا۔ چینٹنگ، نقاشی، لوہے کا کام اور بڑھئی گیری کے کاموں کے علاوہ چکیاں بھی بناتا تھا۔ جب یہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تو اپنے مالک مغیرہ بن شعبہ کی شکایت کرتا کہ وہ ہر ماہ اس سے ایک سو درہم حق مالکی وصول کرتا ہے۔ جسے میں نہیں دے سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے پوچھتے ہیں، تم کیا کرتے ہو؟

غلام نے بتایا: میں بڑھئی کا کام کرتا ہوں، لوہاری کام کرتا ہوں اور نقاش یعنی پینٹر ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرمایا کہ تم پر محصول زیادہ نہیں ہے۔

غلام غصے کی حالت میں چلا گیا۔ ایک دن پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، جس وقت آپ کے ساتھ چند دوست بھی تھے، اسی غلام سے ملاقات ہوئی۔ امیر المؤمنین نے غلام کو بلایا اور بلا کر کہا۔

میں نے سنا ہے کہ تم چکیاں بھی بنا لیتے ہو، اگر ایسا ہے تو ایک ہمارے لئے بھی بنا دو۔ غلام نے کہا: میں تمھارے لئے ایک ایسی چکی بناؤں گا جس کو لوگ بھی یاد کیا کریں گے۔ جب وہ غلام چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دوستوں سے فرمایا: اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے۔

ایک دن صبح کے وقت فجر کی اذان کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ تو آپ کی عادت تھی کہ آپ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے اور امامت کرواتے وقت نماز شروع کرنے سے پہلے لوگوں کو حکم دیتے کہ صفیں سیدھی کر لو۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ تو ابولؤلؤ فیروز نے جو مسجد کے کسی گوشہ میں چھپا بیٹھا تھا۔ خنجر سے آپ پر حملہ کر دیا۔ اسی طرح اس نے تین حملے کیے۔ پہلا وار آپ کی ناف

اس کو زخمی کرتا جاتا حتیٰ کہ اس نے گیارہ آدمیوں کو زخمی کر دیا۔

بعض راویوں کا بیان ہے کہ زخمی ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور انہیں امامت کے لئے آگے بڑھا دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غشی کی حالت میں اٹھا کر آپ کے گھر لایا اور حضرت عبدالرحمان بن عوف نے لوگوں کا نماز پڑھائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہا، اور آپ غشی طاری تھی حتی روشنی ظاہر لگی تو آپ کو افاقہ ہو تو فرمانے لگے، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو میں نے کہا: ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: (لا اسلام لمن ترك الصلاة) اسلام سے اس شخص کا کوئی تعلق نہیں جو نماز چھوڑے۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ وہ ذرا تحقیق کریں کہ کس نے مجھے قتل کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کے دروازوں تک گشت کیا، اور جب لوٹ کر آئے تو فرمایا: آپ کا قاتل مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولؤلؤ فیروز ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: ”الحمد لله الذی لم یجعل قاتلی یحاجنی عند الله بسجده سجدها له قط، ما كانت العرب لتقتلنيی“ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کا شکر ہے کہ مجھے اللہ کو سجدہ کرنے والے نے قتل نہیں کیا ورنہ وہ اس سجدے سے اللہ کے ہاں مجھ سے جھگڑا کر سکتا تھا اور نہ ہی مجھے کسی عرب نے قتل کیا۔ (ابولؤلؤ فیروز عجمی ایرانی غلام تھا جو نہاوند سے قید ہو کر آیا تھا)

3. سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ارسلو ا الی طبیب) طبیب میرے پاس بھیجو کہ وہ میرا زخم دیکھے۔ طبیب کو بلایا۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلائی تو وہ خون

میں مل گئی حتیٰ کہ وہ ناف کے نیچے خنجر کے زخم سے باہر نکل آئی۔ پھر انہوں نے انصار کے ایک طبیب کو بلایا اس نے آپ کو دودھ پلایا وہ بھی زخم سے نکل آئی۔ طبیب نے عرض کیا: (یا امیر المومنین اعھد) اے امیر المومنین، وعدہ آ گیا یعنی وصال کا وقت آ گیا۔ آپ نے فرمایا: (صدقنی اخو بنی معاویہ، ولو قلت غیر ذلك لكذبتك) بنی معاویہ کے بھائی تو نے مجھ سے سچ کہا اگر تو اس کے علاوہ کوئی بات کہتا تو تُو ضرور جھوٹ کہتا۔ جب لوگوں نے سنا تو رونے لگے آپ نے فرمایا: (لا یبکی علینا، من کان باکیا فلیخرج) مجھ پر نہ رونا اور جو روئے اسے باہر نکال دو۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا؟: (یعذب المیت ببکاء اھله علیه) کہ میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔

4. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ: (لقد طعننی ابو لؤلؤة وما اظنه الا کلبا حتی طعننی الثالثة) ابو لؤلوہ نے مجھ پر خنجر سے حملہ کیا ہے۔ میں اس کو کتا سمجھتا ہوں۔ اس نے تین بار مجھ پر خنجر اٹھایا۔

5- ابن سعد سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ابولؤلؤ خبیث کی قمیص کو اتار کر پھینکا تو اس نے انہیں بھی زخمی کر دیا۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بھی اس ظالم کا سر پھاڑ دیا تھا۔

الطبقات الکبریٰ ۳: ۳۴۵-۳۴۸

6- جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا۔ تو اسی وقت انصار و مہاجر وہاں جمع ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان لوگوں سے پوچھو۔ اس ظالم نے مجھے تمہاری رائے سے تکلیف دی ہے؟ جب لوگوں سے پوچھا گیا: تو ساری قوم نے جواب دیا: (لا واللہ ولو ددنا ان اللہ زاد فی عمرہ من اعمارنا) ترجمہ: اللہ کی قسم: ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ ہماری زندگی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دے۔

7- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لشکر کے بڑے بڑے کمانڈروں کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بڑے بڑے کارناموں کی وجہ سے مجھ پر آنسو نہ بہانا۔

8- عمرو بن میمون نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں دیکھا تو آپ پر زرد رنگ کا خون آلودہ کپڑا تھا اور یہ آیت پڑھ رہے تھے: (وکان امر اللہ قدرا مقدورا) سورۃ احزاب: ۳۸، تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۱۹۵

9- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آیا جب سحری کے وقت آپ کو زخمی کیا گیا۔ ہم آپ کو اٹھا کر گھر لائے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے حکم دیا جب آپ کو گھر لایا گیا تو خون بہنے کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ یہ حالت روشنی ظاہر ہونے تک رہی پھر کچھ آفاقہ ہوا تو فرمایا: (هل صلى الناس) کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (لا اسلام لمن ترك الصلاة) جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی اسلام نہیں۔ پھر وضو کر کے آپ نے نماز پڑھی۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ ابولؤلؤ نے آپکو زخمی کیا ہے۔ آپ نے بطور شکر کے فرمایا: (الحمد لله الذى قتلنى من لا يحاجنيى عند الله بصلاة صلاها وكان مجوسيا) تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے ایسے شخص کے ہاتھ قتل کروایا۔ جو مجھے اللہ کے ہاں نماز پڑھنے سے نہ روک سکا اور وہ آدمی ابولؤلؤ مجوسی تھا۔

10- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں لوگوں میں سب سے پہلے آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا: (احفظ عنى ثلاثا، فانى اخاف ان لا يدركنى الناس اما انا فلم اقض

فی الکلالۃ قضاء، ولم استخلف، وکل مملوک لی عتیق) مجھ سے تین باتیں سن لو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اب لوگ مجھے زندہ نہ پائیں گے۔ میں نے کلالہ (وہ میت جس کے ورثہ میں نہ اولاد ہو اور نہ والدین) کے بارے میں آپ کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ میں نے لوگوں پر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ میرا ہر غلام آزاد ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ خلیفہ مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: اگر میں لوگوں کے معاملہ کو ان پر چھوڑ دوں تو ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے اور اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو یہ کام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے۔ حالانکہ وہ مجھ سے بہتر خلیفہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ کو جنت کی بشارت ہو کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک طویل عرصہ زندگی بسر کی ہے۔ آپ نے مسلمانوں کا خلیفہ بن کر انہوں کو مضبوط کیا۔ امانت کو اچھی طرح ادا کیا اور نماز بھی ادا کی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا مجھے جنت کی بشارت دینا جو ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر دنیا اور اس کی تمام چیزیں فدیہ دیکر آخرت کی ہولناکی سے نجات مل سکتی ہے تو میں سب کچھ وقت سے پہلے فدیہ دے دوں گا۔ اللہ کی قسم: میرے ساتھ برابری کا معاملہ ہو۔ یعنی نہ مجھے عذاب دیا جائے اور نہ مجھے زیادہ اجر و ثواب۔ بس میں یہ چاہتا ہوں۔

طبقات ابن سعد: ۳/۳۵۳

11: عمر بن میمون سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میرے اور آپ کے درمیان حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دو صفوں کے درمیان سے گزرے جا رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے کہ صفیں سیدھی کر لو۔ جب ان میں کوئی خلا نہ رہا تو آگے ہو کر تکبیر کہی اور اکثر آپ پہلی رکعت میں سورہ یوسف اور سورہ نحل اور اس جیسی اور سورتیں تلاوت کرتے تھے۔ جب تکبیر کہی تو لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا: (قتلنی او اکلنی الکلب، مجھے کتا مار گیا یا کتا مجھے کھا گیا۔ جب آپ کو خنجر مارا گیا تو وہ کافر تیز جس کے

ہاتھ میں چھری تھی وہ دونوں طرف چلاتا گیا۔ اپنے دائیں بائیں کسی کو بھی زخمی کیے بغیر نہیں گزرا۔ اس نے تیرہ مسلمانوں کو زخمی کیا۔ جن میں سے نو شہید ہو گئے۔ ایک آدمی نے اس قاتل پر اپنی چادر پھینک دی کہ اسے پکڑ لیں جب اس قاتل کو یقین ہو گیا کہ میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ تو اس نے خنجر سے خودکشی کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا۔ اس دن لوگوں نے نماز فجر مختصر ادا کی۔ مسجد نبوی کے اردگرد لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ کیا واقعہ ہوا۔ جب لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز مصلی سے نہ سنی تو بطور لقمہ پیچھے سے نمازی سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگے۔ بہر حال حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مختصر نماز پڑھائی۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما دیکھو مجھے کس نے قتل کیا۔ ابن عباس نے تحقیق کی اور بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولوہ نے قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، ہاں۔ اللہ اسے غارت کرے۔ میں نے تو اسے اچھی بات کا حکم دیا تھا۔ پھر فرمایا: (الحمد للہ الذی لم یجعل منیتی بید رجل یدعی الاسلام) . تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ نہیں کی جو اسلام کا دعوی کرتا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مدینہ میں کفار کی اکثریت کمزور تھی اگر آپ حکم دیتے تو ہم ان کو قتل کر دیتے۔ پھر آپ کو اٹھا کر گھر پہنچایا۔ لوگوں نے کہا کہ اس دن سے پہلے آپ پر کوئی مصیبت نہیں آئی۔ پھر آپ کو نبیذ پلائی گئی وہ زخم کے رستے سے باہر نکل آئی۔ پھر دودھ پلایا تو وہ بھی زخم سے نکل آیا۔ جب یقین ہو گیا کہ آپ کا وقت رحلت آ گیا۔ تو لوگ ان کی تعریف کر رہے تھے۔ ایک نوجوان نے آ کر کہا: اے امیر المو منین آپ کو بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت سے مشرف فرمایا اور اسلام میں بڑی ترقی دی پھر خلیفہ بنے تو عدل و انصاف کیا اب شہادت

سے سرفراز ہو رہے ہیں۔ پھر وہ نوجوان واپس جانے لگا تو اس کا تہبند زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ آپ نے اسے واپس بلا کر فرمایا: اے میرے بھتیجے اپنی تہبند اوپر کرو اور اپنے رب عزوجل سے ڈرو۔

12: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ذرا دیکھو میرے اوپر کتنا قرض ہے؟ جب حساب لگا گیا تو قرض چھیاسی ہزار تھا۔ فرمایا اے بیٹا عبداللہ: اگر میرے خاندان کے مال سے یہ قرض پورا ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ بنی عدی بن کعب سے مانگ لینا اگر وہ مال بھی قرض کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہو تو قریش سے درخواست کرنا ان کے علاوہ کسی اور سے قرض نہ مانگنا۔

پھر اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا کہ تم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرو اور ان سے کہنا کہ عمر سلام عرض کر رہا ہے۔ کیونکہ اب میں امیرالمومنین نہیں رہا اور عرض کرنا کہ عمر آپ سے اجازت چاہتا ہے کہ ان کو اپنے ساتھیوں (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر) کے ساتھ دفن کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ ساری باتیں ام المومنین کی خدمت میں جا کر عرض کیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (اریدہ لنفسی، ولاوثر نہ الیوم نفسی) یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی مگر آج میں عمر کو ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ واپس آئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ عبداللہ آگئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ ایک آدمی نے اپنے سینہ کے سہارے بٹھایا۔ پھر پوچھا: اے عبداللہ کیا جواب ملا ہے۔ عرض کیا وہی جو آپ چاہتے ہیں۔ ام المومنین نے اجازت دے دی ہے۔ فرمانے لگے: الحمد للہ میری دلی تمنا پوری ہوئی۔ پھر فرمایا: مرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اجازت لینا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ میری زندگی میں اجازت دی ہو۔ لہٰذا اگر وہاں دفن کرنے کی اجازت نہ ملے تو عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

ساتھ کچھ اور عورتیں بھی تھیں۔ ہم انہیں دیکھ کر وہاں سے اٹھ گئے وہ گھر میں داخل ہو گئیں آپ کے پاس تھوڑی دیر بیٹھی رہیں اور روتی رہیں۔ پھر وہ چلی گئیں۔ تو مرد حضرات اندر داخل ہوئے میں بھی ان کیساتھ اندر داخل ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین اپنا خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ فرمانے لگے: (ما اجد احق بھذا الامر من ھولاء النفر او الرھط ۔الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض فسمی علیا و عثمان و طلحۃ و الزبیر و سعد او عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنھم) ترجمہ: سب سے زیادہ خلافت کے حقدار وہ لوگ ہیں جن سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت خوش تھے۔ ان میں سے حضرت علی، عثمان بن عفان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا گیا۔ پھر فرمایا میرے بیٹے عبداللہ بن عمر کا خلافت کے معاملہ میں کوئی حق نہیں۔

اگر خلافت سعد کو ملی تو وہ اس کا اہل ہے۔ اگر اس کو نہ ملی ان کے علاوہ جس کی بھی خلافت ملی تو وہ ان سے مدد لے سکتا ہے کیونکہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عراق کی گورنری سے کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا اور میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور مہاجرین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ کہ وہ ان کے حق کی حفاظت کرنے اور ان کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھے۔ اور میں ان انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں۔ جنہوں نے اسلام اور ایمان کو پناہ دی۔ ان کی بھلائیوں کو قبول اور کوتاہیوں سے درگزر کرے اور باقی شہروں کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اسلام کے مددگار اور معاون، مالی سہولیات فراہم کرنے والے اور دشمن کو مغلوب کرنے والے ہیں۔ ان پر بلا وجہ مالی بوجھ نہ ڈالنا۔ ان کی خوشی کے بغیر ان سے کچھ وصول نہ کرنا اور دیہاتیوں سے بھی حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ عرب کی اصل اور اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ امیروں سے زکوۃ لیکر غرباء میں تقسیم کریں۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی

ادائیگی کی وصیت کرتا ہوں۔لوگوں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیں۔پھر فرمایا کہ مجھے دفن کرنے سے پہلے ام المومنین سے ایک بار پھر اجازت طلب کر لینا۔انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کر دیا۔

13: ایک روایت میں یوں ہے کہ عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں اٹھا کر گھر لے گئے تو لوگوں نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔اور کہا: (الصلاۃ جامعة) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کیا گیا۔تو انہوں نے مختصر سی نماز پڑھائی۔نماز میں سورۃ نصر اور کوثر کی تلاوت فرمائی۔

14: محمد بن سعد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ہی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حجرہ مقدسہ میں دفن ہونے کی اجازت طلب کر لی تھی۔لیکن اس کے باوجود بھی فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تب بھی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لینا کیونکہ ہو سکتا ہے ام المومنین نے پہلے میرے خلیفہ ہونے کی وجہ سے اجازت دی ہو۔

15: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا آپ زخمی ہو گئے۔آپ کو اٹھا کر گھر لے جانیوالوں میں، میں بھی شامل تھا۔گھر جا کچھ افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: (یا ابن اخی اذهب فانظر من اصابنی ومن اصیب معی) اے میرے بھائی کے بیٹے (عباس کے بیٹے) جا کر دیکھو کس نے مجھ پر حملہ کیا اور میرے ساتھ کتنے لوگ زخمی ہوئے۔میں نے جا کر معلوم کیا اور جب واپس آیا تو سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔لوگوں کی گردنیں پھلانگ کو آگے جانے کو میں نے مناسب نہ سمجھا اور وہیں پر بیٹھ گیا۔کیونکہ میں نو عمر لڑکا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سر ڈھانپ کر لیٹے ہوئے تھے۔اتنے میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور

فرمانے لگے: (و الله لئن دعا امیر المومنین لیبقینه الله، و لیرفعنه لهٰذا الامة حتی یفعل فیها كذا و كذا حتی ذكر المنافقین فیمن ذكر) ترجمہ: اللہ کی قسم: اگر امیر المومنین اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تو اللہ تعالیٰ ان کو اس امت کے فائدے کے لئے شفاء عطاء فرمائیں گے۔ اور فلاں فلاں کام کریں گے۔ اس میں منافقین کی سرکوبی کا بھی ذکر کیا۔

میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: میں یہ بات امیر المومنین کو بتاؤں گا۔؟ فرمانے لگے، میں نے انہیں بتانے کے لئے ہی عرض کیا ہے۔ چنانچہ مجھے حوصلہ ہوا میں اٹھ کر لوگوں کی گردنیں پھیلانگتا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سرہانے پہنچ گیا اور عرض کیا: آپ نے مجھے قاتل کے بارے میں خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ میں نے کہا: مغیرہ بن شعبہ کے فلاں غلام (ابولؤلوہ) نے حملہ کیا ہے اور آپ کے ساتھ تیرہ شخص اور بھی زخمی ہوئے۔

پھر میں نے عرض کیا: کعب نے قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر امیر المومنین دعا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ امت کے فائدے کے لئے ان کو شفاء عطاء فرمائیں گے۔ فرمایا۔ کعب کو بلاؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ فرمایا: (ماتقول؟) تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا: میں نے یہ بات کہی ہے۔ فرمایا: (لا و الله لا ادعو ولكن شقی ان لم یغفر الله له) ترجمہ: نہیں، اللہ کی قسم: میں دعا نہیں کروں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ بخشا تو میں نامراد ہوں گا۔

16: عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور قرآن پاک کی تلاوت کی: (الحق من ربك فلاتكونن من الممترین) ترجمہ: حق آپ کے رب تعالیٰ کی طرف ہے۔ تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور فرمانے لگے: اے امیر المومنین آپ شہید ہیں آپ

سعد: ج ۳: ۳٤۲

17: مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: (الصلاۃ) نماز۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شدید زخمی حالت میں فرمایا: (نعم لا حظ لامری فی الاسلام اضاع الصلاۃ فصلی و الجراح یثعب دما) ترجمہ: ہاں اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز کو ضائع کیا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

18: مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کی وجہ سے درد محسوس کرنے لگے تو دل بہلانے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان سے کہنے لگے: اے امیر المومنین، کیا یہ سعادت نہیں ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے بلکہ آپ نے اس کا حق بھی خوب ادا کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال کیوقت آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سنگت کی اور اس کا بھی خوب حق ادا فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی وصال کے وقت آپ سے راضی تھے۔ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ فرمایا۔ تمام اصحاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر خوش تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: (اما ما ذکرت من صحبتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضاہ فذلک من اللہ عزوجل منّ بہ علی و امّا ما تراہ من جزعی، فذلک من اجلی و من اجل اصحابک و اللہ لو ان لی تلاع الارض ذھبا لا فتدیت بہ من عذاب اللہ قبل ان اراہ) ترجمہ: جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا ذکر کیا ہے وہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان و کرم ہے اور باقی جو آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں یہ میرے اور آپ کے ساتھیوں کے لئے ہے۔ اگر میرے پاس (زمین کے برابر) سونا ہوتا، تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے میں

اسے فدیہ کر دیتا۔

19: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب آپ شدید زخمی تھے۔ عرض کیا: امیر المومنین آپ کو بشارت ہو کہ آپ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت ایمان لائے جب لوگ کفر پر ڈٹے ہوئے تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر راہ خدا میں جہاد بھی کیا۔ جب کہ دوسرے لوگ مخالف تھے اور وصال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی تھے اور آپکی خلافت میں کبھی دو بندوں نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اعد فاعدت فقال المغرور من غررتموہ، لو ان لی ما علی ظهر ها من بیضاء وصفر آء لا فتدیت به من هول المطلع) ترجمہ: اے ابن عباس اپنی بات کو دہرائیں۔ پس میں نے اپنی بات کو دہرا دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری کنڈیشن یہ ہے کہ میرے پاس سفید سنہری یعنی سونا چاندی کا ڈھیر ہوتا تو میں عذاب خدا دیکھنے سے پہلے پہلے اس کو فدیہ کر دیتا۔

20: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو لوگوں فوراً حاضر ہوئے تو آپ کی تعریف کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری امارت کی وجہ سے صفائی بیان کر رہے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اس حال میں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی سے اور پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار فرمائی اور ان کی اتباع کی حتی آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اور میں آپ کا فرمانبردار تھا۔ میں اپنی ذات کے لئے خوف نہیں رکھتا مگر تمہاری اس امارت کے لئے۔

21: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میں آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا (ابشر یا امیر المؤمنین، فان الله قد مصر بك الامصار، دفع بك النفاق) یا امیر المؤمنین آپ کو خوشخبری ہو کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے شہروں کو آباد کیا اور نفاق کو دور کیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابن عباس، کیا تو میری امارت کی وجہ سے تعریف کرتا ہے۔ عرض کیا: یا امیر المؤمنین اس کے علاوہ بھی کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا(والذی نفسی بیده، لو ددت انی خرجت منها کما دخلت فیها، لا اجر ولا وزر)اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح میں دنیا میں آیا ہوں (یعنی جب انسان دنیا میں آتا ہے تو بالکل گناہوں سے پاک ہوتا ہے) اسی طرح میں آخرت میں داخل ہو جاؤں اور نہ میرے لئے کوئی اجر ہو اور نہ ہی مجھ پر کوگناہ کا بوجھ ہو۔

22: اسلم سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:(لو کان ماطلعت علیه الشمس لافتدیت به من کرب ساعة یعنی بذلك الموت فکیف ولم ارد النا ربعد)؟۔ ترجمہ: اگر میری پاس ہر وہ چیز ہوتی جس پر سورج کی روشنی پڑتی یعنی اگر میں مال ومتاع سونے چاندی وغیرہ کا مالک ہوتا تو میں موت کی سختی کے لئے اس کو فدیہ دیتا تو اس کے بعد کیسے عذاب ہوتا۔؟

23: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر رونے کی آواز سنی۔ ہم دونوں ان کے گھر آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا:(ما هذا لصوت؟) یہ گھر میں آواز کیسی ہے۔ کسی عورت نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا ہے جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے تو طبیب نے نبیذ پلائی وہ زخم کے راستہ سے باہر نکل آئی۔ پھر دودھ پلایا تو وہ بھی باہر نکل آیا۔ طبیب نے کہا۔ آپ شام تک مشکل رہیں گے۔ آپ کی بیوی حضرت ام کلثوم بنت علی المرتضی رضی اللہ عنہما نے رونا شروع کر دیا اور کہا: و اعمراه ۔ ہائے عمر۔ ان کے ساتھ دوسری عورتوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ سارا گھر رونے سے گونج اٹھا۔ حضرت عمر نے فرمایا:(و اللہ لو ان لی ما فی الارض من

شیی لافتدیت به من هول المطلع) ترجمہ: واللہ: اگر میرے پاس زمین کی تمام دولت ہوتی تو میں آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے اسے فدیہ میں دے دیتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ آپ عذاب کو نہیں دیکھیں گے سوائے اس کہ جو اللہ پاک نے فرمایا ہے: (وان منکم الا واردها) سورہ مریم: ۷۱، تفسیر بیضاوی ۱۹/۲ ۔ تم میں سے ہر ایک اس سے گزرے گا۔ یعنی ہر جنتی کو پل صراط سے گزرنا ہوگا۔ پس گزرتے ہوئے ہی عذاب کو دور سے دیکھیں گے: اے امیر المومنین آپ تو سید المومنین ہیں۔ آپ نے قرآن کے مطابق فیصلے فرمائے اور لوگوں میں برابر تقسیم کرتے رہے۔ آپ کو میری بات پسند آئی تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ فرمایا: (اتشهد لی بهذا یا بن عباس؟) اے ابن عباس کیا تم میری اس کی بات کی گواہی دو گے۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ میں گواہی دوں گا۔

24: قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے اور آپ کا سر اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کی گود میں تھا۔ آپ نے نبیذ منگوا کر پی مگر وہ زخم کی جگہ سے باہر نکل آئی۔ پاس بیٹھنے والوں نے کہا یہ خون ہے۔ کچھ نے کہا: یہ نبیذ ہے پھر آپ کو دودھ پلایا گیا وہ بھی زخم کی جگہ سے نکل گیا۔ خود جان گئے کہ اب میرا وقت آ گیا ہے۔ اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا میرا سر نیچے رکھ دو۔ انہوں نے حکم مانتے ہوئے سر کو نیچے رکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (لو کان لی ما بین المشرق والمغرب، لافتدیت به من هول المطلع) اگر میرے پاس مشرق و مغرب کا مال ہوتا عذاب کے ڈر سے اس کو میں فدیہ کر دیتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: (ولم یا امیر المومنین؟ فواللہ لقد کان اسلامك عزا واما رتك فتحا، ولقد ملات الارض عدلا) ترجمہ: یا

کی علامت تھی اور آپ نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر ڈالا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (تشهد لی بذلك يا ابن عباس؟) اے ابن عباس کیا تم میرے لئے اس کی گواہی دوگے؟ تو وہ خاموش ہی تھے کہ اتنے میں حضرت علی المرتضی نے فرمایا: (نعم، وانا معك) ہاں: میں گواہی دوں گا اور میں آپ کے ساتھ ہوں۔

25: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو اس رات میری عقل پر غموں کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں ہم نے ظہر، عصر مغرب اور عشاء کی نماز لوگوں کے ساتھ بڑے احسن طریقہ اور خوشی کیساتھ ادا کی۔ جب فجر کی نماز پڑھی تو ہمیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو بتایا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا ہے۔ وہ خون بہنے اور شدید زخمی ہونے کی وجہ سے وہ نماز بھی نہ پڑھا سکے۔ عرض کیا گیا: یا امیر المومنین، نماز۔ تو آپ نے فرمایا: (الصلاةها الله اذن لا حظ لامرى فى الاسلام ضيع صلاته) ترجمہ: اللہ کی قسم: نماز ایسا معاملہ ہے کہ جس شخص نے نماز کو ضائع کیا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس کے بعد آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے لیکن صحت نے اجازت نہ دی زخموں سے خون جاری تھا۔ فرمایا: (هاتوا لى عمامة يعصب بها جرحة ثم صلى) ترجمہ: مجھے عمامہ پکڑاؤ۔ چنانچہ زخم کی جگہ پر عمامہ رکھ کر اسی حالت میں نماز فجر ادا فرمائی۔

سلام کے بعد فرمایا: اے لوگو: یہ حملہ تمہارے سامنے ہوا؟ تو حضرت علی المرتضی نے فرمایا: (لا والله ما ندرى من الطاغى من خلق الله، انفسنا تفدى نفسك ودماؤنا تفدى دمك) ترجمہ: اللہ کی قسم، ابھی تک ہمیں معلوم نہیں ہوسکا کہ حملہ کرنے والا کون ہے؟۔ (اے امیر المومنین) ہماری جانیں آپ پر قربان، ہمارا خون آپ پر نثار ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرماتے ہوئے کہا: پتہ کرو کہ حملہ آور

کون تھا اور دوسرے لوگوں کا حال کیا ہے؟ مجھے پتہ کر کے سچ سچ بتاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر عرض کیا: اے امیر المومنین آپ کو بشارت ہو کہ کسی مسلمان نے آپ پر حملہ نہیں کیا بلکہ تمام مسلمان آپ پر جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں۔ آپ پر مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے حملہ کیا ہے۔ جو کہ مجوسی ہے۔ آپ کے علاوہ بارہ آدمی اور بھی زخمی ہوئے ہیں۔ اے امیر المومنین آپ کو جنت کی بشارت ہو۔ فرمایا: اے ابن عباس اس بات سے مجھے کوئی اور ایسا کیوں نہ کہوں: (فواللہ ان کان اسلامك لعزا وان کانت هجرتك لفتحا وان کانت ولا یتك لعدلا ولقد قتلت مظلوما) ترجمہ: اللہ کی قسم: آپ کے اسلام لانے کی وجہ سے اسلام کو عزت ملی۔ آپ کی ہجرت فتح کی علامت ہے، اور آپ کا دورے خلافت عدل وانصاف سے مزین ہے اور آپ کو ظلماً قتل کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کی طرف دیکھ کر فرمایا: (تشهد لی بذلك عند اللہ یوم القیامة) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے تو نے میرے اس معاملہ کی گواہی دینی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ابھی خاموش ہی تھے کہ حضرت علی المرتضی نے فرمایا: (نعم، یا امیر المومنین نشهد لك بذلك عنداللہ یوم القیامة) ۔ ہاں، یا امیر المومنین قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم آپ کی گواہی دیں گے۔

پھر ابن عمر سے کہا: میرا سر زمین پر رکھ دو۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید غشی کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں۔ حضرت ابن عمر خاموش رہے۔ پھر فرمایا: میرے رخسار زمین پر رکھو اس وقت بھی کوئی خیال نہ کیا۔ پھر تیسری بار سختی سے فرمایا۔ میرے رخسار زمین پر رکھ دو۔ پھر ان کو رخسار کے بل زمین پر لٹا دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھی کے بال مٹی سے لگے ہوئے تھے اور آپ رو رہے تھے۔ آپ کی آنکھوں پر مٹی لگی ہوئی تھی اور زبان سے کہہ رہے تھے۔ میں

نے کان لگا کر سنا تو آپ فرمارہے تھے: (یا ویل عمر وویل امه ان لم یتجاوز عنه) عمر کیلئے اور اس کی ماں کے لئے ہلاکت ہوگی اگر اللہ کریم نے ان سے درگزر نہ فرمایا۔ طبقات ابن سعد: ۳۶/۳ بتصرف

26: حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب زخمی کیا گیا تو لوگوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین آپ کوئی شربت پئیں گے فرمایا: (اسقونی نبیذا) مجھے نبیذ پلاؤ۔ کیونکہ نبیذ آپ کو زیادہ پسند تھی۔ نبیذ پلائی تو وہ خون کے ساتھ مل کر زخم کے رستہ باہر نکل آئی۔ کچھ لوگوں نے کہا یہ نبیذ ہے۔ بعض نے کہا یہ خون ہے۔ پھر آپ کو دودھ پیش کیا گیا۔ وہ بھی زخم سے باہر نکلا آیا۔ جب دودھ کی سفیدی دیکھی تو رونے لگے اور پاس بیٹھے لوگ بھی رونے لگے۔ فرمایا: (هذا حين لو ان لی ما طلعت عليه السمش لافتديت به هول المطلع) آخری وقت ہے۔ اگر میرے پاس ہر وہ چیز ہوتی جس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔ یعنی دنیا کے خزانوں کا مالک ہوتا۔ تو میں سارا کچھ عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ دے دیتا۔

لوگوں نے عرض: (وما ابكاك الا هذا؟) آپ کو صرف اسی بات نے رُلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: (اما ابكاني غيره) مجھے صرف اسی خوف نے رُلایا ہے۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (یا امیر المومنین و الله ان كان اسلامك لنصرا وان كانت امارتك لفتحا و الله لقد ملات الارض عدلا ما من اثنين يختصمان اليك الا انتهيا الى قولك) اللہ کی قسم: آپ کا اسلام قبول کرنا اسلام کی نصرت ہے۔ آپ کی امارت فتح کا باعث ہے۔ اللہ کی قسم: آپ نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا ہے۔ اگر کوئی دو فریق آپس میں جھگڑا کرتے تو وہ دونوں آپ کے فیصلے پر راضی ہو کر اپنا جھگڑا ختم کر دیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اٹھا کر بیٹھاؤ۔ آپ کو بیٹھایا گیا۔ تو فرمانے لگے [illegible]

لی بهذا عند الله عزوجل يوم القيامة؟) کیا تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کی میرے لئے گواہی دو گے؟۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (نعم) ہاں، میں اس بات کی گواہی دوں گا۔تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور اس بات کو پسند فرمایا۔

27: ابن سیرین فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شدید زخمی کیا گیا تو لوگوں نے آپ کے گھر کو آنا شروع کر دیا۔آپ نے کسی شخص کو کہا کہ زخم کی کنڈیشن چیک کرو۔اس نے زخم کی حالت دیکھ کر فرمایا۔آپ کے لئے صرف تکلیف اور درد باقی ہے۔ زندگی پوری ہو چکی ہے۔آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ایک آدمی نے کہا۔اللہ کی قسم: مجھے یقین ہے آپ کے جسم کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے فلاں کے بیٹا تیرا علم ابھی تھوڑا ہے اگر میرے پاس زمین کا خزانہ ہوتا تو میں عذاب کی ہولناکی سے بچنے کے لئے فدیہ دیتا۔

28: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(ان غلب على عقلي، فاحفظ عني اثنتين لم استخلف احدا ولم اقض في الكلالة شيئا) ترجمہ: اب میں ہوش میں ہوں مجھ سے دو باتیں لکھ لو۔ا: میں نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔۲: کلالۃ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر پایا ہوں۔ایک روایت میں تیسری بات یہ فرمائی۔میرے سارے غلام آزاد ہیں۔

الطبقات الکبریٰ: ۳۵۲/۳

باب:66

آپ کی وصیت اور رونے سے ممانعت

1- ہم نے آپ کی کچھ وصیتوں کا ذکر پہلے باب میں کیا ہے اور کچھ کا اس باب میں ذکر کریں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک خط دیا اور فرمایا: جب تمام لوگ ایک شخص کو امیر بنانے پر متفق ہوں تو ان کو میرا سلام بھی کہنا اور یہ خط بھی دینا، وہ خط درج ذیل ہے۔

آیت: للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم و اموالهم يبتغون فضلا من الله و رضوانا و ينصرون الله و رسوله اولئك هم الصدقون ۔ الحشر: ۸

ترجمہ: ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی سچے ہیں۔

اور انصار کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا: والذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجرا اليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا و يؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون ۔ الحشر: ۹

ترجمہ: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے، اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے، اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔
ان کے اچھے کاموں کو قبول کرتے ہوئے انکی کوتاہیوں کو نظر انداز کریں۔ سلطنت کے کاموں میں ان سے مشورہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عام لوگوں کے حقوق کے تحفظ کی وصیت کرتا ہوں لوگوں کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالیں اور ان کے دشمنوں سے لڑیں۔

2- جویریہ بن قدامہ فرماتے ہیں کہ میں حج کر کے مدینہ شریف آیا تو اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تھے۔ آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا؛ میں نے خواب میں ایک مرغا دیکھا جس نے مجھے ایک چونچ ماری (اس کی تعبیر یہ تھی کہ آپکو ایک عجمی شخص قتل کرے گا) آپ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک زندہ نہ رہے تھے۔ چنانچہ آپ شدید زخمی ہوئے پہلے صحابہ کرام آپ کی عیادت کیلئے تشریف لائے پھر عام مدینہ والے لوگ آئے۔ پھر اہل شام آئے اس کے بعد عراق والوں کو اجازت ملی۔ تو میں بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زخم پر کپڑا باندھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ سے کوئی وصیت کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: (علیکم بکتاب اللہ فانکم، لن تضلوا ما اتبعتموہ) تم اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔ جب تک تم اس کی اتباع کرتے رہو گے۔ تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ہم نے پھر عرض کی، تو آپ نے فرمایا: (اوصیکم بالمھاجرین فان الناس سیکثرون و یقلون واوصیکم بالانصار فانھم شعب الاسلام الذی لجاالیہ، و اوصیکم بالاعراب، فانھم اصلکم ومادتکم، و اوصیکم باھل ذمتکم، فانھم عھد نبیکم، ورزق عیالکم، قوموا عنیی)

ترجمہ: میں تمہیں مہاجرین کے ساتھ اچھا برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں۔ بے شک لوگ گھٹتے اور زیادہ ہوتے رہیں گے اور انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا

ساتھ بھی نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ لوگ تمہاری اصل بنیادیں ہیں اور ذمیوں کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کی پاسداری تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ان باتوں کے بعد ہمیں اٹھ جانے کا حکم فرمایا۔

3۔عمرو بن میمون فرماتے ہیں جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میں وہاں پر موجود تھا۔ آپ نے زخمی حالت میں فرمایا، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص کو بلاؤ۔ وہ سب حضرات تشریف لائے۔ ان لوگوں میں سے سوائے حضرت علی اور عثمان غنی کے اور کسی سے بات نہیں فرمائی۔ فرمایا: (یا علی لعل ھولاء القوم یعرفون لك حقك، و قرابتك من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صھرك، وما آتاك اللہ من الفقہ فالعلم، فان ولیت ھذا الامر فاتق اللہ فیہ)

ترجمہ: اے علی: ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ آپ کے حق کو پہچانے اور رسول پاک کی قرابت اور رشتہ دامادی اور جو اللہ پاک نے آپ کو فقاہت اور علم عطا فرمایا ہے اس کا خیال کرتے ہوئے تجھے مسند خلافت کی ذمہ داری سونپیں۔ اگر آپ نے یہ ذمہ داری قبول کر لی تو خوف خدا کو مدنظر رکھنا۔

پھر حضرت عثمان کو فرمایا: (یا عثمان علّ ھولاء القوم ان یعرفوا لك صھرك من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنك وشرفك فان ولیت ھذا الامر فاتق اللہ)

ترجمہ: اے عثمان، ہوسکتا ہے لوگ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرے رشتہ دامادی اور عمر کی بزرگی اور شرافت کا خیال کرتے ہوئے تجھے مسند خلافت کی ذمہ داری سونپیں۔ اگر آپ نے ذمہ داری قبول فرمالی تو معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔

پھر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو بلا کر وصیت فرمائی: (صلی بالناس ثلاثا) تم لوگوں کو نماز پڑھایا کرو یہ بات تین بار فرمائی۔

پھر فرمایا یہ لوگ الگ ہو کر ایک کمرے میں خلافت کا معاملہ حل کریں۔ جب یہ

لوگ کسی ایک پر متفق ہو جائیں۔ تو مخالفت کرنے والے کی گردن تن سے جدا کر دیں۔ یہ لوگ وہاں سے اٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتے تو اچھا ہوتا وہ صحیح طریقے سے امور خلافت کو سرانجام دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: (ما یمنعك یا امیر المومنین؟) اے امیر المومنین (خلیفہ مقرر) کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ فرمایا: (اکرہ ان احملها حیاو میتا) میں زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اس کا بوجھ اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ (طبقات الکبریٰ: ۳/۳۴۳)

3- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو جو ام المومنین بھی ہیں) ان کے لئے مال کی وصیت فرمائی اور ساتھ فرمایا اگر حفصہ کا وصال ہو گیا تو یہ مال آل عمر کے اکابرین کے لئے ہوگا۔

ابن سعد فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کے عمال کو ایک سال کام کرنے دیا جائے۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک سال تک ان کو مقرر رہنے دیا۔

5- امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا تھا کہ میرے مقرر کردہ عمال کو ایک سال تک تبدیل نہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی عمال کو چار سال تک تبدیل نہیں کیا۔

6- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی: (اذا وضعتنی فالق خدی الی الارض حتی لا یکون بینی و بین الارض شیئی) جب مجھے قبر میں اتارو تو میرے رخسار کو زمین پر رکھنا، رخسار اور زمین کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔

7- مقدام بن معدیکرب کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت

قریب تھا۔ تو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائی تو فرمانے لگیں: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی رشتہ دار (حضور کی نواسی ام کلثوم بنت علی حضرت عمر کی بیوی تھی اس کی طرف اشارہ تھا) اے امیر المومنین، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھا دو کیونکہ میں یہ باتیں سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت عبداللہ نے آپ کو اپنے سینے کے سہارے بیٹھایا تو آپ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: (انی احرج علیک، بما لی علیک من الحق، ان تندبینی بعد مجلسک هٰذا، فاما عینک بما املکها، انه لیس من میت یندب بما لیس فیه، الا لملئکة تمقته) ترجمہ: بے شک مجھے تیری وجہ سے پریشانی ہوگی اس لئے کہ جو میرا حق تیرے اوپر ہے اس کا خیال کرتے ہوئے یہاں سے اٹھنے کے بعد آہ زاری نہ کرنا جہاں تک آنکھوں سے آنسوؤں کے نکلنے کا تعلق ہے، اس کو روکا نہیں جا سکتا، اس سے میت کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور جس رونے میں میت کے اوصاف بیان کیے جائیں اس سے فرشتہ نفرت کرتے ہیں۔

8- ابن سیرین نے کہا کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: (واعمراه، واخاه، من لنا بعدك) اے عمر، اے بھائی تیرے بعد ہمارا کون نگہبان ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مه یا اخی، اما شعرت انه من یعول علیه یعذب) ٹھہرو، میرے بھائی: تم شعور نہیں رکھتے جس پر رویا جائے اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔

باب:67

موت کے وقت عاجزی اختیار کرنا

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اس وقت آپ کا سر میری گود میں تھا۔ آپ نے فرمایا: (ضع راسی علی الارض) میرا سر زمین پر رکھو۔ میں نے عرض کیا۔ آپ زمین پر ہیں یا میری گود میں؟ پھر آپ نے فرمایا: (ضعه علی الارض، فوضعته علی الارض) میرے سر کو زمین پر رکھو تو میں نے اسے زمین پر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا (ویلی وویل امی ان لم یرحمنی ربی) اگر میرے رب تعالیٰ نے مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میری اور میری ماں کی ہلاکت۔

نوٹ: اسی مضمون کے ساتھ یہ روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے آخری کلمات یہ تھے: (ویلی وویل امی ان لم یغفر الله لی) اگر اللہ تعالیٰ نے نہ بخشا تو میری اور میری ماں کی ہلاکت۔

باب:68

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی اور مدت خلافت

محمد بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری بروز بدھ کو زخمی کیا گیا۔

۲۴ھ بروز ہفتہ کے دن یکم محرم کی چاندرات کو سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا دورے خلافت دس سال پانچ ماہ اور اکیس دن ہے۔ بعض نے کہا: دس سال چھ ماہ اور چار دن ہے۔ آپکی عمر مبارک کے متعلق مختلف اقوال ہیں ان میں آٹھ اقوال درجہ ذیل ہیں۔

ا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ ۲: ابن عباس کے قول کے مطابق ۶۶ سال عمر پائی۔ ۳: ابن عمر وزہری نے کہا ۶۵ سال عمر تھی۔ ۴: ایک قول کے مطابق ۵۵ سال۔ ۵: ۵۶ سال۔ ۶: ۵۷ سال۔ ۷: ۵۹ سال۔ یہ تین اقوال حضرت نافع سے مروی ہیں۔ ۸: قتادہ نے کہا: ۶۱ سال عمر پائی۔

باب:69

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے غسل اور تدفین کا بیان

1- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد ہی غسل دیا گیا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑی گئی۔

3- ابن سعد نے کہا کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی۔؟ کہا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے۔ فرمایا۔ کتنی تکبیریں تھیں۔ کہا: چار تکبیریں۔ پھر پوچھا: نماز کہاں پڑھائی۔ عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور روضہ انور کے درمیان والی جگہ یعنی ریاض الجنۃ میں پڑھائی گئی۔

3- ابن میسب کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے غور کیا کہ کون نماز جنازہ پڑھائے گا۔ پھر غور وفکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو فرض نماز پڑھانے کے لئے حکم کرتے تھے۔ پھر فیصلہ کیا کہ ان کی نماز بھی وہی پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارنے کے لئے عثمان، سعید، زید بن عمرو، صہیب اور عبداللہ رضی اللہ عنہم اترے تھے۔

5- ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے اوپر کی دیوار گر گئی۔ جب اس کو ٹھیک کرنے کے لئے کھدائی کی گئی تو ایک پاؤں ظاہر ہوا لوگ گھبرا گئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک نہ ہو اور کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو پہچاننے والا ہو۔ بآلاخر عروہ نے کہا: (لا و اللہ مـا هـی قـدم الـنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما هی الا قدم عمر) اللہ کی قسم: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے بلکہ یہ قدم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

طبقات ابن سعد: ج ۳ ص ۳۶۸

باب:70

آپ کی شہادت پر اسلام کا رونا

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قال لی جبریل علیه السلام لیبك الاسلام علی موت عمر) ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر اسلام روئے گا۔

باب:71

آپ کی وفات پر اسلام کی گریہ وزاری

1-احنف بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوے سنا: قریش لوگوں کے سردار ہیں۔ان میں سے جو بھی دروازے پر آے گا اس کے ساتھ لوگوں کی ایک جماعت ہوگی؛ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا ؛تو آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو فرمایا: لوگوں کو نماز پڑھیں اور تین دن کھانا کھلائیں حتیٰ کہ لوگ ایک شخص کی (خلافت) پر متفق ہو جائیں؛ جب دستر خوان لگایا گیا تو لوگ کھانے سے (صدمے کی وجہ سے) رک گئے؛ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ لوگو: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پردہ فرمایا تو ھم نے کھانا پینا نہیں چھوڑا اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو ھم نے کھانا نہیں چھوڑا کیونکہ کھانے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ؛حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کھانے کی طرف ھاتھ بڑھایا تو لوگوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔

2-محمد بن صباح نے بیان کیا کہ میں نے جریر سے سنا انہوں نے اپنے دادا سے سنا: جب ھمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شھادت کی خبر پہنچی تو لوگوں نے کہا:(ان القیامة قد قامت) ترجمہ: بے شک قیامت قائم ہوگئی۔

باب:72

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جنوں کے نوحہ کا بیان

نوٹ: باب نمبر 63 میں جنوں کے نوحہ کا بیان گزر چکا ہے۔

باب:73

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حیاء کرنا

1- ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں روضہ انور پر حاضر ہوتی تو اپنی چادر کا خیال نہ کرتی اور کہتی یہ میرے شوہر کا مزار ہے اور ساتھ یہ میرے باپ کا مزار ہے؛ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے ساتھ دفن کیے گئے (: فو اللہ ما دخلتہ الا و مشدودة علی ثیابی ؛ حیاء من عمر) اللہ کی قسم: میں وہاں بغیر کپڑے کے داخل نہیں ہوتی تھی حضرت عمر سے حیاء کی وجہ سے؛

2- حضرت عمرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اکثر اپنا دوپٹہ اتار الگ رکھ دیتی؛ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن کئے گئے تو میں ہمیشہ اپنے آپ کو چادر میں لپیٹ کر رکھتی؛ حتیٰ کہ میرے گھر اور مزارات کے درمیان دیوار بنا دی گئی پس اس کے بعد میں علیحدگی اختیار کر لی۔

باب:74

آپ رضی اللہ عنہ کے خواب کا بیان

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے میری طرف نظر نہیں فرمائی: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ما شانی) ؟ میرا کیا قصور ہے؟ آپ نے فرمایا: (ألست الذی یقبل وھو صائم؟) کیا تو روزہ کی حالت میں بوسہ نہیں لیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: (والذی بعثك بالحق لا اقبل و انا صائم): اس ذات کی قسم؛ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: میں روزہ کی حالت میں بوسہ نہیں لوں گا؛

2- محمد بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ فرمایا: اے لوگو: میں نے ایک خواب دیکھا ہے جو موت کی نزدیکی کے لیے ہے۔ میں نے دیکھا ایک مرغ نے مجھے دو چونچیں ماریں؛

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں؛ آپ نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ (أنه یقتلنی رجل من الاعاجم) مجھے عجمیوں میں سے ایک شخص قتل کرے گا۔ طبقات ابن سعد؛ ۳۳۵:۳

باب:75

ان خوابوں کا بیان جو آپ کے متعلق دیکھے گئے

1-عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یمن میں ایک جواب دیکھا؛ جب وہ مدینہ منورہ تشریف لائے؛ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ خواب بیان کیا؛ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ خواب سن لیا؛ تو فرمایا؛ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔تو عوف کو بلا کر پوچھا: کیا تو نے جھوٹ نہیں بولا؟ عرض کیا؛ نہیں؛ میں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتا ہوں؛ فرمایا: مجھے وہ خواب سناؤ؛ میں نے خواب سنایا؛ کہ میں نے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔آپ لوگوں او نچے ہیں اوران پر جھک کر چل رہے ہیں؛ میں نے کہا؛ (ما ذاك)؟ ایسا کیوں ہے؟ کہا گیا؛ وہ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے؛ یہ امیر المؤمنین ہیں؛ یہ شھادت کی موت پائیں گے؛ جب خواب سنا تو کہنے لگے: میرے لیے شھادت کیسے ہوگی؛ میں تو عرب میں رہتا ہوں؛ اس درمیان تو روم؛ فارس؛ شام؛ اور عراق کی سلطنت ہے؛ عرض کیا؛ اللہ پاک جسطرح چاہے گا تجھے شہادت دے گا۔

2-عوف بن مالک اشجعی فرماتے ہیں؛ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورے خلافت میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی لٹکائی گئی؛ لوگ اس کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین ہاتھ سب سے آگے بڑھ ہوئے ہیں؛ میں نے کہا: (ما ذاك؟) یہ ایسا کیوں ہے؟ کہنے لگے؛ وہ زمین میں اللہ

نہیں کرتے۔ وہ شہادت کی موت پائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر خواب بیان کیا۔ فرمایا۔ بیٹا جاؤ ابو حفص (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو بلا کر لاؤ۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ۔تو مجھ سے فرمایا: اے عوف، اپنا خواب بیان کرو۔ جب خواب بیان کرتے ہوئے۔ میں لفظ خلیفہ پر پہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ کیا یہ سب کچھ خواب دیکھنے والے نے دیکھا ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سارا خواب بیان کرو تو میں سارا خواب بیان کر دیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو میں اسوقت جابیہ کے مقام پر تھا؟ مجھے بلایا گیا۔ جب میں آیا تو آپ خطبہ دے رہے تھے۔ مجھے اپنے پاس بیٹھایا۔ خطبہ سے فارغ ہو کر مجھ سے فرمایا: اپنا خواب بیان کرو؛ میں نے عرض کیا؛ آپ نے تو مجھے اس بات پر جھڑکا نہیں تھا؟ فرمایا ارے بھائی کوئی بات نہیں؛ خواب بیان کرو ؛ جب خواب بیان کیا تو فرمانے لگے: خلافت کی تعبیر تو پوری ہو گئی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں؛ اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں اللہ پاک کے معاملے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا ؛ باقی رہا قتل ہونا اور شہید ہونا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ

میں عرب کے جزیرے میں ہوں۔ اس کے باوجود میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ مجھے چونچ مار رہا ہے اور میں اس کو منع نہیں کر سکا

3: اعمش فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا تھا؛ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے بھی انہیں اس عہدے پر قائم رکھا۔ ایک سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کو گئے ہوئے تھے۔ تو مکہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی دیکھا ان کے ساتھ بہت سارے غلام اور خدام ہیں: فرمایا (یا ابا عبد الرحمٰن لمن هولاء الوصفاء)؟ اے ابوعبدالرحمٰن یہ غلام کس کے ہیں؟ عرض کیا؛ میرے ہیں؛ فرمایا (من این لك) یہ

[illegible]

بطور ہدیہ دیئے ہیں؛ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔(اطعنی وارسلھم الی ابی بکر،فان طیبھم لک فھم لک) میری مانو،توان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو۔اگر وہ تمہیں واپس کردیں تو یہ تیرے لیے حلال ہیں۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛اس معالے میں میں تیری بات ہرگز نہیں مانوں گا۔کہ لوگ مجھے ہدیہ دیں اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دوں؟رات گزار کر صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے:اے ابن خطاب تیری بات مانے بغیر کام نہیں چلتا۔کیونکہ میں نے رات خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دوزخ کی طرف کھینچا جارہا ہے اور آپ میرا تہبند پیچھے سے پکڑ کر بچا رہے ہیں۔میں ان کو لیکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جارہا ہوں فرمایا آپ ان کے حقدار ہیں.جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پیش کیا. آپ نے کہا؛یہ سب تیرے لیے ہیں.میں ان کو لیکر اپنے گھر آیا۔جب نماز پڑھنے لگا تو سارے غلام میرے ساتھ صف بنا کر نماز کیلئے کھڑے ہوگئے۔نماز سے فارغ ہوکر ان سے فرمانے لگے:(لمن تصلون؟) تم کس کے لئے نماز پڑھتے ہو؟۔انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کیلیئے۔فرمانے لگے:تم اللہ کے لئے آزاد ہو۔

3-یحیٰی بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہمسایا رہا ہوں؛میں نے آپ سے بہتر کسی کو نہیں پایا؛آپ کی رات نماز اور دن روزے میں اور لوگوں کی خدمت میں گزرتا؛جب آپ کا وصال ہوا تو میں نے اللہ پاک سے دعا کی کہ مجھے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت ہو؛میری دعا قبول ہوئی تو میں نے خواب دیکھا کہ آپ مدینہ کے بازار کی طرف سے سر پر چادر رکھے ہوئے آرہے ہیں؛میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا ؛میں نے عرض کیا؛(کیف انت؟) کیسے ہو؟فرمایا:(بخیر)اچھا ہوں؛میں نے عرض کیا؛(ما وجدت لہ؟) کیسا پایا؟فرمایا:(الآن حین فرغت من الحساب ؛ولقد کاد عرشی یھودی ؛لو لا انی وجدت ربا رحیما) ابھی میں حساب سے

فارغ ہوا ہوں؛ میرا تخت قریب تھا کہ وہ مجھے لیکر گر جاتا اگر رب تعالیٰ کا رحم وکرم شامل نہ ہوتا۔

5- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دوست تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھنے کی دعا کی۔ ایک سال بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خواب ملے۔ تو دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ ان سے پوچھا کیا ہوا؟ فرمانے لگے کہ
ابھی حساب وکتاب سے فارغ ہو کر آ رہا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم شامل حال نہ ہوتا تو میں گرنے والا تھا۔

6- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میری بڑی خواہش تھی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھوں۔ چنانچہ میں نے ایک دن خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا محل ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا۔ یہ محل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اتنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے باہر تشریف لے آئے۔ اور تازہ غسل کر کے سر کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا؟ فرمانے لگے: اچھا سلوک ہوا ہے اگر رب عزوجل کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو میرا تخت گرنے والا تھا۔ میں نے پوچھا: آپ کو دنیا سے جدا ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ فرمایا۔ بارہ سال ہوئے ہیں اور میں ابھی حساب سے فارغ ہوا ہوں۔

باب:76

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ازواج اور اولاد کا بیان

1- محمد بن سعد نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے۔ عبد اللہ اور عبد الرحمٰن اور ایک بیٹی حضرت حفصہ یہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب بن حذافہ بن جمح کے بطن سے پیدا ہوئے۔

2- زید اکبر (یہ لا ولد تھے) اور رقیہ، ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب تھی جو حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھی۔

3- زید اصغر اور عبید اللہ جو جنگ صفین میں شہید ہوئے ان کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت جرول بن مالک بن میتب بن اضرم تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اس بیوی سے جدائی ہوئی تھی۔

4- عاصم بن عمر اس کی ماں جمیلہ بنت عاصم بن ابی اقلح تھی. یہ جمیلہ ثابت کی بہن تھی.

5- عبد الرحمٰن اوسط اسے ابوالمجبر بھی کہا جاتا تھا؛ اس کی ماں کا نام لھیتہ تھا. جو حضرت عمر کی ام ولد تھی۔

6- عبد الرحمٰن اصغران کی والدہ کا نام فکیھتہ تھا یہ بھی ام ولد تھی۔

7- فاطمہ انکی والدہ کا نام ام حکیم بنت حارث بن ھمام تھا۔

8- زینب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے چھوٹی بچی تھی. ان کی والدہ کا نام فکیھہ تھا۔ جو کہ ام ولد تھیں۔

9- عیاض بن عمر اس کی والدہ کا نام عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھا۔

زبیر بن بکار نے کہا کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اوسط کی کنیت ابوشحمہ تھی۔

نوٹ: حضرت عمر کی کل اولاد چودہ تھی، جن میں سے نو (9) بیٹے اور چار (4) بیٹیاں تھیں۔ ازواج کی تعداد بھی نو (9) تھیں۔ جن میں سے چھ (6) منکوحہ اور تین (3) ام ولد تھیں۔

2- زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ام کلثوم کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو حضرت علی المرتضی نے فرمایا۔ (انها صغيرة) وہ ابھی چھوٹی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (جهزها يا ابا الحسن فانني ارصد من كرامتها ما لا يرصد احد) اے ابوالحسن اس کا نکاح کر دیں۔ بے شک اس کی عزت وکرامت کا مجھ سے بڑھ کر کوئی خیال نہیں رکھ سکتا۔ حضرت علی المرتضی نے فرمایا۔ (انا ابعثها اليك ؛ فان رضيتها زوجتكها) میں اسے تیرے پاس بھیجتا ہوں۔ اگر تو راضی ہو تو تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ایک چادر دیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ فرمایا: بیٹی ان سے کہنا، یہ چادر ہے۔ جس کا تذکرہ میں نے کیا تھا۔ وہ چادر لیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا۔ یہ چادر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (قولي له قد رضيته ؛ رضي الله عنك) تو ان سے جا کر کہہ دینا، میں راضی ہوں، اللہ ان سے راضی ہو۔ اس نے آکر سب معاملے کی خبر اپنے باپ حضرت علی المرتضی کو دی۔ آپ نے فرمایا: (مهلا يا بنية فانه زوجك) اے بیٹی ذرا ٹھہریئے۔ بے شک وہ آپ کا شوہر ہے یعنی حضرت علی المرتضی نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد مہاجرین صحابہ کی مجلس میں آئے اور فرمانے لگے:

(رفئوني ؛ رفئوني) مجھے مبارک دو؛ مجھے مبارک دو۔

لوگوں نے عرض کیا: (بماذا يا امير المومنين؟) اے امیرالمومنین کس خوشی

کلثوم بنت ابی طالب رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکاح کیا ہے، اور میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: (کل نسب وسبب و صهر منقطع يوم القيامة ؛ الا نسبي و سببي و صهري و كان لي به السبب والنسب فاردت ان اجمع اليه الصهر) قیامت کے دن تمام رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سوائے میرے نسب اور تعلق اور سسرالی رشتے کے۔ اب میرا حضور کے ساتھ نسب؛ سبب اور سسرالی رشتہ بھی قائم ہو گیا ہے۔ تمام مہاجرین صحابہ نے مبارک دی۔ حضرت ام کلثوم کے بطن سے حضرت زید اور حضرت رقیہ پیدا ہوئے۔

نوٹ: یہی روایت محمد بن عمر سے امام ابن جوزی نے بھی روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح کیا تھا۔

3- بشیر بن عبید اللہ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر کی ایک بیوی کا نام عاصیہ تھا۔ رسول پاک نے نام بدل کر جمیلہ رکھا تھا۔ حضرت عمر انکے ساتھ بہت پیار کرتے تھے۔ (فكان اذا خرج الى الصلاة مشت معه من فراشها الى الباب ؛ فاذا اراد الخروج قبلته ثم مضى ورجعت الى فراشها) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز کیلئے چلتے تو وہ دروازے تک آپ کے ساتھ چلتی اور تقبیل (بوسہ) کر کے رخصت کرتیں پھر واپس اپنی جگہ پر آجاتیں۔ طبقات ابن سعد: ج۳، صفحہ ۲۲۶

3- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ آپ لوگوں کو جس کام سے منع فرماتے تھے تو اپنے گھر والوں کو بھی اکٹھے کر کے ان سے فرماتے: (انى قد نهيت الناس عن كذا و كذاو ان الناس ينظرون اليكم، كما ينظر الطير الى اللحم) ترجمۃ: میں نے لوگوں کو فلاں فلاں کاموں سے منع کیا ہے، اور لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھیں گے

جس طرح پرندہ گوشت کی طرف دیکھتا ہے۔ اگر تم اس کام سے باز رہے تو لوگ بھی باز رہیں گے۔ اگر تم باز آ گئے تو لوگ بھی اس سے پرہیز کریں گے۔ اللہ کی قسم: آپ
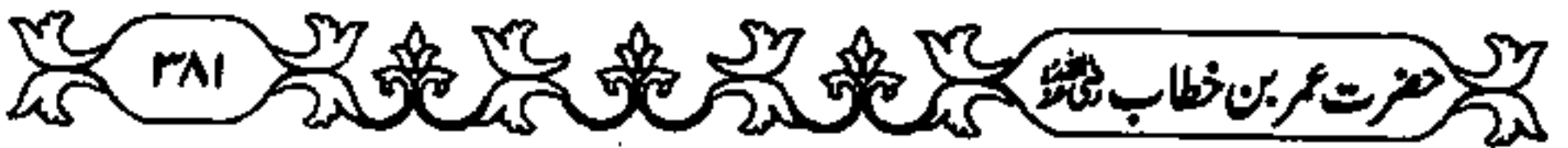
میں سے جس بندہ نے بھی وہ کام کیا جس سے میں نے لوگوں کو منع کیا ہے۔ تو اس کو میں زیادہ سزا دوں گا۔ اب تمہاری مرضی ہے۔

عقد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر مزید حوالہ جات

1۔ حضرت سید علی بن عثمان المعروف داتا علی ہجویری لاہوری نقل فرماتے ہیں

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت ام کلثوم دختر فاطمۃ الزہرا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح ان کے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو دیا اور ان سے درخواست کی حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: وہ تو بہت کم عمر ہیں اور آپ بہت بزرگ ہیں۔ میری تو نیت یہ تھی کہ اسے اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہلوایا کہ اے ابوالحسن: بڑی عمر کی عورتیں تو جہان میں بہت ہیں۔ میری مراد، ام کلثوم سے دفع شہوت نہیں ہے، بلکہ اثبات نسل ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ: (کل نسب و حسب ینقطع بالموت الا نسبی و حسبی) مرنے کے بعد ہی حسب ونسب منقطع ہو جاتا ہے مگر میرا حسب ونسب باقی رہتا ہے ایک روایت میں ہے کہ ہر نسب وحسب منقطع ہو جاتا ہے مگر میرا حسب ونسب باقی رہتا ہے۔ اس وقت حسب تو مجھے حاصل ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ نسب بھی حاصل ہو جائے تا کہ دونوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں مضبوط ہو جاؤں۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کو آپ کے نکاح میں دیدیا اور ان سے حضرت زید رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

۱: کشف المحجوب از ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری: ۷۰۲ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

۲: ریاض النضرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ از علامہ محب طبری

الی علی ؛فقال انما حبست بناتی علی بنی جعفر،فقال زوجنیها، فواللہ ما علی ظهر الارض رجل یرصد من کرامتها ما ارصد،قال:قد فعلت،فجاء عمر الی المهاجرین،فقال: رفئونی،فرفئوہ ؛فقالوا: بمن تزوجت؟ قال بنت علی

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں

۱ : الاصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر عسقلانی: ۸: ۴۶۵

۲ : الحاکم للمستدرك: ۸: ۱۴۲

۳: ابن سعد: ۱ : ۳۴۰

۴: المجمع: ۱۰ : ۱۷

۵ : کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۹۱۵، ۳۷۵۸۷

نوٹ: یہ تحقیق عادل احمد عبدالموجود و علی محمدمعوض .دار الکتبہ العلمیۃ،بیروت الطبعہ الاولی: ۱٤۱۵ھ

3-حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ان سے حضرت زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور حضرت عون رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ان کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔ان کے ہاں انتقال فرما گئیں۔

النبی الاطہر مترجم: صفحہ ۸۳ از امام عبدالرحمن ابن جوزی مکتبہ مجددیہ سلطانیہ ملك پلازہ دینہ،جہلم

اہل تشیعہ کی کتب سے حوالہ جات

1 روی عمر تزوج ام کلثوم بنت علی علیہ السلام فاصدقها

اربعین الف درہم

ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضی کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم سے شادی کی تو چالیس ہزار درہم حق مہر مقرر کیا تھا

المبسوط جلد ۴ ص ۲۷۲ کتاب الصداق۔ مطبوعہ تہران طبع جدید از شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی ۴۶۰ھ

2 فی طبقات ابن سعد الکبیر ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب و امها فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجها عمر بن الخطاب وهی جاریة لم تبلغ فلم تزل عنده الی ان قتل وولدت له زید بن عمر ورقیة بنت عمر"

ترجمہ: طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ ام کلثوم بنت علی المرتضی جن کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو شادی کے وقت یہ نابالغہ تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں یہ آپ کی شہادت تک رہیں اور ان کے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو بچے پیدا ہوئے ایک کا نام زید بن عمر اور دوسرے کا نام رقیہ بنت عمر تھا۔

اعیان الشیعة جلد ۳ ص ۴۸۵ تذکرہ ام کلثوم الکبریٰ از الامام السید محسن الامین

3 عن عیسی بن عبداللہ الهاشمی قال خطب عمر بن الخطاب وذالك قبل ان یتزوج ام کلثوم بیومین فقال ایها الناس لا تغالوا بصدقات النساء فانه لو کان الفضل فیها لکان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یفعله کان بینکم علیه

السلام یصدق المواداة من نسائه المحشوه وفر النش اللطیف والخاتم والقدح الکثیف وما اشبه ثم نزل عن المنبر فما اقام الا یومین او ثلاثة حتی ارسل فی صداق بنت علی باربعین الفا"

ترجمہ: عیسیٰ بن عبداللہ ھاشمی روایت کرتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے سے دو یا تین دن پہلے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو: عورتوں سے حق مہر میں بہت آگے مت جاؤ۔ کیونکہ اگر حق مہر زیادہ باندھنا کوئی فضیلت کی بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کیا تم سب جانتے ہو۔ کہ آپ نے اپنی بیویوں کو حق مہر بستر، طاف انگوٹھی اور بڑا پیالہ دیا ہے۔ یہ خطبہ دے کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر سے اترے۔ اس کے دو یا تین دن بعد جب انہوں نے حضرت ام کلثوم بنت علی المرتضی سے شادی کی تو حق مہر میں چالیس ہزار درہم مقرر کر کے ان کو ادا کر دیا۔

وسائل الشیعه: ۱۵/ ۲۰ كتاب النكاح باب زياد مهر مطبوعه تهران طبع جديد از محمد بن حسن الحر العاملى ۱۱۰۴ھ

باب: 77

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو مارنا

1- اسامہ بن اسلم اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ فرمانے لگے: (فترحم علیہ) اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے۔ پھر فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھنے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ خواہ وہ بیٹا ہو یا باپ۔ ایک دن میں مصر میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے حضرت عبداللہ اور عبدالرحمٰن جہاد کے لیے مصر میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: (این نزلا) وہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کہنے لگا کہ مصر کی فلاں جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ مجھے پریشانی یہ تھی کہ چند دن پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا تھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے گھر والوں میں سے جو شخص تیرے پاس آئے تو اس کے ساتھ عام لوگوں کی طرح سلوک کرنا۔ اگر اس کے خلاف کرو گے تو اس کا انجام خود دیکھو گے۔

میں ان کی خدمت کرنا چاہتا بھی تھا' لیکن خط کی وجہ سے ڈر بھی رہا تھا۔ اسی دوران کسی نے دروازے پر دستک دی اور ایک شخص نے آ کر کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمر اور ابوسروعہ دروازے پر کھڑے ہیں، اور آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اندر آنے کی اجازت دی وہ اندر داخل ہوئے لیکن گھبرائے ہوئے تھے، اور کہنے

لگے: (اقم علینا حد اللہ فانا قد اصبنا البارحۃ شرابا فسکرنا) ہم پر اللہ کی حد نافذ فرمائیے۔ ہم نے رات کو شراب پی کر نشہ میں گزاری ہے۔

میں نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور ٹال مٹول سے کام لینے لگا۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا: (ان لم تفعل اخبرت ابی اذا قدمت) اگر آپ نے حد نہ لگائی تو میں جب مدینہ منورہ جاؤں گا۔ تو اپنے والد کو ضرور بتاؤں گا۔ فوراً میرے خیال میں آیا۔ کہ اگر اس حد کو نافذ نہ کیا تو امیر المومنین: ناراض ہوں گے اور مجھے اس عہدے سے معزول بھی کر دیں گے۔ اسی کش مکش میں تھا ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا۔ تو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے: (فقمت الیہ فرحبت) تو میں نے کر اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور اپنی جگہ پر بٹھانے کی کوشش کی مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے والد محترم نے ضروری کام کے علاوہ آپ کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ میں ایک نہایت ضروری کام کے سلسلہ میں آیا ہوں وہ کام یہ ہے کہ میرا بھائی عبدالرحمٰن لوگوں کے سر منڈوانا یعنی ٹنڈ کروانا پسند نہیں کرتا۔ باقی رہا حد کا معاملہ وہ آپ جہاں چاہیں نافذ کر دیں۔ یعنی حد کے ساتھ ساتھ تعزیراً ٹنڈ کروانا بھی تھی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے گھر کے صحن میں لے جا کر حد لگوائی اور عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو گھر کے ایک کونے میں لے جا کر ان کی ٹنڈ کی اور ابوسروعہ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ میں نے اس کیس کے متعلق امیر المومنین کو کوئی خط نہیں لکھا تھا۔ مگر چند لمحات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک خط موصول ہوا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی جانب سے عاص بن عاص کے نام میرا پیغام: اے ابن العاص: مجھے تیری جرات مندی اور میرے حکم کو نہ ماننے پر حیرانگی ہوئی ہے. میں نے بہت سارے بدری صحابہ کو چھوڑ کر تجھے اس منصب پر فائز کیا تھا۔ تم نے میرے حکم کا کوئی خیال نہ کیا۔ تم یہ کوئی اچھا کام نہیں

کیا۔ میرا دل کرتا ہے کہ تجھے اس عہدے سے معزول کر دوں۔ کیونکہ تو نے عبدالرحمٰن بن عمر کو گھر کے اندر حد کیوں لگائی؟۔ حالانکہ تجھے معلوم تھا۔ یہ میرے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ عبدالرحمٰن بن عمر کی حیثیت عام کی آدمی کی طرح تھی۔ مگر تو نے اس کے ساتھ رعایت کی اور امیر المومنین کا بیٹا سمجھ کے اس کے ساتھ نرمی کی۔ تم اس بات کو جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے لازم کردہ احکام میں کسی کی کوئی رعایت نہیں کرتا۔ جب یہ خط موصول ہو تو عبدالرحمٰن کے گلے میں یہ ہار پہنا کر اونٹ پر سوار کرا کر میری طرف روانہ کر دو تا کہ وہ اپنے کیے کی سزا پا سکے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس کو اس کے والد کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ کی جانب روانہ کر دیا۔ اور ابن عمر کو اس کے والد کا خط بھی پڑھایا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معذرت کا خط لکھا کہ میں نے اس کو اپنے گھر کے صحن میں حد لگوائی۔ اللہ کی قسم: میں ذمیوں اور مسلمانوں کو بھی اپنے گھر کے صحن میں حد لگواتا ہوں۔ میں اس خط کو عبداللہ بن عمر کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ جب وہ اس کو لیکر امیر المومنین کے پاس پہنچے تو اس کو دیکھ کر فرمایا: اے عبدالرحمٰن: تو نے یہ کیا کرتوت کیا ہے؟ اس کے بعد کوڑے سے مارنے لگے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: اے امیر المومنین۔ اس کو حد لگ چکی ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور اس کو مارتے رہے۔ اور عبدالرحمٰن مسلسل چیختا چلاتا رہا اور کہتا رہا کہ اے ابا میں بیمار ہوں۔ میں مر جاؤں گا۔ آپ مجھے قتل کر رہے ہیں۔ اس کو سزا دینے کے بعد قید کر دیا پھر وہ بیمار ہو گیا اور اسی مرض میں انتقال کر گئے۔

اسی طرح کا مضمون حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کیا ہے۔ اس میں صرف اس بات کا اضافہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کوڑے لگانے کے ایک ماہ بعد عبدالرحمٰن کا انتقال ہو گیا تھا، اور لوگوں نے یہ خیال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کوڑے لگانے سے ہوا ہے۔

نوٹ: صاحب کتاب امام عبدالرحمٰن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ گمان نہ کرے کہ انہوں نے شراب پی تھی۔ بلکہ انہوں نے نبیذ پیا تھا، یہ سمجھ کر کہ ہوسکتا ہے کہ یہ نشہ آور نہ ہو۔ اسی طرح حضرت ابوسروعہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبیذ ہی پیا تھا، اور حضرت ابوسروعہ رضی اللہ عنہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔ جب انہوں نے نبیذ پیا تو وہ نشہ کی حد کو پہنچ گیا۔ تو انہوں نے اپنے آپ کو اس گناہ سے پاک کرنے کے لئے خود کو حد لگوانے کے لئے پیش کر دیا۔ حالانکہ صرف اس پر ندامت اور شرمندگی ہی کافی تھی۔ مگر انہوں نے اس کو کافی نہ سمجھا اور حد کے ذریعے سے اپنی تطہیر کروانے کی خواہش ظاہر کی۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کوڑے لگوائے۔ وہ سزا اور حد کے طور پر نہیں تھے۔ کیونکہ حد میں تکرار نہیں ہوتا۔ یہ صرف غضباً اور تادیباً تھا۔

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ ان کے ایک بیٹے نے اپنے گھر کی دیواروں کو پردوں سے ڈھانپ دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (واللہ لئن کان کذلک لاحرقن بیتہ) اللہ کی قسم: اگر حقیقتاً ایسا ہی ہوا تو میں اس گھر کو جلا دوں گا۔

باب:78

لوگوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرنا

نوٹ: اس باب میں ان عظیم شخصیات کا ذکر ہوگا جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے تعریفی کلمات کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

1۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اس بات کا بیان پہلے گزر چکا ہے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا اعلان کیا تھا تو کچھ لوگوں نے آپ سے کہا تھا: (ماتقول لربك وقد وليت علينا عمر) ترجمہ: آپ عمر کو ہم پر خلیفہ بنا کر اللہ عزوجل کو کیا جواب دیں گے؟۔آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں عرض کروں گا: (وليت عليهم خيرا هلك) ترجمہ: میں نے ان پر تیرے سب سے بہتر بندے کو خلیفہ بنایا ہے۔یہی بات ایک اور بندہ نے بھی کہی تھی: (ما ندرى انت الخليفة ام عمر) ہم نہیں جانتے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔آپ نے فرمایا: (بل هو لو كان قبل) بلکہ وہی خلیفہ ہیں اگر وہ اس کو قبول کریں۔اس طرح کے بہت سے تعریفی کلمات اور بھی ہیں۔

2۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ا: امام ابن سیرین فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جب میرا خط تجھے ملے تو لوگوں کے عطیات دیکر زائد مال زیاد کے ہاتھ میرے پاس بھیج دو۔حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی۔جب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت کی مسند سونپی گئی تو آپ نے بھی حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو اسی طرح کا خط لکھا اور حکم دیا کہ زیاد کے ہاتھ سارا مال دربار خلافت میں بھیج دو۔ جب زیاد نے مال لا کر سامنے رکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے کسی ایک نے سونے کی بنی ہوئی کوئی چیز اٹھائی۔ تو زیاد یہ دیکھ کر رو پڑا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: (ما یبکیك) ترجمہ: تم کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا: جس مال کو لا کر میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے اسی طرح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی رکھا تھا۔ اور ان کے بیٹے نے ایک درہم اٹھایا تھا۔ آپ نے اس سے چھین کر واپس رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جب بچے سے درہم واپس لیا گیا تو وہ رونا شروع ہو گیا تھا۔ اور میں یہاں پر دیکھا کہ آپ کے بیٹے نے چیز اٹھائی لیکن کسی نے اس کو منع نہیں کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ان عمر کان یمنع اهله و اقرباء ہ ابتغاء وجه الله و انی اعطی اهلی و اقربائی ابتغاء وجه الله و لن تلقی مثل عمر) ترجمہ: بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے منع کرتے تھے اور میں اپنے اہل وعیال صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیتا ہوں اور ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں ہو سکتے۔ یہ الفاظ آپ نے تین بار کہے۔

۲: اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں: کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: (الا تکون مثل عمر) آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثل کیوں نہیں ہو سکتے؟ آپ نے فرمایا: (لا استطیع ان اکون مثل لقمان الحکیم) ترجمہ: میں لقمان حکیم کی طرح ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔

3- حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ

ا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تختے پر رکھ کر کفن دیا گیا تو بعد میں لوگ آتے جاتے اور آپ کے لئے دعا کرتے اور نماز

نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔آپ یہ دعا کر رہے تھے۔:(فترحم علی عمر وقال،ماخلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عمله منك،و ایم اللہ ان کنت لاظن،لیجعلك اللہ معهما ای صاحبیك) ترجمہ:عمر پر رحمت ہو اور فرمایا:میں تمہارے اعمال کی طرح عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہوں۔اس سے بہتر کسی چیز کو نہیں بنایا۔اللہ کی قسم؛ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں سے ہی ملائے گا۔کیونکہ میں نے کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:(فذهبت انا و ابوبکر و عمر،ودخلت انا و ابوبکر و عمر و خرجت انا و ابوبکر و عمر،فان کنت لاظن،ان یجعلك اللہ معهما) ترجمہ:میں اور ابوبکر و عمر فلاں جگہ گئے۔میں اور ابوبکر و عمر فلاں جگہ داخل ہوئے۔میں اور ابوبکر و عمر فلاں جگہ سے واپس آئے۔مجھے یقین ہے کہ اللہ پاک آپ کو بھی ان کے ساتھ ملا دے گا۔

نوٹ: یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام بخاری نے عبدان سے اور امام مسلم نے ابوکریب سے روایت کیا ہے۔

۲:ابن مبارک نے جعفر سے روایت کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا تھا:(هذا احب الامة الی ان القی اللہ بمثل صحیفته) ترجمہ:اس امت میں مجھے سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعمال نامہ کی طرح اعمال لیکر ملاقات کروں۔

۳:حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دیکر کفن پہنا کر تابوت میں رکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا:(و اللہ ما علی وجه الارض رجل احب الی ان القی

نہیں ہے جو مجھے اس کفن میں ڈھکے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب ہو اس کے اعمال کی طرح اعمال لیکر میں خدا تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہوں۔ طبقات الکبری: ۳. ۳۷۰

۴: عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کیا. میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا تھا، اور آپ کے چہرے کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور چہرے سے چادر ہٹا کر فرمانے لگے: (رحمة الله عليك ابا حفص فوالله ما بقي بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم احد احب الي ان القى الله عزوجل بصحيفته مثلك) ترجمہ: اے ابو حفص عمر: اللہ تجھ پر رحمت فرمائے۔ اللہ کی قسم: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں، جس کو میں لیکر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کروں، وہ آپ کے اعمال کی طرح اعمال ہیں۔

۵: حضرت نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو منبر رسول اور روضہ انور کے درمیان یعنی ریاض الجنۃ میں رکھا گیا تو صفوف کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر فرمانے لگے: (هو هذا) اس کلمہ کو تین بار کہا پھر فرمایا؛ (رحمة الله عليك، ما من خلق الله احد احب الي من ان القاه بصحيفته رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا المسجى عليه ثوبه) ترجمہ: اللہ تجھ پر رحمت فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے علاوہ کوئی ایسی شخصیت اللہ پاک نے پیدا نہیں فرمائی جس کے اعمال نامے کو لیکر میں اللہ پاک سے ملاقات کو پسند کروں۔

۶: ابو مخلد سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہم نے جان لیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں افضل ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہم نے جان لیا کہ ہم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

۷: امام شعبی نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: (ان السکینة تنطق علی لسان عمر و قلبه) ترجمہ: بے شک سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر بولتا ہے۔

۸: زر بن حبش سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ما کنا نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمر) ہم اس بات کو بعید از قیاس نہیں سمجھتے بے شک سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔

۹: عمرو بن میمون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: (ما کنا ننکر و نحن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم متوافرون، ان السکینه تنطق علی لسان عمر) ترجمہ: ہم اصحاب رسول اس بات کے انکاری نہیں ہو سکتے کیونکہ وہاں اصحاب رسول بڑی تعداد میں تھے۔ ہم سب یہ کہا کرتے تھے کہ: بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ بولتا ہے۔

۱۰: طارق بن شہاب نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے: (ان ملکا ینطق علی لسان عمر) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

۱۱: امام شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: (کان ابوبکر اواها حلیما) ترجمہ: ابوبکر صدیق بڑے نرم اور حلیم الطبع شخصیت کے مالک تھے: (و کان عمر مخلصا نا صحا للہ فنصحه) ترجمہ: حضرت عمر اللہ کے دین کے لئے مخلص ہو کر نصیحت کرنے والے تھے۔ ان کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی معاملہ کیا۔ جب ہم صحابہ کرام جمع ہوتے: (واللہ ان کنا لنری ان السکینة تنطق علی لسان عمر و ان کنا لنری شیطان عمر یهابه ان یا مره بالخطیئة) ترجمہ: اللہ کی قسم: ہم دیکھتے کہ سکون و اطمینان عمر کی زبان پر جاری ہے، اور یہ بھی دیکھتے

۱۲: اسود بن قیس نے ایک شخص سے روایت کیا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (استخلف عمر رحمة الله علی عمر فاقام و استقام حتی ضرب الدین بجوانه) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تو اللہ تعالیٰ عمر پر رحمت فرمائے۔ انہوں نے ہر معاملہ کو ٹھیک چلایا حتیٰ کہ ان کی وجہ سے دین نے اپنے قدم مضبوط کر لئے تھے۔

۱۳: عبد خیر نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پردہ فرما گئے تو حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کیا تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت کے مطابق کام کیا حتیٰ کہ وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر کو خلافت سونپی گئی تو آپ نے ان دونوں شخصیات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امور خلافت کو درست سرانجام دیا حتیٰ کہ وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

۱۴: ابن ابی شریحہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: (الا ان عمر ناصح الله فنصحه) خبردار بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی رضا کے لئے نصیحت کرتے ہیں۔

۱۵: ابو اسحاق سبیعی کہتے ہیں کہ ایک دن نجران کے کچھ آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: یا امیر المومنین؛ آپ کی سفارش آپکی زبان کیساتھ اور آپکی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ہماری زمینوں سے نکال دیا ہے۔ آپ انہیں واپس کروا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ویلکم ان کان عمر رشید الامر فلااغیر شیئا صنعه) ترجمہ: تم ہلاک ہو جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو معاملہ کو سدھارنے والے ہیں۔ میں ان کے فیصلے کو ہرگز نہیں بدل سکتا۔

4- حضرت سعید بن زید کا خراج تحسین پیش کرنا

۱: حضرت سعید بن زید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر روئے تو کسی نے ان

سے کہا: (یا سعید ما یبکیك؟) ترجمہ: اے سعید، تم کیوں روئے ہو؟ آپ نے فرمایا: (علی الاسلام ان موت عمر ثلم الاسلام ثلمة، لا ترتق الی یوم القیامة) اسلام پر اس لئے روتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت نے اسلام میں ایسا سوراخ کر دیا ہے جو قیامت تک پُر نہیں ہو سکتا۔

5- حضرت عبداللہ بن مسعود کا خراج تحسین پیش کرنا

۱: زید بن وھب کہتے ہیں ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے اتنے روئے کہ آنسوؤں سے پتھر بھی تر ہو گئے۔ اور فرمانے لگے: (ان عمر حصنا حصینا الاسلام، ید خلون فیه و لا یخرجون منه، فلما مات عمر انثلم الحصن فالناس یخرجون من الاسلام) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے ایک محفوظ قلعہ تھے جو لوگ اس میں داخل ہوتے وہ نکلتے نہیں تھے اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو اس مضبوط قلعہ میں سوراخ ہو گیا ہے لوگ اسلام سے نکلنا چاہتے ہیں۔

۲: ابی وائل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ غمگین اور رونے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا: (و اللہ لو اعلم ان عمر یحب کلبا لاحببته و اللہ انی لاحسب العضاہ قد وجدت فقد عمر) ترجمہ: اللہ کی قسم: اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کتے سے پیار کرتے تھے تو میں بھی ضرور اس کتے سے پیار کرتا۔ واللہ میں خاردار درخت کو بھی اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جدائی کو محسوس کر رہا ہے۔

۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (و اللہ ما احسب شیئا الا وقد دخل علیه فقد عمر حتی العضاہ ولو علمت ان کلبا یحبه عمر

لكان من احب الكلاب الي) ترجمہ: اللہ کی قسم: کائنات کی ہر چیز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جدائی کو محسوس کیا ہے۔ حتیٰ کہ درختوں نے بھی آپ کی کمی کو محسوس کیا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلاں کتے سے پیار کرتے ہیں تو میں بھی اس سے پیار کرتا۔

۴: حضرت ابووائل فرماتے ہیں: (ما رايت عمر قط الا و كان بين عينيه ملكا يسدده) ترجمہ: میں نے جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ کی آنکھوں کے سامنے فرشتے انکی رہنمائی کر رہے ہوتے تھے۔

۵: حضرت ابووائل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (لو ان علم عمر بن الخطاب فی كفة الميزان ووضع علم الارض فی كفة لرجح علم عمر) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا علم اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ساری زمین کا علم ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کا پلڑا بھاری ہوگا۔

۶: ابراہیم نے عبداللہ سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (انی لاحسب عمر قد ذهب بتسعة اعشار العلم) ترجمہ: میرے خیال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم کا ۹/۱۰ حصہ اپنے ساتھ لے گئے۔

۷: ابن وھب نے کہا کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا: (اقرا كما اقراك عمر كان اعلمنا بكتاب الله و افقهنا دی دین الله) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہم میں سے زیادہ قرآن جاننے والے اور اللہ کے دین کو سمجھنے والے تھے۔

۸: رزق نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: (انی لاحسب عمر بين عينيه ملك يسدده و يقومه، و انی لاحسب الشيطان يفرق من عمر بين يحدث حدثا فيرده) ترجمہ: میرے خیال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے فرشتہ کھڑا ہو کر آپ کی رہنمائی کرتا تھا۔ اور

میں یہ بھی خیال کرتا تھا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتا تھا۔ انہیں کسی غلطی پر نہیں ابھارتا تھا۔

۹: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (کان اسلام عمر فتحا و کانت هجرته نصرا و کانت امارته رحمة) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا فتح تھی ان کی ہجرت کرنا دین کی مدد تھی اور ان کی امارت رحمت تھی۔

6- حضرت ابوطلحہ انصاری کا حضرت عمر کی تعریف کرنا

ا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: (واللہ ما اهل بيت من المسلمين الا وقد دخل عليهم في عمر نقص في دينهم و في دنياهم) اللہ کی قسم: مسلمانوں کا کوئی گھر ایسا نہیں جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دینی اور دنیاوی نقصان واقع نہ ہوا ہو۔

7- حضرت حذیفہ کا حضرت عمر کا ذکر کرنا

ا: حضرت حذیفہ فرمایا کرتے تھے: (انما كان مثل الاسلام ايام عمر، مثل امر مقبل، لم يزل في اقبال فلما قتل ادبر، فلم يزل في إدبار) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام کی مثال اس شخص کی طرح تھی جو مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن تھا، جب آپ کی شہادت ہوگئی تو پھر اس شخص کی طرح ہوگیا جو پیٹھ پھیر کر واپس جا رہا ہو اور جو ابھی تک جاری ہے۔

8- حضرت عمرو بن عاص کے تعریفی کلمات

ا- ابراہیم بن سعد اپنے باپ دادا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر ہمارے آگے آگے چل رہے تھے۔ اور دوران سفر اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے کہا: (للہ در عمر بن حنتمه، ای امری كان يعني بذلك عمر بن الخطاب رضي الله عنه) ترجمہ:

عمر بن حنتمہ کا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا یعنی حضرت عمر بن خطاب کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی ہوتا تھا۔

9-حضرت خالد بن ولید کا بیان

ا: عروہ بن قیس بجلی کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک دن دوران خطبہ فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے شام بھیجا۔ جب میں شام گیا تو وہاں میں موٹا تازہ یعنی صحت مند ہو گیا۔ آپ ؓ نے وہاں سے مجھے ھند جانے کا حکم دیا۔ تو اتنی دیر میں آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: (اصبر، اصبر ایها الامیر) اے امیر المومنین، آپ صبر کریں، آپ صبر کریں۔ بہت سارے فتنہ ظاہر ہوئے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: (و ابن الخطاب حیی انما ذلك بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں فتنے ظاہر ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا ان کے بعد ہو سکتا ہے۔

10-حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان

ا: عبداللہ بن ساریہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کے بعد پہنچے تو فرمانے لگے: (ان کنتم سبقتمونی بالصلاۃ علیه فلم تسبقونی با لثناء علیه) ترجمہ: اے لوگو، اگر چہ تم نے نماز جنازہ میں مجھ سے پہل کر لی ہے مگر تم ان کے لئے دعا میں تو پہل نہیں کر سکو گے۔ پھر جنازہ کے سامنے کھڑے ہو کہنے لگے: (نعم، اخو الاسلام کنت یا عمر جوادا بالحق، بخیلا بالبا طل، ترضی من الرضی و تسخط من السخط لم تکن مداحا و لا مغیا با، طیب العرف عفیف الطرف) ترجمہ: اے عمر؛ تو اسلام کا بہترین بھائی ہے۔ جو حق کے ساتھ سخی اور باطل کے ساتھ بخیل ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ راضی اور ناراضگی کے ساتھ ناراض ہے۔ بلاوجہ کسی کی نہ تعریف کرتے اور نہ عیب جوئی، نظر کو پاک رکھنے والے تھے اور حرام سے بچتے تھے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کا حضرت عمر کا ذکر کرنا

1-ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ا: محمد بن قاسم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: (من رای ابن الخطاب، علم انه خلق غناء للاسلام، کان و اللہ اجودنا، نسیج وحده، قد اعد للامور انها) ترجمہ: جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ جان گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کو بے نیاز کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ سخی اور لاثانی تھے، تمام کاموں کو سر انجام دینے کے لئے وہ اپنے ساتھیوں کو تیار کرتے تھے۔

۲: عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (زینوا مجالسکم بالصلاة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم و بذکر عمر بن الخطاب) ترجمہ: تم اپنی مجالس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے زینت بخشا کرو۔

۳: عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی ارشاد فرمایا: (اذا ذکر تم عمر طاب المجلس) ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جائے تو مجلس پاک ہو جاتی ہے۔

2-حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بیان

ا: طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (یوم اصیب عمر رحمة اللہ، الیوم وهی الاسلام) ترجمہ: جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مصیبت آن پڑی تو اسی دن اسلام پر بھی مصیبت گر گئی۔

(طبقات الکبری: ۳/ ۳٦٩)

3-حضرت شفاء بنت عبداللہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا

سلیمان بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت شفاء بنت عبداللہ نے چند لوگوں کو چلتے ہوئے اور آہستہ باتیں کرتے

ہوئے سنا تو پوچھا: یہ کیا باتیں کر رہے ہو؟ کہا گیا کہ یہ حج پر جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کان واللہ عمر، اذا تکلم اسمع و اذا مشی اسرع، وا ذا ضرب واوجع، و ھو الناسك حقا، ترجمہ: اللہ کی قسم: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بات کرتے تو اتنی بلند آواز سے بولتے کہ دوسروں کو آسانی سے سمجھ آ جاتی، جب چلتے تو تیز تیز چلتے، جب مارتے تو اتنی زور سے مارتے کہ جسم دکھا دیتے تو اتنی زور سے مارتے کہ جسم دُکھا دیتے وہی صحیح حاجی تھے

تابعین کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا

1-حضرت علی بن حسین کا بیان

ابن ابی حازم نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (کمنز لتھما الیوم، ھما ضجیعاہ) ترجمہ: ان دونوں ہستیوں کا مقام ومرتبہ آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا۔ کہ وہ آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

2-حضرت امام شعبی رضی اللہ عنہ کا بیان

ا: عبداللہ بن ادریس نے کہا کہ میں نے اشعث کو کہتے ہوئے سنا۔ جب لوگ کسی مسئلے میں اختلاف کریں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھو کہ وہ کس پر عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بغیر مشورے کے کام نہیں کرتے تھے۔ اشعث کہتے

ہیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ابن سیرین سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: (اذا رایت الرجل یخبرك انه اعلم من عمر فاحذره) ترجمہ: جب تو ایسے شخص کو دیکھے جو کہے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانتا ہوں تو ایسے آدمی سے بچو۔

۲: صالح بن حیی سے روایت ہے کہ امام شعبی نے یہ بھی کہا ہے: (من سره ان یاخذه بالوثیقة من القضاء، فلیاخذ بقضاء فانه کان یستشیر) ترجمہ: جو شخص کسی معاملہ میں وثوق کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو دیکھے کیونکہ آپ مشورے کے ساتھ معاملہ طے کرتے تھے۔

3: حضرت قبیصۃ بن جابر رضی اللہ عنہ کا بیان

ا: امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قبیصۃ بن جابر سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں: (فما رایت اقرا لکتاب اللہ و لا افقه فی دین اللہ و لا احسن مدارسة) ترجمہ: میں نے آپ سے زیادہ کتاب اللہ کو پڑھنے اور اللہ کے دین کو سمجھنے اور سب سے اچھا درس دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔

4: حضرت حسن بن ابی حسن بصری رضی اللہ عنہ کا بیان

ا: قرۃ بن خالد سے روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اذا اردتم ان یطیب المجلس فافیضوا فی ذکر عمر) ترجمہ: جب تم اپنے محفلوں کو خوشبودار بنانا چاہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرو۔

۲: انہیں سے روایت ہے کہ امام حسن بصری نے فرمایا: (ای اهل بیت لم یجدوا فقده فهم اهل بیت سوء) ترجمہ: جو گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر غمگین نہیں ہوئے۔ وہ بُرے لوگوں کے گھر ہیں۔ المرجع السابق ۳/ ۲۷۲

5: حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا بیان

واصل احدب سے روایت ہے کہ حضرت مجاہد نے کہا: (کنا نتحدث ان الشیا

طین مصفدة فی زمن عمر فلما قتل وثبت فی الارض) ترجمہ: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شیاطین زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے جب آپ شہید ہوئے۔ تو شیاطین زمین میں پھیل گئے ہیں۔

6: امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے امام محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے: (لم یکن احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھیب لما لا یعلم من ابی بکر و لم یکن احد بعد ابی بکر اھیب لما لا یعرف من عمر) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ بارعب کوئی نہیں دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ بارعب کوئی نہیں دیکھا گیا۔

7: طارق بن شہاب کا بیان

قیس بن مسلم سے روایت ہے کہ طارق بن شہاب نے فرمایا: (کنا نتحدث ان عمر بن الخطاب، ینطق علی لسان ملك) ترجمہ: ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

8: ایوب کا بیان

حماد بن زید سے روایت ہے کہ ایوب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معاملہ میں مختلف روایتیں ملیں تو اس روایت کو اختیار کرو، جس پر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما عمل کریں کیونکہ: (انه الحق و هو السنة) ترجمہ: وہی حق ہے اور وہی سنت ہے۔

9: عبدالملک بن مروان کا بیان

علی بن عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں سخت سردی میں عبدالملک بن مروان
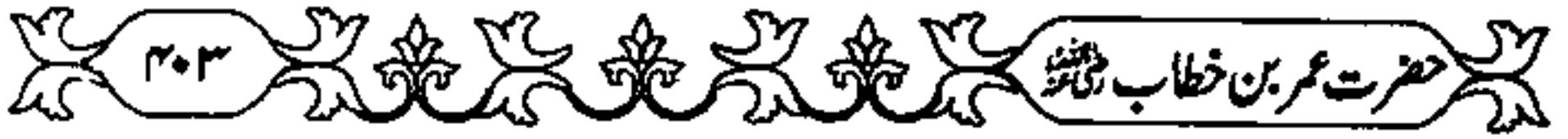
کے پاس گیا وہ زردہ رنگ کے کپڑے کے خیمے میں تھا جس کا ظاہری حصہ ریشمی تھا اور اس کے چار کونے تھے۔ پس میں سردی سے ٹھٹھرنے لگا۔ تو ابن مروان نے کہا۔ ہم آج کے دن کو سردی کا دن قرار دیتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اصلاح فرمائے۔ میرے نزدیک اھل شام پر اس سے زیادہ سردی والا دن کوئی نہیں آیا۔ پھر دنیا کے معاملات کی باتیں شروع ہو گئیں۔ تو ابن مروان نے دنیا کے متعلق کہا۔ دنیا کیا چیز ہے؟ دیکھئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چالیس سال تک حکمران رہے۔ جس میں سے بیس سال امیر اور بیس سال ساری مملکت اسلامیہ کے خلیفہ رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معاملات اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتے تھے۔ تو میں نے دنیا میں ان سے زیادہ عالم کوئی نہیں دیکھا۔

باب:79

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت کا ثواب

1- حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (حب ابی بکر و عمر من الایمان، و بغضهما من الکفر ومن سب اصحابی فعلیه لعنة الله) ترجمہ: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت ایمان ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے۔ اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

2- محمد بن خالد بن عتبہ نے کہا: میں نے مالک کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لا کر دربار خداوندی میں کھڑا کیا جائے گا اور انہیں دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ دوزخ میں ڈالنے والے فرشتے انہیں پکڑنے کے لئے بے چین ہوں گے۔ جب فرشتے انہیں گھسیٹ کر دوزخ کے قریب کریں گے۔ تو اللہ کریم رحمت کے فرشتوں سے فرمائے گا: (ردوهم، فیردوهم، فیقفون بین یدی الله عزوجل طویلا) ترجمہ: ان کو واپس لے آؤ۔ فرشتے ان دوزخیوں کو واپس لا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک لمبا عرصہ کھڑے کر دیں گے۔ اللہ پاک فرمائے گا: (یا عبادی، امرت بکم الی النار، بذنوب سلفت، استوجبتم لها، وقد رعوتکم وقد ذهبت ذنوبکم، لحبکم ابا بکر و عمر) ترجمہ: اے میرے بندو: میں نے تمہارے گناہوں کی وجہ سے تمہیں دوزخ میں ڈالنے کو حکم دیا تھا۔ اور دوزخ تم پر واجب ہو چکی تھی۔ لیکن میں نے تمہارے گناہوں سے صرف نظر فرماتے ہوئے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ کیونکہ تم دونوں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے ہو۔

3- یحییٰ بن اسماعیل بن سلمۃ بن کھیل کہتے ہیں، میری ایک بہن تھی جو عمر میں مجھ سے بڑی تھی، اس کا ذھنی توازن ٹھیک نہ تھا۔ اس کی عقل جاتی رہی۔ وہ اسی حالت میں دس سال سے زائد عرصہ مجھ سے الگ رہی۔ لیکن اس کے باوجود وہ طہارت اور نماز کا اہتمام کرتی تھی۔ جب کبھی اس کی عقل ٹھیک ہوتی تو وہ قضا نمازوں کو ادا کرتی۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا۔ آدھی رات کو میرا دروازہ کھٹکا۔ میں نے پوچھا: (من هذا) کون؟ جواب ملا: بجہ، یہ اس کی بہن کا نام تھا۔ میں نے کہا: میری بہن۔ کہا ہاں تیری بہن ہوں۔ میں نے لبیک کہا۔ تشریف لائیے۔ میں نے دروازہ کھولا وہ اندر داخل ہوئی۔ حالانکہ بیس سال سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ میں نے کہا: (یا اختاہ خیر): اے میری باجی، خیریت تو ہے۔ اس نے کہا۔ خیریت ہے۔ میں نے آج رات خواب دیکھا کسی نے مجھ سے کہا: (سلام علیك یا بجه): اے بجہ تجھے سلام ہو۔ میں نے جواب دیا: علیکم السلام۔ پھر مجھے کہا گیا: (ان الله قد حفظ اباك اسماعيل لسلمة ابن كهيل و حفظك لابيك اسماعيل فان شئت دعوت الله لك فاذهب مابك و ان شئت صبرت ولك الجنة فان ابابكر و عمر قد شفعا لك الى الله عزوجل يحب ابيك وجدك ايا هما) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے والد اسماعیل کی تیرے دادا سلمہ کی وجہ سے حفاظت فرمائی اور تیری حفاظت تیرے والد اسماعیل کی وجہ سے فرمائی۔ اگر چاہتی ہو تو میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے پاگل پن کے مرض کو ختم کر دے۔ اور اگر تو چاہتی ہے تو صبر کر۔ تیرے لئے جنت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے تیری سفارش کی ہے۔ کیونکہ تیرے باپ، دادا ان سے محبت کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: کیا ان دونوں میں سے (بیماری یا صبر) کسی ایک کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ تو میں صبر کرتی ہوں۔ جس کی وجہ سے مجھے جنت ملی گی۔ حالانکہ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس سے کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تو مجھے دونوں چیزیں عطاء کر

سکتا ہے۔ جب اس نے یہ بات کہی تو جواب ملا: (قد جمعهما لك الله و رضی عن ابيك وجدك بحبهما ابا بكر و عمر قومی فانزلی) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تجھے دونوں نعمتیں عطاء فرمادی ہیں اور اللہ تعالیٰ تیرے باپ، دادا سے اس لئے خوش ہے کہ وہ ابوبکر وعمر سے محبت کرتے تھے۔ اٹھو اور نیچے چلی جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تیری بیماری کوختم کردیا ہے۔

4- ھبۃ بن سلامۃ المفسر فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک بزرگ کے پاس حضرت حمزہ کی قرات پڑھ رہا تھا۔ اور وہ بغداد کے محلہ فحول یا محول میں رہتے تھے۔ ان کے ایک شاگرد کا انتقال ہوگیا۔ تو اس بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ تو اسے پوچھا: (مافعل الله بك) اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ عرض کیا: (غفر لی) اللہ نے مجھے معاف فرمادیا ہے۔ پھر پوچھا: (فما حالك مع منكر و نكير) منکر نکیرین کے ساتھ سوالات کا معاملہ کیسا رہا۔ عرض کیا: اے میرے استاد: جب فرشتوں نے مجھے اٹھا کر بیٹھایا تو پوچھنے لگے: (من ربك ومن نبيك) تیرا رب کون ہے اور تیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی۔ تو میں نے کہا: (بحق ابی بكر و عمر) تو انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگے: (قد اقسم علينا بعظيم، دعه، فتركانی و انصرفا) اس نے تو بڑے عظیم ہستیوں کے نام لیکر قسم کھائی ہے۔ اس کو چھوڑ دو، پس وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

5- حسن بن محمد قطان کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا کہ میں نے بشیر بن حارث کو دیکھا اس نے ایک درھم کی مشک خریدی اور اسے لیکر پھرنے لگا کہیں زمین پر کاغذ کا ایسا ٹکڑا پڑا ہوا مل جائے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو۔ وہ اس کو مشک لگاتا اور ایک اونچی جگہ پر رکھ کر کہتا۔ ایک مرتبہ اس نے مجھے کہا کہ مجھے کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا اسے اٹھا کر دیکھا تو اسمیں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں تھا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: (یا بشر رميت بالرقعة و

فیها اسمان یحبهما الله تعالیٰ ابوبکر و عمر رضی الله عنهما) ترجمہ: اے بشر حافی! تم نے کاغذ کے ایسے ٹکڑے کو چھوڑا ہے۔ جس میں دو ایسی شخصیات کے نام لکھے ہوئے تھے۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی محبت فرماتا ہے اور وہ شخصیات حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

باب:80

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کی سزا

1- ابومحیاہ تیمی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موذن نے بتایا کہ ایک دن میں اور میرا چچا بکران کی طرف سفر پر روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ ایک بدبخت شخص بھی تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا گستاخ تھا۔ ہم نے اسے گستاخی سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا ہم نے اسے علیحدہ ہونے کا کہا تو وہ علیحدہ ہو گیا۔ جب ہم بکران سے واپس آنے لگے تو ہم اس بدبخت کو اپنے ساتھ رکھنا توہین سمجھا اگرچہ وہ ہمارا سفر کا ساتھی تھا۔ جب ہم کوفہ کی طرف واپس پلٹے تو اس گستاخ کے ایک غلام سے ملاقات ہوئی۔ تو ہم نے اس سے کہا: اپنے آقا سے کہو کہ وہ ہمارے ساتھ واپس چلا جائے۔ تو غلام نے کہا: (ان مولای قد حدث به امر عظیم قد مسخت یداه یدا خنزیر)۔ میرے آقا کے ساتھ ایک بڑا حادثہ پیش آیا ہے اور وہ یہ کہ اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موذن نے کہا: ہم اس گستاخ کے پاس آ کر کہنے لگے۔ تم ہمارے ساتھ واپس بکران چلو۔ اس نے کہا میرے ساتھ ایک بڑا حادثہ پیش آیا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکالے تو وہ کہنیوں تک خنزیر کی طرح ہو چکے تھے۔ وہ ہمارے ساتھ واپس روانہ ہوا۔ جب سواد کی بستی کے قریب پہنچا تو اس نے وہاں پر بہت سارے خنزیر دیکھے: (فلما رآها صاح صیحة، ووثب فمسخ خنزیرا وخفي علینا)۔ جب اس نے خنزیر دیکھے تو زور سے چیخ ماری اور اچھلنا کودنا شروع کر دیا حتیٰ کہ سارا خنزیر کی شکل میں بدل گیا۔ اور ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔ ہم نے

اس کے غلام اور سامان کو کوفہ پہنچایا۔

2-محیاہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ ہم سفر پر روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ ایک ایسا بد بخت شخص بھی تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ہم نے اسے کئی مرتبہ منع کیا۔لیکن وہ باز نہ آیا۔وہ بد بخت رفع حاجت کے لئے گیا تو اس کی دبر (پاخانہ کی جگہ) پر شہد اور بھڑ کی مکھیوں نے حملہ کر دیا۔تو اس نے چیختے چلاتے ہمیں مدد کے لئے پکارا۔ہم اس کی مدد کے لئے دوڑے لیکن مکھیوں نے ہم پر بھی حملہ کر دیا۔ہم اسے وہاں چھوڑ کر واپس چلے آئے۔تو شہد کی مکھیوں اور بھڑوں نے خوب اس کی دُبر کی خبر لی۔

3-خلف بن تمیم کہتے ہیں کہ میں نے بشیر سے سنا۔اس کی کنیت ابوخصب تھی۔ ابوخصب کہتے ہیں میں تاجر اور دولت مند آدمی تھا اور میں مدائن میں رہائش پذیر تھا۔اور یہ ہبیرہ کا دور حکومت تھا۔ایک دن میرا نوکر میرے پاس آکر کہنے لگا: مدائن کے مسافر خانہ میں ایک مردہ لاش پڑی ہوئی ہے۔اور اس کے کفن کے لئے کوئی کپڑا انہیں مل رہا۔چنانچہ ابوخصب جلدی سے وہاں گیا تو دیکھا واقعۃً ہی ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔اور اس کے پیٹ پر اینٹ پڑی ہوئی ہے اور اس کے ساتھی اس کے اردگرد کھڑے اس کی عبادت و ریاضت کی فضیلت بیان کر رہے ہیں۔میں نے کفن خریدنے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا اور گورکن کو بلایا کہ قبر بنانے کے لئے کہا اور پانی گرم کرنے لگا تو میت نے چیخنا اور اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔اور شور مچا کر کہنے لگی: ہائے ہلاکت، ہائے دوزخ کی آگ۔اس کے ساتھی خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلے میں لاش کے قریب ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ کر حرکت دی اور کہا: (ما انت و ما حالك) تو کون ہے اور تیرے ساتھ کیا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں کوفے والوں کے پاس بیٹھتا تھا۔انہوں نے مجھے اپنے مذہب میں داخل کر لیا۔ان بدبختوں کا مذہب یہ تھا کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتے اور برائت کا اظہار کرتے۔

ابوخصب کہتے ہیں، میں نے اس سے کہا: استغفار کرو اور معافی مانگو۔ اس نے جواب دیا: اب استغفار اور توبہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اب دوزخ میں جو میرا ٹھکانا ہے وہاں لے چلو۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے تب مجھے کہا گیا ہے کہ اب تجھے تیرے دوستوں کی طرف لوٹایا جا رہا ہے تاکہ جو تو نے دوزخ میں ٹھکانا دیکھا ہے وہ اپنے دوستوں کو بھی بتاؤ۔ یہ بتا کر وہ پھر پہلی مردہ حالت میں ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کفن کا کپڑا آگیا۔ میں نے کپڑا پکڑا اور کھڑے ہوکر کہنے لگا: (لا کفنته ولا غسلته ولا صليت عليه) میں اسے نہ کفن دوں گا اور نہ ہی غسل اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھوں گا۔
پھر میں نے اس کی قوم کو اس واقعہ کی خبر دی تو وہ بھی اس کے کفن، غسل اور جنازہ سے رک گئے۔ قوم نے کہا: (ما الذی انکرتم من صاحبنا، انما کان حفصة من الشیطان، تکلم بها علی لسانه) جس شخص کے کفن، دفن اور جنازہ سے تم نے انکار کیا ہے۔ یہ ہمارا ساتھی تھا۔ گویا کہ یہ شیطان کا چیلہ تھا اور اس کی زبان سے بولی بولتا تھا۔

خلف راوی نے کہا: اے ابوخصب بشیر، تم نے حقیقت میں یہ واقعہ اسی طرح دیکھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے۔

4- عمار بن سیف ضبی کے چچا ابوحباب نے بیان کیا: ہم ایک مرتبہ جہاد پر روانہ ہوئے تو سمندر کا سفر کرنا پڑا۔ موسیٰ بن کعب ہمارے لیڈر تھے۔ بحری جہاز میں ہمارے ساتھ کوفے کا ایک شخص بھی سوار تھا۔ ابوالحجاج اس کو نام تھا۔ وہ بدبخت حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکنے لگا۔ ہم نے اس کو لعن طعن کی لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہم نے اسے روکا لیکن وہ باز نہ آیا۔ اتنے میں ہم سمندر کے جزیرے میں پہنچے اور نماز ظہر کی تیاری کے لئے وہاں ٹھہرے اور قافلے کے ساتھی ادھر ادھر چلے گئے۔ اتنے میں ایک ساتھی نے آواز دی کہ ابوالحجاج کو شہد کی مکھیوں نے مار ڈالا۔ ہم اس کی طرف دوڑے مگر وہ اتنے میں مر چکا تھا۔ یہ وہی بدبخت آدمی تھا جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں

گستاخی کرتا تھا۔

ابن مبارک نے کہا: ابوالحباب نے مجھے بتایا کہ ہم اسے دفن کرنے کے لیے قبر کھودنے لگے۔ تو زمین ہم پر اتنی سخت ہوگی کہ ہم قبر نہ کھود سکے۔ بالاخر اس بد بخت پر درختوں کے پتے اور پتھر پھینک کر اسی حال میں چھوڑ دیا۔

خلف راوی کہتے ہیں ہمارے ایک ساتھی نے پیشاب کیا تو اس کے آلہ تناسل پر شہد کی مکھیاں بیٹھ گئیں۔ لیکن اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ ہم سمجھ گئے کہ ان مکھیوں کی (اس گستاخ کوفی ابوالحجاج) کو مارنے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔

5- ابی الحسن احمد بن عبداللہ سوسجردی کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک آدمی قرآن کی تلاوت کرتا تھا وہ ابی الحسن بن عزنۃ کے نام سے
مشہور تھا۔ وہ ہمارے شیخ ابوالحسن بن ابی عمر المقری سے اختلاف کرتا تھا۔ ایک رات سوکر اٹھا تو اندھا ہو چکا تھا۔ اس سے اندھا ہونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا: میں کوفے کے قریب ایک راستہ پر ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس مجلس میں ایک آدمی نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ میں اسے روک سکتا تھا' لیکن طاقت رکھنے کے باوجود نہیں روکا تو رات کو خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے لگے: (لم لا تنکر علی من ذکر هما بسوء؟ وضرب راسی بمرزبة فاصبحت اعمی) تمہارے سامنے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بُرائی اور گستاخی کی جا رہی تھی تم نے اسے روکا کیوں نہیں؟ اور ساتھ ہی ایک ہتھوڑا میرے سر میں مارا، جس سے میری بینائی جاتی رہی۔

6- محمد بن علی سماک نے کہا کہ میں نے رضوان سمان سے سنا وہ کہتے ہیں۔ میرے گھر اور بازار میں ایک پڑوسی تھا۔ جو حضرت ابوبکر وعمر
رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا تھا۔ میرے اور اس کے درمیان اکثر بحث وتکرار ہوتا تھا۔ ایک دن وہ بکواس کر رہا تھا اور میں وہاں پر موجود تھا۔ میرے اور اس کے درمیان

جھگڑا ہو گیا۔ میں اپنے گھر غصہ اور پریشانی کی حالت میں آیا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا۔ اور اسی حالت میں کھانا کھائے بغیر سو گیا۔ تو مجھے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان جاری فی منزلی و فی سوقی وھو یعیب اصحابك) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر اور بازار کا فلاں پڑوسی آپ کے صحابہ کو عیب دار کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (من من اصحابی؟) میرے کس کس صحابی کو گالی دیتا ہے؟ عرض کیا: حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خذ ھٰذہ المدیۃ فاذبحہ بھا) یہ خنجر پکڑو اور اس بدبخت کو ذبح کر ڈالو۔ میں نے خواب میں وہ خنجر پکڑا اور اس رافضی گستاخ کو زمین پر لٹا کر ذبح کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے خون سے میرا ہاتھ آلودہ ہو گیا۔ میں نے چھری نیچے رکھ کر ہاتھوں کو زمین پر ملنے لگا تو میری آنکھ کھل گئی۔ تو اچانک اٹھ بیٹھا۔ تو اس گستاخ رافضی کے گھر سے چیخنے کی آواز آنے لگی۔ میں نے سوچا کہ دیکھوں تو سہی یہ رونے کی آواز کیوں آ رہی ہے؟ لوگوں نے کہا: (فلان مات فجائۃ) فلان شخص اچانک مر گیا ہے جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا تو اس کی گردن پر ذبح کرنے کا نشان تھا۔

7- ابوبکر بن عبید کہتے ہیں کہ ابوبکر صیرفی نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکنے والا ایک شخص مر گیا تو اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ننگا پڑا ہے اس کے سر پر کالے رنگ کی پٹی بندھی ہوئی ہے اور شرمگاہ پر بھی کالا کپڑا پڑا ہوا ہے۔ اس سے پوچھا: (ما فعل اللہ بك) اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ کہنے لگا: (جعلنی مع بکر القس و عود بن الاعسر و ھٰذان نصرانیان) میرا حشر بکر القس اور عون بن الاعسر نصرانیوں کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی مجلس نے مجھے نصرانی بنا دیا ہے۔

8- حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں صبح سویرے اندھیرے میں نماز فجر

کے لیے مسجد میں جایا کرتا تھا۔ میرے پڑوسی کا ایک کتا تھا۔ جو لوگوں کو کاٹتا تھا۔ ایک مرتبہ صبح سویرے میں مسجد جا رہا تھا۔ تو کتا راستے میں بیٹھا تھا۔ میں کتے کے راستے سے ہٹنے کی انتظار میں بیٹھ گیا۔ تو وہ کتا بول کر کہنے لگا: (جز یا ابا عبد اللہ، فانما امرت بمن یشتم ابا بکر و عمر) اے ابو عبداللہ: گزر جایئے۔ میں تو صرف انکو کاٹتا ہوں جو ابو بکر و عمر کو گالیاں دیتے ہیں۔

9۔ ابو روح نے کہا ہم مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اہل تشیع میں سے ایک شخص آیا اس کا آدھ منہ کالا اور آدھ سفید تھا۔ اس نے آ کر کہا: (یا ایھا الناس اعتبروا بی، فانی کنت امراء ا تناول الشخین ابا بکر و عمر، اسبھما فینا انا ذات لیلۃ فی منامی، اذا اتانی آت فرفع یدہ فلطم حدوجھی و قال لی: یا عدو اللہ۔ ای فاسق۔ اتسب الشخین ابا بکر و عمر، فا صبحت وانا علی ھذا الحال) ترجمہ: اے لوگو: مجھے دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب دیکھا۔ ایک آدمی نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا اور کہا: اے اللہ کے دشمن، اے فاسق۔ تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو دیکھا میری یہ حالت تھی۔

10: اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ کے پوتے اسماعیل نے بیان کیا۔ ہمارا پڑوسی طحان نامی شخص رافضی (شیعہ) ۔ اسکے پاس دو خچر تھے ایک کا نام اس نے ابو بکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا تھا۔ ایک دن ان دونوں میں سے ایک نے دولتی مار کر اس بد بخت رافضی کو قتل کر دیا۔ ہم نے امام ابو حنیفہ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: (البغل الذی رمحہ، الذی سماہ عمر) جس خچر نے اس کو دولتی مار کر قتل کیا۔ اس کا نام بد بخت نے عمر رکھا ہوگا۔ جب تحقیق کی تو واقعہ ایسے ہی تھا۔

11: یوسف بن ابراہیم بن حسن خیاط ایک نیک بزرگ تھے جو بغداد کی مشرقی جانب

تھا۔ جو حنیہ کے نام سے مشہور تھا۔ وہ حج کے موسم میں ہمارے پاس بغداد میں تھا۔ اور لوگ حرم مکہ کی طرف حج کیلئے روانہ ہو رہے تھے۔ یوسف بن حسن نے اس شخص کا عجیب واقعہ جو اس کا آنکھوں دیکھا تھا۔ وہ اس نے مجھے سنایا۔ اگر چہ یہ واقعہ میں نے اور لوگوں کی زبانی بھی سنا تھا۔ مگر یوسف اس واقعہ کا چشم دید گواہ تھا۔ اس نے خود صاحب واقعہ سے سنا تھا کہ حنیہ دیلمی کے پاس سے علی دقاق کا گزر ہوا۔ حنیہ نے کہا: اے علی! تم اس سال حج پر جا رہے ہو، میں نے کہا: اس سال حج کیسے کر سکتا ہوں میرے پاس تو اتنی توفیق نہیں ہے۔ حالانکہ میں حج کی تمنا رکھتا تھا۔ حنیہ نے کہا: میں تجھے حج کا خرچہ دیتا ہوں۔ میں نے کہا، دے دو۔ اس نے کہا: تو میرے غلام کے ساتھ صیرفی کے پاس جاؤ، اس سے کہنا وہ بیس دینار دیدے گا۔ جب میں اور اس کا غلام صیرفی کے پاس گئے۔ تو اس نے بیس دینار دے دیئے۔ میں واپس حنیہ کے پاس آیا اس نے مجھے کہا: تم حج کی تیاری کر لو. جب سفر کا ارادہ کرو تو میرے ساتھ ملاقات کرنا، میں تجھے ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے حج کی مکمل تیاری کر کے اس سے ملاقات کرنے گیا۔ اس نے مجھ سے کہا: یہ حج میں تجھے ہبہ کرتا ہوں۔ اس میں میرے لیے کوئی ثواب نہیں۔ لیکن تم میرا یہ خط حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دینا، اور عرض کرنا آپ کے ساتھ جو دو صحابہ ابوبکر و عمر لیٹے ہیں میں ان سے نفرت کرتا ہوں۔ پھر مجھ سے طلاق کا حلف بھی لیا کہ تو یہ پیغام ضرور پہنچائے گا۔ میرے لیے یہ بہت بڑا حادثہ تھا۔ میں غمزدہ اور پریشان ہو کر اٹھا اور حج پر روانہ ہوا، حج ادا کرنے کے بعد میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مجھے اس خط کے متعلق تردد ہو رہا تھا کہ اس کو خدمت اقدس میں پیش کروں یا نہیں۔ پھر مجھے یاد آیا کہ اگر پیش نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ اگر خط پیش کروں تو یہ بہت بڑی جسارت ہوگی۔ اس معاملہ میں میں نے استخارہ کیا۔ اور عرض کیا: فلاں بن فلاں اس طرح کہتا ہے۔ میں نے وہ خط ایسے ہی پیش کر دیا۔ میں بڑا پریشان اور رو رہا تھا۔ پس مجھ پر نیند غالب آ گئی تو خواب میں

زیارت نبوی سے مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا: (قد سمعت الرسالة التی ادیتها) میں نے تیرا وہ خط سن لیا ہے۔ جب تو واپس حنیہ دیلمی کے پاس جائے۔ تو اس کو کہنا: (یاعدو الله، ابشر یوم التاسع والعشرون من قدوملك بغداد، ان رسول الله، یقول لك، ابشر بنار جهنم) اے اللہ کے دشمن: تجھے بغداد میں صرف انیس دن زندہ رہنے کی مہلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے فرمادیا ہے کہ تجھے دوزخ کی آگ کی بشارت ہو۔

جب میں واپس آیا تو مجھے پریشانی لاحق ہوئی کہ یہ بدبخت شخص ہے اس کا پیغام تو میں نے دربار رسالت میں پیش کر دیا۔ اگر حضور کا پیغام اس کو دیا تو یہ مجھے قتل کر دے گا۔ میں اس سوچ میں ہی تھا کہ اچانک میں نے فیصلہ کرلیا۔ میں ضرور اس کو حضور کا پیغام دوں گا۔ خواہ مجھے قتل کیوں نہ کر دے۔ پس میں اپنے گھر جانے کی بجائے پہلے اس کے گھر گیا۔ اس نے مجھے دیکھا تو فورا کہنے لگا: اے دقاق، تو نے میرا خط پہنچا دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں میں نے تیرا خط پہنچا دیا تھا' لیکن اس کا جواب بھی مجھے ملا ہے۔ اس نے پوچھا: وہ جواب کیا ہے؟ میں نے خواب کا سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: تجھ جیسے بندے کو قتل کرنا مجھ پر آسان ہے۔ پھر اس نے شیخین کو گالیاں بکنا شروع کر دیں۔ اس کے ہاتھ میں ہتھیار تھا اس کو وہ حرکت دے رہا تھا، اور مجھے کہا: آج تجھ کو چھوڑ رہا ہوں ورنہ اس ہتھیار کے ساتھ ضرور تجھے قتل کرتا، پھر اس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس شخص کو گھوڑوں کے اصطبل میں قید کر دو۔ میرے گھر والے آتے اور روتے ہوئے مجھے ملامت کرتے۔ میں نے کہا: اس معاملہ کا فیصلہ قدرت کی طرف سے ہو چکا ہے اور مجھے موت مقرر وقت پر ہی آنی ہے تم پریشان نہ ہونا، دن گزرتے گزرتے اٹھائیسویں کی رات آ گئی۔ تو دیلمی جس کا نام حنیہ تھا، اس نے اپنے لشکر کی دعوت کی جس میں بڑے بڑے لوگ حاضر ہوئے۔ وہ ان کے ساتھ کھانے پینے کیلئے کے بیٹھا جب آدھی رات ہو ئی تو اس کا باڈی گارڈ آیا، اس نے مجھے بتایا: اے دقاق، ہمارے سردار کو سخت بخار ہو گیا

ہے اس نے گھر کے سارے کپڑے اپنے جسم پر لپیٹ لیے ہیں لیکن پھر بھی کانپ رہا ہے اس کی یہ حالت اٹھائیسویں دن کو ہوئی تھی۔ جب انتیسویں رات ہوئی تو اس کا باڈی گارڈ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے دقاق: ہمارا (گستاخ صحابہ رافضی) لیڈر مر گیا ہے۔ اس نے مجھے قید سے رہا کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو بہت سارے لوگ اکٹھے ہوئے۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا: اس کو کیا ہوا ہے؟ تو میں نے لوگوں کو سارا قصہ سنا یا۔ تو بہت بڑی تعداد میں لوگ اس بد بخت رافضی شخص کے عقیدہ سے تائب ہو گئے۔

12: سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے عرض کیا: (لو سمعت احدا یسب ابا بکر و عمر ما کنت تصنع؟) اگر آپ کسی کو سنے کہ وہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بک رہا ہے۔ تو آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ والد محترم نے فرمایا: (کنت اضرب عنقه) میں اس بد بخت کی گردن تن سے جدا کر دوں گا۔

13: محمد بن یحییٰ واسطی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا: (ههنا یشتمون ابا بکر وعمر، وهما منی بمنزلة هاتین، وفرق بین اصابعه المسبحة والواسطی، فمن شتمهما فقد شتمنی) یہاں کچھ لوگ ابو بکر و عمر کو گالیاں بکتے ہیں، آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جوڑ کر اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ دونوں ابو بکر و عمر میرے ساتھ اس طرح جڑے ہوئے ہیں، جس نے انہیں برا بھلا کہا سمجھ لو اس نے مجھ (محمد عربی) کو بُرا بھلا کہا۔

شاکر پبلی کیشنز کی معیاری کتابیں

انوار الحدیث
تذکرۃ اولیاء
اسلامی تعلیم
تعلیم اسلام

سیرت رسول عربی
سیرت مصطفیٰ ﷺ
سیرت حضرت ابو بکرؓ
سیرت حضرت عمر فاروقؓ

سیرت حضرت علیؓ
سیرت حضرت عثمانؓ
شمع شبستان رضا
سامان آخرت

حضرت ابو بکر صدیق سو واقعات
حضرت عمر فاروق سو واقعات
حضرت علی سو واقعات
حضرت عثمان سو واقعات

خواب نامہ (یوسفی)
جنتی زیور
زلف و زنجیر
لاثانی نقابت

قصص الانبیاء
قانون شریعت
میلاد شریف کی سچی کتاب
ملفوظات

احکام شریعت
روحوں کی دنیا
جمال گنبد خضراء
حضرت عمر بن خطاب

Shabbir 0322-7202212

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084